Sher Dutkni

Carter



حیرت انگیز دل ہلا دینے والا ناول

شیرون

شیر دکن

سیوا جی مرہٹہ

پہلا باب

دُنیا خوابے ست کش عدم تعبیر ست

صیدِ اجل ست گر جوان و پیر ست

بھارت کی سرزمین پر مہاراشٹر بہت پُرانا ملک ہے اسکے مشہور شہر ناگپور مین ایک چھوٹی سی ندی امرکنٹک پہاڑی سے نکلکر مستانہ چال کیطرح نزاکت سے گرتی پڑتی لہر مین لیتی ہوئی دور تک نکل گئی ہے۔ اس ندی کو ناگ ندی کہتے ہین۔

شام کا وقت ہے۔ آفتاب ڈوب رہا ہے۔ مغرب کیطرف شفق کی سرخی چھائی ہوئی ہے اور اسمین ڈوبتے ہوئے آفتاب کا اُترا ہوا چہرہ کچھ اسطرح جھلملا رہا ہے جسطرح کسی

حرمان نصیب کا خون شدہ دل ایک بیکسی کے ساتھ دریائے غم مین پڑا ہوا غوطے کھا رہا ہو جسکی صدہا تمناؤن کا خون اُسکی آنکھونکے سامنے اس جفاکار زمانے کے ظالم ہاتھونسے دیکھتے ہی دیکھتے آن واحد مین ہوگیا ہو۔ اُسکی حسرت زدہ غمگین کرین کسی فلک ستائے کے زعفرانی چہرے کا رنگ اُڑائے ہوئے درختون کی چوٹیون اور بلند مقامات پر پناہ ڈھونڈھتی ہوئی اسلیئے پڑ رہی ہین کہ انقلاب زمانہ کے ظالم ہاتھون سے بچ جائین مگر آسمان کی گردش کسی طرح نہین مانتی اور جبراً اُنکو ملک عدم یا نئی دنیا کی سیر کرانیکے لیئے کشان کشان لیئے جاتی ہے۔ شام کی تاریکی شام غربت بنی ہوئی پورب کیطرف سے اُٹھتی چلی آتی ہے۔ اور اُن رہروان بادیۂ مصیبت کے گرد آلود چہرون پر چھائی جاتی ہے۔ جو حُب وطن کو بھی یاران وطن کی یاد کے ساتھ چھوڑے ہوئے خدا جانے کس دُھن مین قدم اُٹھائے آ رہے ہین۔ چڑیان درختون پر بیٹھتی جاتی ہین اور زبان مین کیا کیا ناسازی زمانہ کی شکایتین کر کے شور کرتی ہوئی اُڑ جاتی ہین۔ اور پھر چارو نطرف سے اندھیرا اچھلتا ہوا دیکھکر ایسی مجبور ہو جاتی ہین کہ فضائے آسمانی مین دو ایک چکر لگا کر خوف کے مارے پر سمیٹتی ہوئی درختون پر گر پڑتی ہین۔ ہوا تیزی سے چل رہی ہے اور ناگ ندی کی اُچھلتی ہوئی موجون کو زمانے کے رفتار کی طرح تیز کرتی جاتی ہے۔

ناگپور ناگ ندی کے کنارے بسا ہوا ہے۔ سر بفلک عمارتین سامنے نظر آ رہی ہین۔ بڑے بڑے منادر کے کھیرے آسمان سے ملے ہوے دیوتاؤن کی عظمت ثابت کر رہے ہین۔ مغرب کی طرف پہاڑیون کا خوشنما سلسلہ نظر کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جو ترتیب کے ساتھ یکے بادیگرے بلند ہوتی چلی گئی ہین۔ آفتاب ڈوب رہا ہے اور پہاڑیان چُپ سناٹے مین کھڑی منھ تک رہی ہین۔ آبشار جاری ہین کہین کہین خودرو صحرائی درختون نے پھولون کا فرش تجھا رکھا ہے کہ شاید بھولا بھٹکا مسافر کچھ دیر دم لینے کے لیئے ہمارے چادرے پر بیٹھکر ستا لے۔ سارے پہاڑیان تختۂ ارم بنی ہوئی ہین۔ طرح طرح کی خوشبوؤن سے مشام جان تر و تازہ ہوا جاتا ہے۔ اس مقام پر پہاڑی دامن مین آبشار کے قریب ایک شخص چُپ سناٹے مین بیٹھا ہے۔ کبھی تو اپنی مایوس نظر سے آسمان پر نظر ڈالتا ہے۔

اور کبھی ٹھنڈی سانس لے کر سر جھکا لیتا ہے اسکا حسرت پرست دل اسکے پہلو مین افسردگی کے ساتھ اُچھل رہا ہے۔ جسمین بڑھی ہوئین تمناؤن کیطرح کسی کے ملنے کا شوق اور ولولہ بھی بھرا ہوا ہے۔ اُمیدین مُنھ بنائے کچھ آپ ہی آپ وٹھی جاتی ہین اور ارمان و آرزوئین بھی سرکتی جاتی ہین۔ رنگ گورا ہے۔ صورت پر وجاہت ہے سن بھی بہت نہین۔ اُٹھتی جوانی ہے۔ ہاتھ پاؤن سڈول۔ اور خوبصورت اعضاء کا تناسب بہت معقول۔ چہرہ آفتاب کیطرح روشن۔ مضبوط ڈنڈ۔ آئینہ کیطرح چمکتی ہوئی پیشانی۔ اُبھرا ہوا چھاتا۔ شیرون کی سی کلائی۔ سر پر بانکی دستار۔ کمر مین مرصع قبضے تلوار۔ رگ رگ مین پھُرتی اور جیوٹ۔ مگر اسوقت غور و فکر مین اُلجھ رہا ہے۔ کبھی ادھر اُدھر دیکھ لیتا ہے کوئی نہین۔ کس سے بات کرے سوائے پہاڑیون اور آبشار جھرنوں کے کوئی اسکا ہمنفس نہین۔ آبشار اسکی مخزون حالت دیکھکر رو رہے ہین۔ مگر سنگدل پہاڑیون کے دلون پر ذرا بھی چوٹ نہین لگتی کہ اس نووارد مہمان کی کچھ تو مزاج پرسی کرین۔ کہ اسوقت تو کہان سے آیا ہے کیا نام ہے۔

اس نوجوان کی نظر گشت لگا رہی تھی کہ ایک سنیاسی جنوب و مغرب کے کونے سے نکلا۔ اور اسکی طرف بڑھتا نظر آیا۔ نوجوان کی نگاہ سنیاسی کی طرف اُٹھ گئی۔ اسکا گیروا لباس اُسکی لمبی لمبی جٹائین اُسکے تارک الدنیا ہو جانے کی دلیل تھین۔ ایک ہاتھ مین کمنڈل دوسرے مین ترشول تھا۔ چہرہ پر جلال ٹپک رہا ہے۔ اور گیروا بستر اُسکے دینی تقدس کی آب و تاب بڑھا رہا ہے۔

سنیاسی نے اس نوجوان کو مخاطب کر کے پوچھا۔

سنیاسی۔ راجپوت ویر! کیسے آئے۔

چونکہ ہم اس نوجوان کے نام سے بالکل نابلد ہین۔ لہذا ناظرین بھی صبر کرین اور اس نوجوان کو راجپوت ویر ہی سے مخاطب کر لیا کرین۔

نوجوان۔ یعنے راجپوت ویر سنیاسی کے ٹوکنے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ پاؤن چھولئے سنیاسی نے اُٹھایا۔ پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اور اُسی درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ جہان بچھونگی چادر بچھی ہوئی تھی۔ باتین ہونے لگین۔

راجپوت ویر۔ مہاتمن! کیا کوئی نئی خبر لائے ہین۔

سنیاسی - جو کچھ خبر ہو گی کہی جائے گی۔ پہلے تم بتاؤ۔ چہرہ کیون اُترا ہوا ہے بہت ہی سُست دکھائی پڑتے ہو۔

راجپوت ویر - سوامی! آپکا دل درد آشنا ہے۔ آپکی ذات ہموطنون کے درد دکھ مین شریک ہونے والی ہے۔ اس لئے آپ کی زبان سے ایسی بات سننے مین آئی مہاتما! لکھوکھا ہم وطن مبتلائے مصیبت ہین۔ قوم کی کشتی ڈوب رہی ہے اسی غور و فکر مین اُلجھا رہتا ہون۔ اسوقت بھی انہین پیچ و تاب مین پھنسا ہوا تھا۔ اتفاق سے آپ نے درشن دیدیے۔ بڑی کرپا کی۔

سنیاسی - بیٹا! اٹھو۔ جاگو۔ کیا پروا ہے۔ اگر جان چلی جائے۔ امیر غریب نیک و بد۔ ہر ایک کو ایک نہ ایک روز مرنا ہے۔ یہ جسم ہمیشہ کسی کا نہین رہتا۔ اب بھی ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ۔ استقلال اور ہمت درکار ہے۔ اسکی بدولت آدمی کام کے پیچھے ملک الموت کی طرح چمٹ جاتا ہے۔ اس لیے اٹھو اور کمر چست کرو سب سے پہلے اپنے ملک اور وطن کی خدمت کرنا فرض سمجھ لو۔

راجپوت ویر - پربھو! آپکی دھار مک باتون نے خود رفتہ کر دیا۔ اب مجھے اوس بھی فکر لاحق ہو گئی۔ کیونکر اُٹھون اور کیا کام کرون۔

سنیاسی - پچھلی باتون کا خیال بھلا دو۔ فکر نہ کرو۔ اور ایسی شاہراہ اختیار کرو جس سے بھارت کی بھلائی ہو۔ اہل وطن تمھاری ویرتا کا جس گائین۔ تم بہادر ہو۔ تیجسوی ہو۔ تمھین کسی بات کی فکر نہ کرنی چاہیئے۔ اب فکر کا وقت نہین۔ نیک و بد کی تمیز کرو۔ عملی کام تمھارے سامنے ہے۔ تم کمر ہمت باندھ لو۔ اگر تم فاقون سے بھی مر جاؤ۔ کچھ مضایقہ نہین۔ مگر دھرم کی راہ سے قدم نہ ہٹے۔ دیکھتے نہین تمھاری قوم ڈوب رہی ہے۔ بیکس ہموطنون کی لعنتین اور بد دعائین تمھارے سر پر منڈلا رہی ہین۔ جو پیاسے مر رہے ہین۔ اُنھین گندلا پانی پینے کو دے رہے ہو۔ حالانکہ صاف و شفاف پانی کا دریا پاس بہ رہا ہے۔ اور وہ ایک چلو پانی کو ترس رہے ہین۔ میرے پیارے! سوچو سمجھو۔ سادھو کیا کہتا ہے۔ سادھو نہین چاہتا کہ بھارت کی کشتی منجدھار مین پھنسی رہے۔ مین تمھین راہ بتاتا ہون تم اُسکے ملاح بنو۔

راجپوت ویر۔ جیسی آپ کی اگیا ہو۔ جس طرح۔ جب۔ جہان۔ اور جس کام کی اجازت ہو۔ آپکا داس اسکے پورا کرنے مین کبھی عذر نہ کرے گا۔ پربھو! آپ کا حکم سر آنکھون پر ہے۔

سنیاسی۔ بہادر ویر! تمھارے پاس اسوقت کتنے آدمی ہونگے۔

راجپوت ویر۔ مہاراج! آپ کو سب معلوم ہے۔

سنیاسی۔ آج ہفتہ بھر ہوا ہوگا اُسوقت تمھارے پاس پچاس سورویر چھتریونکی جماعت دیکھنے مین آئی تھی۔ کیا کچھ اور بھی اضافہ ہوئے ہین۔ یا اُتنے ہی ہین۔

راجپوت ویر۔ پانچ راجپوت اور بھی آگئے ہین۔

سنیاسی۔ تو پچپن ہوگئے۔

راجپوت ویر۔ ہان مہاراج۔

سنیاسی۔ پھر اب کس بات کی فکر ہے۔

راجپوت ویر۔ مہاتمن! میری تمنا اور خواہش تو یہی ہے کہ اسی وقت اپنے جانباز چھتریون کو لے کر دہلی پر حملہ کردون۔ اور دکھادون کہ چھتری سورما سوائے کٹ مرنے کے دوسرا کام نہین جانتے۔ مغل ہماری جیوٹ کے قائل ہین۔ ہماری تلوارون کی آنچ سہنا بہت مشکل امر ہے۔ کاش بھارت کیلئے کام آگئے تو ہمین اصلی روحانی خوشی میسر ہوگی۔ کیونکہ ہم غلامی کی زندگی بسر کرنا نہین چاہتے۔ ہمکو ایسے جینے سے مرنا اچھا ہے۔

سنیاسی۔ بیٹا! تمھاری رگ رگ مین راجپوتی خون جوش پیدا کر رہا ہے۔ شاباش مگر سمجھ لو کہ دشمن دین وملت وعدوے ملک وقوم راجے ملکشون کا ساتھ دیئے ہوئے ہین ماروا ڑ کی ریاستین مغلون کی معاون بنی ہوئی ہین۔ اس لئے جلدی کا کام اچھا نہین یہ ہم جانتے ہین تمھاری جیوٹ اور زور وبازو کا نتیجہ اچھا ہی نکلے گا۔ مگر بیٹا! دیر آید درست آید۔ ابھی تمھارے پاس فوج نہین ان گنتے چھتری۔ انسے کیا ہوگا۔ اورنگ زیب جب چاہیگا مسل ڈالیگا۔ وقت آنے دو۔

راجپوت ویر۔ سوامی! کیا جانے وہ وقت کب آئے۔ اور اس زندگی کا کون ٹھکانا۔ مرگئے۔ تو یہ ہوس بھی لاش کے ساتھ فنا ہوجائے گی۔ اور اپنا عوض

نہ لے سکین گے۔ مہاتمن! ان مغلون کے ظلم و جور اور مذہبی تعلقات مین رُکاوٹ دیکھی نہین جاتی۔ اپنے تیرتھون کا اپمان سہا نہین جاتا۔ دھرم ناش ہو رہا ہے۔ ذات کی دھجیان اُڑائی جا رہی ہین۔ ہندو دھرم پر دھبے لگ رہے ہین۔ اسلیے ہمکو ایسے جینے سے مرنا بہتر ہے۔ مغل ہماری قوم کو قزاق صحرائی سمجھتے ہین۔ ہمین دکھانا ہے ہماری قوم کسطرح کشور کشائی کرتی ہے۔

کہتے کہتے راجپوت ویر کی آنکھین ڈبڈبا آئین۔ چہرہ فوری اثر سے تمتما گیا۔ بازو پھڑک اٹھے اور سر اونچا کر کے اوٹھ کھڑا ہوا۔

سنیاسی۔ اورنگ زیب کوئی دربڑ و گھسڑ و بادشاہ نہین ہے۔ اُسکے نام سے ملک آراؤن کی روح نکلتی ہے۔ حکمت عملی گو گویا گھٹی ہی مین پڑی ہے۔ داراشکوہ مرزا محمد شجاع۔ مراد سب کو چارون شانے چت کر دیا۔ بھلا کسی کی بھی پیش گئی۔ شجاع اور مراد کو وہ وہ چکمے دیئے کہ قیامت تک یاد رہین گے۔ کسی سے اقبال شاہی کا بال بیکا نہوا۔ چونکہ اورنگ زیب اسلامی دُنیا کا عالمگیر شہنشاہ ہے اسلیئے ایسے نازک کام مین اسقدر عجلت خرابی پیدا کر دے گی۔ ناتجربہ کاری اچھی نہین۔ ذرا غور سے کام لو۔ ایشور چاہے گا۔ تمھاری مردانگی اور جنگی لیاقت کے جوہر دیکھنے مین آئین گے مگر کچھ دن صبر کرو۔

راجپوت ویر۔ سوامی! آپکی آگیا سر آنکھون پر ہے۔ حکم سے سرتابی کبھی نہین ہو سکتی۔ اور نہ آپ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کر سکتا ہون۔ مہاتمن! وہ وقت کب آئیگا۔ جب ہم میدان رزم مین نکلکر دھرم کے لیئے اپنی جانین لڑا دینگے اور مغلون پر ثابت کر دین گے کہ راجپوتی خون مین وہ طاقت ہے کہ اکیلا ہزارون سنگدل مغلون کے دانت کھٹے کر دیتا ہے۔

سنیاسی۔ بیٹا! سیوا جی کے پاس پونا گیا تھا۔ اُنھین بھی اورنگ زیب سے لڑنے کی تمنا ہے۔ فوج بھرتی کر رہے ہین۔ سامان حرب و ضرب جمع ہو رہا ہے۔

راجپوت ویر۔ بھلا کب وہ شاہی لشکر کی طرف روانہ ہونگے۔

سنیاسی۔ بہت جلد! مین وہین جاتا ہون۔ اور اُنسے تمھارا ذکر کر کے پھر تمھین بھی وہان لے چلونگا۔ کیونکہ وہان جانے سے تمھین جنگی تعلیم و تربیت

دی جائے گی۔

راجپوت ویر۔ پربھو! اگر ایسا ہے تو آج ہی ساتھ کیون نہین لے چلتے۔

سنیاسی۔ تم بلا مرضی سیواجی کے کیونکر جا سکتے ہو۔ اُن سے رائے تو لے لی جائے۔

راجپوت ویر۔ بہت اچھا۔ جو آگیا

سنیاسی نے راجپوت ویر کی پوری تشفی کی اور سمجھا بجھا کر اُٹھ کھڑے ہوئے راجپوت ویر نے چاہا تھا آج کی رات سنیاسی جی یہین آرام کرین لیکن سنیاسی جی ٹھہرے نہین۔ راجپوت ویر کے دیکھتے دیکھتے دور نکل گئے۔ اور پہاڑی پگڈنڈیون پر چڑھتے ہوئے نظر سے غائب ہو گئے۔

راجپوت ویر کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ پھر کیا جانے کس خیال مین اُٹھا اور کسی سمت چلدیا۔

دوسرا باب

عادت نہ جائے گرچہ قیامت ہی کیون نہ آئے
ملنے کے بعد پھر کوئی جھگڑا اوٹھائیے

ویر راجپوت کے جانیکے بعد ہمارا خیال امرکنٹک پہاڑی کے دامن سے نکلکر منھ چھپائے بندھیاچل کیطرف چلا ہے۔ اسلیئے کہ اس پہاڑ کے شمال جانب جتنے ملک ہین سب شہنشاہ اورنگ زیب کے زیر نگین ہین۔ عالمگیری نقارہ بج رہا ہے۔ جتنی سلطنتین ہین سب جھک جھک کے سلامی کرتی ہین۔ کس مین دل گردہ ہے جو دہلی کے تاجدار سے آنکھ سامنے کرسکے۔ سب کی روح نکلتی ہے۔ کسی سے اقبال شاہی کا بال بیکا نہ ہوا اورنگ زیب اسلامی دنیا کا ایک عالمگیر بادشاہ ہے اُسنے سوچا کہ دکن مین چند ممتاز سلطنتین باقی رہ گئی ہین ابھی تک زیر نہین ہوئین انپر بھی دھاوا بول دینا چاہیئے فوراً ہی قیامت توڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ سامان جنگ درست ہونے لگا۔ فوجی رسالون کی دیکھ بھال شروع ہوئی۔ سیواجی کو دکن کا قزاق سمجھکر فوج کثیر دوڑادی۔ مغل پہونچے۔ سیواجی نے

معمولی حکمت عملیون اور ذاتی بہادریون سے وہ خبر لی کہ بھاگتے راستہ نہ ملا۔ اورنگ زیب اس شکست فاش سے آگ بگولا ہو گیا۔ دل پر بہت بڑا اثر ہوا۔ امرا وزرا کی ایک مجلس منعقد کی جسمین یہ صلاح ٹھہری کہ نواب شایستہ خان ایک فوج جرار کے ساتھ سیواجی کے قلع وقمع کے لیئے بھیجے جائین۔ چنانچہ نواب موصوف ایک بڑے خیل وحشم کیساتھ دکن کو روانہ ہوے۔ کچھ خفیہ جاسوس بھی تعینات کر دیے گئے کہ سیواجی کے دلی منصوبون کی تاک جھانک رکھین۔ اور دکن کی پہاڑی گھاٹیان اور دشوار گذار راستون کی خبر بتاتے رہین۔

ہم اپنے ناظرین کے ساتھ اُس پُر فضا میدان کی سیر کر رہے ہین۔ جو بندھیاچل کے دامن مین ہمارے خیال کی طرح دور تک پھیلتا چلا گیا ہے۔ چار بج چکے ہین بندھیاچل کی چوٹیون سے بچ بچا کر مغرب کی طرف سے آنے والی کرنین اُن درختون کی ہری ہری پتیون پر گر رہی ہین جو پہاڑی گھاٹیون کی سخت اور پتھریلی زمین سے نکل نکل کر اسوقت کی چلتی ہوئی ہوا مین جھوم رہے ہین۔ اور اس زرد زرد دھوپ مین انکی ہری ہری پتیونکا رنگ ہلکا ہو ہو کر بالکل دھانی رہ گیا ہے۔ کوہ بندھیاچل کا سلسلہ مغرب کیطرف سے آکر جنوباً شمالاً پھیلتا چلا گیا ہے۔ اور اُسکی اُس شرقی گھاٹی پر جسنے بیچ مین کچھ راہ چھوڑ کر اُس طرف سے آنے والون کو اس طرف آنے کی اجازت دیدی ہے۔ چار شخص ایک گھنے جنگل مین بیٹھے ہوے کچھ باتین کرتے پائے جاتے ہین۔ صورت سے سنیاسی معلوم ہوتے ہین۔ کھوپڑی گھٹی ہوئی۔ داڑھی مونچھ کا صفایا۔ ہاتھ مین کمنڈل گردن سے پیرون تک ہرن کی پوستین جھول رہی ہے۔

چارون سنیاسیون کی نظرین کسی جگہ قائم نہین ہوتین۔ بات بات پر کان کھڑے کرتے ہین۔ انتشار اور فکر سے کچھ گھبراہٹ اور وحشت برس رہی ہے۔ ایک سنیاسی بولا۔

"دوست محمد!

دوست محمد۔ مردان علی! غضب کرتے ہو کوئی اس طرح چیخ اٹھتا ہے۔

مردان علی۔ چیختا نہین ہون۔ تمھین پکارا ہے۔

دوست محمد۔ یہی تو کہتا ہون۔ میرا اصلی نام کیون لیتے ہو۔؟

مردان علی۔ کیا یہان کوئی دوسرا بیٹھا ہے۔ جو اسقدر وحشت سوار ہے۔

دوست محمد۔ کاش کوئی کھڑا ہو اور ہمارے بھید لے رہا ہو۔ تو قیامت ہی ہو جائے برادر! کہیں راز افشا ہو گیا تو ہم سب دھر لیے جائیں۔

مردان علی۔ خدا حافظ و نگہبان ہے۔ کوئی ڈر نہیں۔

دوست محمد۔ اچھا کیا کہتے ہو۔؟

مردان علی۔ تم جانتے ہو۔ اعلیٰ حضرت (شہنشاہ اورنگ زیب) تم سے اسقدر محبت کیون کرتے ہین۔

دوست محمد۔ اجی جناب! محبت کیسی۔ محبت تو چھو نہین گئی۔

مردان علی۔ کیا خوب! تمھاری سمجھ کیسی ہے اول تو تم ہندو سے مسلمان ہوئے کلمہ پڑھا ترک مذہب کیا دویم وفاداری کے ساتھ کام کر رہے ہو۔ اسلیئے جہان پناہ تم سے بہت خوش ہین۔ اور کیون نہ خوش ہون کام ہی ایسا کیا ہے۔

دوست محمد۔ لعنت ہے ایسے کام پر۔ یہ کوئی کام نہین۔

مردان علی۔ اچھا جانے دو۔ یہ بھی نہ سہی۔ مگر اب تو خوفناک کام کر رہے ہو۔ کیسے کیسے زبردست دشمنون کو زیر کیا۔ کیسے کیسے جعل بٹے پھیلائے اگر تم نہوتے تو کبھی یہانتک ہماری پہونچ نہوتی۔ راستے ہی مین درندان صحرائی کا نوالہ بن گئے ہوتے

دوست محمد۔ صاف صاف کیون نہین کہتے کہ مین اپنی قوم کی آستین کا سانپ نکلا۔ ہزارون ہندوؤن کی گردنین لٹوا دی ہین۔ اور ابھی تک نمک حرامی پر کمر سے کھڑا ہون۔ اسی لیئے مراحم خسروانی مجھپر مبذول ہو رہے ہین اور شہنشاہ مجھ برادر کش کی محبت کا دم بھرتے ہین۔

مردان علی۔ واہ صاحب واہ۔ مین دیکھتا ہون ابھی تک میرے دوست کے دل سے کافرون کی ہمدردی نہین گئی۔

دوست محمد۔ افسوس۔ صد افسوس۔ مین نے بہت برا کام کیا۔ غریب ابنائے وطن کو بیھو کون مارا۔ گردنین کٹوا دین اور ابھی تک میری آنکھین نہین کھلین۔

مردان علی۔ شفیق! بندہ نواز!! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیسی سمجھ ہے بیوقوفی کی باتین کیون کرتے ہو۔ دیکھو ہم لوگون نے اپنا دین دیدیا۔ مسلمان ہو گئے۔ کاٹے بہار کے

بتون کو توڑ کر کافرون کو مارا۔
دوست۔ تم لوگ جتنی چاہو ہیکڑی کرو۔ مگر مجھے ایسی ہیکڑیان پسند نہین آئین۔ مین بخوبی سمجھتا ہون کہ جس شخص نے اپنا دین و آئین کھو کر دوسرا مذہب اختیار کیا۔ وہ خدا کے سامنے کبھی سُرخرو نہین ہو سکتا۔
مردان علی۔ بھائی نعمت خان! دیکھو تو دوست محمد خان کو کیا ہو گیا ہے اسکا دماغ ایکدم خراب ہو گیا۔
نعمت خان۔ کافرون کا مارنا ہی ہمارے لیئے نجات ہے۔ ہم اپنے مذہب کے لیئے جانین لڑا دینگے۔ بتون کو توڑ دینگے اور اسلام کا ڈنکا بجائین گے یہی ہمارا دین ہے اور یہی ہمارا آئین۔
دوست۔ دیکھو مہارانا پرتاب[لہ] سنگھ نے اپنے ملک کو کسطرح بچایا کسطرح ہندو دھرم کی حفاظت کی کیا کیا کارنامے دکھلائے شہنشاہ اکبر نے بارہا اُن کی تعریف کی ہے
نعمت خان۔ بھائی غلام رسول۔ تمھاری کیا رائے ہے۔ دوست محمد کی باتین سنتے ہو
غلام رسول۔ اجی یہ تو بیوقوف ہے ہین۔ انکے دماغ سے ابھی تک کافرانہ خیالات کی بو نہین گئی۔
مردان علی۔ کیا اسی گپ شپ مین وقت گذار دو گے۔ فضول باتون سے نتیجہ کیا نکلیگا۔ یہ بھی نہ سوچا کہ ہمارا کام کیا ہے۔ دشمنون کا بھید لینا ہے۔ راستے گلی کوچے دیکھنا ہین۔ پہاڑی گھاٹیون کا پتہ لگانا ہے۔ اسپر غور کرنا چاہئیے۔
غلام رسول۔ ہان صاحب ہان۔ فضول ان باتون سے وقت خراب کر دیا۔
نعمت خان۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ رات کہان بسر کرو گے۔
مردان علی۔ پہلے یہ رائے طے ہو جائے۔ کیونکہ اگر رات کو کسی نے گھومتے دیکھ لیا تو پھر دھر لیئے جائین گے۔ بڑی قباحت ہوگی۔ سارے بھید کھول دینا پڑینگے۔
غلام رسول۔ کچھ مضائقہ نہین۔ پونا کے کسی مندر مین ٹھہر رہین گے۔ اور دنکو خوب گشت کر کے کل باتون کا سراغ لے لینگے۔ دوست محمد تمھاری رائے کیا ہے

لہ مہارانا پرتاب سنگھ اور اکبر کے حالات دیکھنا ہون تو تاراوتی ناول بھار گو بکڈپو امین آباد سے طلب کرو

سب کی نگاہین دوست محمد کے چہرے پر لگی ہوئی تھین۔ وہ چپ بیٹھا ہوا ہے گویا اُسے ان باتون سے کچھ مس ہی نہین۔ چہرہ زرد پڑ گیا ہے۔ انتہائی درجہ کا غمگین معلوم ہوتا ہے۔۔ آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین جو بے اختیاری کے ساتھ نکلے پڑتے ہین۔ ساتھیون نے رونے کا سبب پوچھا۔

دوست محمد۔ بھائیو! دُنیا مین مجھ سے بڑھکر ظالم نہو گا۔ معصیت سے دامن بھرا ہوا ہے۔ گناہون کا پشتارہ کاندھے پر ہے کیونکر ایک متقدس دیوتا کے مندر مین قدم رکھ سکونگا۔ مینے اپنی قوم کی کشتی تباہ کی ہے۔ ہزارون بدعائین سر پر لی ہین۔ افسوس جان کے خوف سے اپنا پاک مذہب چھوڑ دیا۔ مسلمان ہو گیا ہا۔ کس طرح دیوی کے مندر مین یہ ناپاک قدم جائینگے۔ برادر! مجھے چھوڑ دو۔ تمھارا ساتھ نہین دے سکتا مین یہین بیٹھے بیٹھے خودکشی کر کے اپنی روح اس ناپاک جسم سے نکال کر پھینکدون گا۔ یا آج سے تارک الدنیا ہو کر سنیاسی بن جاؤنگا۔ دیوی مندر سے اپنا ناپاک جسم کبھی چھوانا نہین چاہتا۔ اپنے پاک وطن۔ پونا مین کبھی پاؤن نہین رکھ سکتا۔ اس سرزمین مین جہان کے بچے بچے مین حب قومی اور وطن پرستی کا خون جوش مار رہا ہے قدم رکھنے کے لایق نہین۔

دوست محمد کا گلا بھر آیا۔ وہ چیخ مار کر رونے لگا۔ اس کے ساتھی تینون خفیہ جاسوس اُسکی ناقابل حالت دیکھکر بہت گھبرائے اپنے منصوبون پر پانی پڑتے دیکھکر تینون غصے سے آگ بگولا ہو گئے۔ تینون نے قصد کر لیا اسے جان سے ہلاک کر دین لیکن پھر کسی خیال سے ہاتھ روک لیے اور سمجھانے لگے۔

غلام رسول۔ بھائی! دوست محمد۔ مین دیکھتا ہون تمھین ہو کیا گیا ہے۔

دوست محمد۔ جھوٹی باتون سے نفرت ہو گئی۔ دیدۂ باطنی کھل گئے۔ عقل سلیم قبول نہین کرتی کہ اپنے بھائیون کی گردنین کٹوائین۔

مردان علی۔ معلوم ہوتا ہے اسپر بھوت سوار ہو گیا ہے۔

دوست محمد۔ جی نہین۔ بلکہ خاص خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ حب قومی اور وطن پرستی کے پاک اصول کو ہرگز ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔

نعمت خان۔ یہ کیا بیہودہ کلمات نکل رہے ہین۔ کافرونکی سی باتین کرنے لگے

دوست محمد۔ کون کافر ہے۔ کافر تم ہو۔ جو ایسے کفر کے کلمے زبان سے نکال رہے ہو یہی کافرون کا کام ہے۔

مردان علی۔ کیا کہا۔ ہم کافرون کا کام کرتے ہین یا تم۔

دوست محمد۔ جس مین وطن پرستی کی خو نہین۔ جو اپنے بھائیون کا دشمن ہے وہی کافر ہے تمھارے ساتھ آکر مین بھی کافر بن گیا اپنی قوم اپنے ملک کا دشمن ہو رہا ہون

نعمت خان۔ دوست! ہم تمکو ابھی مار ڈالتے۔ لیکن شہنشاہ کا خیال ہے۔ وہ پوچھین گے تو کیا کہین گے۔ اُنسے تمھاری نمکحرامی کی داستان سُنائی جائیگی وہ ہرگز باور نہ کرینگے بلکہ اُلٹا اتہام ہمین لگایا جائیگا۔ اس خیال سے تمھین ہلاک نہین کرسکتے۔

دوست محمد۔ مرینکی دھمکیان کیا دیتے ہو۔ مرنے سے مطلق خوف نہین۔ اُسوقت تو روح آزاد ہو جائیگی اور اس بکھیڑے سے نجات پاؤن گا۔ بخدا جسم وبال ہو رہا ہے لیکن ٹھہرو۔ ابھی مجھپر ہاتھ نہ اُٹھانا خدا سے اپنے قصورونکی تلافی کرلون۔ شاید میری دعا قبول ہو جائے۔ اور دوسرے جنم مین حُب قومی اور وطن پرستی کی خدمت انجام دلیسکون۔ یہی ہندون کا عقیدہ ہے۔ یہی دھرم شاستر کا لیکھ ہے۔

دوست محمد کی باتون نے تینون جاسوسون کے کلیجون مین سوراخ کردیے تینون کو حرارت آگئی۔ تینون نے تلوارین نکال لین۔ دوست محمد ساتھیون کے تیور دیکھکر بھاگا اور جھاڑی مین چھپکر بیٹھ رہا رات ہو گئی تھی۔ تمام جنگل مین قیامت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا جاسوس پیچھے لپکے۔ جھاڑیان کھڑکھڑاتے رہے۔ دوست محمد کا پتہ نہ چلا۔ ناچار تینون شخص منھ لٹکائے اُسی مقام پر آکر بیٹھ رہے صلاحین ہونے لگین۔

مردان علی۔ بھائی صاحب! اس کمبخت نے بڑا دھوکا دیا۔

نعمت خان۔ خدا راست نہ لائے۔ کہین یہ کافر سیدھا اجی سے مل گیا اور ہمارے آنے کی خبر کردی تو قیامت ہو جائیگی۔

مردان علی۔ دھوکا کھا گئے۔ کمبخت کو مار ڈالنا ہی اچھا تھا۔

غلام رسول۔ جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اب کیا صلاح ہے۔ ہم کس طریقے سے اپنے کام مین بہرہ سبز ہو سکتے ہین۔

ابھی جملہ ختم نہ ہوا تھا کہ دوست محمد کی آواز پھر سنائی دی۔ شاید وہ کسی درخت کی اوٹ میں چھپا کھڑا تھا۔

"بھائی صاحب! افسوس کس بات کا ہے۔ اطمینان رکھو میں تمھارا دشمن نہیں! اول تو تارک الدنیا ہو گیا کسی کے نفع یا نقصان سے غرض نہیں۔ دوئم آپ بھی میرے بھائی ہیں۔ دوستی سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ کیا میں آپ کے حق میں کانٹے بوؤں گا کبھی نہیں۔ دوست محمد میں ہندو خون ہے ہندوؤں میں لشواش گھات کا مادہ نہیں۔ وہ دغا کرنا نہیں جانتے۔ تیسرے اسی وادی خطرناک میں شاید آپکا یہ دوست (دوست محمد) رخشتہ ہستی برباد کر دے اور روح قفس عنصری سے نکل کر خدائے جل شانہ سے اپنے گناہوں کی تلافی چاہے۔ اسلیئے اب کوئی شخص اُسے روک نہیں سکتا۔ وہ جان ہی دیدیگا۔ وہ کس منہ سے شہر میں قدم رکھے آپ کے جو جی میں آئے کریں۔ اسکی جانب سے بالکل بے خطر رہیں۔

دوست محمد کے ساتھی آواز پر دوڑ پڑے۔ پھر کونہ کونہ دیکھ ڈالا جھاڑی جھاڑی تلاش کی حریف کا پتہ نہ چلا۔ ناچار منہ لٹکائے سب کے سب واپس آئے باتیں ہوتے لگیں۔

غلام رسول۔ برادر مردان علی! یہاں کب تک ٹھہرے رہوگے۔ زیادہ قیام اچھا نہیں۔ اول تو حریف تاک میں ہے۔ دوم پہلے سے چلکر کسی مندر میں ٹھہر رہیں۔ دیر ہو جائے گی تو مندر میں داخل ہونا محال ہو جائے گا۔ ایسا نہو پھاٹک بند ہو جائے۔

مردان علی۔ بھائی صاحب! مجھے تو ایک اور فکر غالب ہو گئی ہے۔

غلام رسول۔ فکر کیسی؟

مردان علی۔ بھائی۔ ہم مسلمان ہیں۔ مرہٹی زبان جانتے نہیں۔ ہمارا ساتھی دوست محمد البتہ بول سکتا تھا۔ وہ فرنٹ ہو گیا۔ کاش ہم لوگوں نے مرہٹی زبان میں دو چار باتیں بھی کیں تو دھر لیے جائیں گے کیونکہ بناوٹی زبان چھپی نہیں رہتی ضرور غلطی ہو جائے گی۔

نعمت خان۔ کہہ دیں گے۔ ہم سب شمالی ہند کے باشندے ہیں۔

مرہٹی ٹھیک ٹھیک نہین بول سکتے۔
غلام رسول۔ بالفرض خدا رسول یا اور کوئی اسلامی لفظ نکل گیا پھر خواہ مخواہ مرہٹون کو شک ہو جائیگا۔ اور ہم سب گرفتار ہو جائین گے۔ اُس وقت ہماری مشکلات مین کون آڑے آئیگا۔
نعمت خان۔ ہوگا بھی خدا مددگار ہے۔
مردان علی۔ ایک کام کیا جائے تو بہتر ہوگا۔
غلام رسول۔ فرمایئے۔
مردان علی۔ چُپ شاہ کا روزہ نہ رکھ لین۔ کسی سے کوئی بات ہی نہ کرین۔ جب ضرورت ہوگی اشارون سے کام نکال لین گے۔
نعمت خان۔ اشارون سے کام نہ چلا۔ تب کیا کیا جائیگا۔
مردان علی۔ اُسوقت تحریر کام دے گی۔
نعمت علی۔ خیر یونہین سہی۔ جاسوسی کھیل نہین ہے۔ پوری عیاری ہے جو کچھ ہوگا نبٹ لین گے۔
رائے قائم ہو گئی تینون شخص سنیاسی کے بانے مین بستی کے اندر (پونا) گھُس پڑے۔

باب تیسرا

دریا بہت بھرا ہے مرے ساتھ دشت مین
ہے اس سے اسکے پانون مین چھالا حباب کا

آفتاب پہاڑون سے سر ٹکراتا ہوا اُن دریاؤن مین ڈوبنے چلا ہے جو دُنیا کے نصف کرۂ تحتانی مین بہ رہے ہین۔ دن آخر ہو رہا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی خوش آیند ہوائین معشوقانہ ناز و ادا کے ساتھ جوش پیدا کراتی ہوئین چل رہی ہین جابجا پھولون کی کلیان نکل رہی ہین۔ پرندے درختون پر بسیرا لیتے پھرتے ہین۔ گلرخون کے رنگ سے زیادہ تر شوخیان پھولون کے رنگ مین آگئی ہین چارونطرف تختہ گلزار کھل رہا ہے۔ رہروان بادیہ مصیبت کے سر مین دشت نوردی

کا سودا سما گیا ہے۔ اُسوقت کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤن کی لطافت ہر متنفس کے جسم مین پیوست ہوئی جاتی ہے اسوجہ سے چہرون پر کچھ اور ہی رونق آگئی ہے جو شاید دو تین گھنٹے پہلے دکھائی نہ دیتی تھی۔ امرکنٹک پہاڑی کا پُرفضا میدان۔ ہرا بھرا نظر آرہا ہے۔ دور تک جنگل نکل گیا ہے۔ ہوا کے جھونکھون سے اشجار جھومتے ہین۔ ایک جانب سبزۂ کہسار لہک رہا ہے۔ کہین ہری ہری دوب چرنیوالے ہرن کلیلین کر رہے ہین۔

نظم

فضا برستی ہے صحرا مین آبشارون پر
عجیب بہار کا عالم ہے کوہسارون پر

روان ہین کوہ کے دامن پر خوشنما جھرنے
کہ محو رقص ہین پانی کے جابجا جھرنے

بہار جلوۂ گل ہے جو سبزہ زارون مین
تو دلفریبئ قدرت ہے کوہسارون مین

غضب کے روح فزا ہین نسیم کے جھونکے
کہ موج آب بقا ہین نسیم کے جھونکے

فضائے دشت کا منظر ہے دید کے قابل
ادائے حُسن گل تر ہے دید کے قابل

کہین کدم کے درختون پہ چھا رہی ہے بہار
ہرے ہرے کسی جانب ہین نیم کے اشجار

شمیم گل سے معطر ہوا کے جھونکے ہین
کہ موج بوئے گُل تر ہوا کے جھونکے ہین

اس خوشگوار وقت مین ایک سنیاسی عجلت کیساتھ قدم اُٹھائے پہاڑی پگڈنڈیون پر چڑھ رہا ہے۔ اُسے قدرتی منظر دیکھنے کا شوق نہین وہ خدا جانے کس دُھن مین ہے۔ دائین بائین بھی نہین نظر اُٹھاتا۔

ناظرین! سنیاسی تو اپنے اُلجھیڑون مین پھنسا ہوا ہے۔ اُسے مطلق خبر نہین کہ کون شخص کہان کھڑا ہے۔ آئیے ہم آپ اس کے پاس چلین اور پتہ لگائین۔ یہ کون ہے اور کہان جانیوالا ہے۔

آخ آہ۔ انہین تو ہم اچھی طرح پہچانتے ہین۔ یہ تو وہی مہاتما ہین جنہین اُس روز رات کے وقت پہاڑی پر ایک نوجوان راجپوت سے باتین کرتے دیکھ چکے ہین۔ انکا نام چندر شیکھر ہے۔ اکثر لوگون کا خیال ہے کہ ان کے قالب انسانی مین کسی دیوتا کی روح قدرت کی طرف سے ودیعت کردی گئی ہے

جو بھارت کی کشمکش کو دور کر دے گی۔ یہ چمکدار ہوا ہے جو سمندر کی عمیق تہ سے نکل کر دینی و دانش سے تمام ہندوستان کو چکاچوند کر دے گا۔ یہ سنیاسی نہیں ہیں بلکہ ہندو قوم کے دل ہیں اور قیمتی متوا ہیں۔ انکی ذات سے ہندوؤں کی ہستی پھر قائم ہو جائیگی۔ بھارت ورش کو مغلوں کے شکنجے سے نکال کر اپنی [illegible] دلانے آئے ہیں۔

چندر شیکھر جی پہاڑی پگڈنڈیاں چڑھتے چڑھتے ایک مقام پر ٹھٹکے جدھر کا رُخ کر دیا راستے میں ایک گھاٹی ملی۔ گھاٹی طے کرتے ہوئے لبنار کے قریب پہونچے۔ پھر شمال کی طرف قدم اُٹھا دیئے پھر ایک گھاٹی ملی۔ شب کا پردہ پڑ چکا تھا۔ تاریکی رنگ جمانی جا رہی تھی۔ مگر انھیں کچھ خیال نہوا۔ گھاٹی میں گھٹ ٹوپ اندھیرا ہے جا بجا ٹھوکریں کھا رہیں۔ پر پروا نہ ہوئی۔ گھاٹی طے کی اور اب وہ ایک پُر فضا میدان میں پہونچے۔

یہاں پر بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے باتیں ہو رہی تھیں چندر شیکھر جی کو دیکھکر جتنے تھے سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کسی نے قدم چھوئے کسی نے خاک پا آنکھوں سے لگائی۔

وہ نوجوان بھی اس قافلے میں شامل تھا جسے ہم ویر راجپوت کہتے ہیں سنیاسی نے ویر راجپوت کو گلے سے لگا لیا۔ حاضرین نے ہر ہر مہادیو کے نعرے مارے پہاڑی میدان گونج اُٹھا۔

ویر راجپوت اور چندر شیکھر سنیاسی ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے باقیوں نے صف باندھکر فرش زمین پر گھٹنے ٹیک دیئے۔ باتیں ہونے لگیں۔

ویر راجپوت۔ مہاتما! فرمائیے کیا خبریں ہیں۔ میرا ارادہ ہے دو ایک روز میں مغلوں پر حملہ کر دیا جائے۔ اور دکھا دیا جائے کہ جبتک راجپوتوں کی نسل قائم ہے ہم انہیں چھوڑیں گے۔

چندر شیکھر۔ اتنی جلدی۔ بیٹا! جلدی کام شیطان کا ہے۔ دیر آید درست آید۔ جیسا ہم چاہتے ہیں ویسا [illegible] کی تکمیل اور کوششوں کی کامیابی پر بالغ نظر ہو ہر ایک کام دانائی سے کرنا چاہیئے پہلے اپنے دیس بھگت ساتھیوں سے

پوچھو جو تمہارے مستقبل کی شاندار کنجی ہین۔ مقدم انکی راے ہے۔ تمھاری زندگی کی تمام ضرورتین۔ انہین کی ذات پر وابستہ ہین۔

ویر راجپوت۔ (کھڑے ہوکر) اے بھارت کے مایۂ ناز و ممتاز ہندو قوم کے نوجوانو! مہاراشٹر پر جان قربان کرنے والے دوستو! کیا معلوم نہین کہ باز مخالف ئے بھیڑون سے بھارت کا تختہ اُلٹ گیا ہے۔ تمھاری ہستی نیست ہوئی جاتی ہے مغل تمھاری قوم کے لیئے خطرناک تر ہین۔ وہ تمھاری قومی جڑین کھود کر پھینک دین گے۔ تم دیکھتے ہو تمھارے ذاتی جوہر نیست ہوئے جاتے ہین۔ اس لیئے مین تمھین یاد دلاتا ہون۔ تم نے ہمارے سبھے مین شامل ہوتے وقت کیا قول کیا تھا۔ کیا عہد و پیمان ہوئے تھے۔ کچھ یاد ہے۔

حاضرین۔ بخوبی یاد ہے۔ ایک ایک لفظ ازبر ہے

ویر راجپوت۔ جانتے ہو! پونا مین ہمارے ممتاز لیڈر سیواجی شہنشاہ اورنگزیب کے خلاف اوٹھ کھڑے ہوئے ہین۔ انھون نے علم بغاوت بلند کر دیا ہے۔ کس لیے۔ اس لیئے کہ تمھاری ہستی برباد نہ ہونے پائے۔ تمھارے دیوتاؤن کی سلطنت قائم رہے۔ تمھارے دھرم مین ہانی نہ ہو۔ تمھارے اخلاق نہ بگڑین۔ مین دیکھتا ہون تم بھی قومی حمیت پر پانی پڑنا نہین چاہتے۔ تم اپنی شوکت و جبروت قائم رکھنا چاہتے ہو۔ اسلیئے بہادرو! اوٹھو۔ ہم تم ملکر اونکا ساتھ دین انکے منجیال بن جائین۔ نفسا نفسی کا وقت نہین ہے۔ اتفاق کی ضرورت ہے۔ اتفاق سے کام کیا جائیگا۔ تو ہم سیواجی کا ساتھ دے کر مسلمانون کو پونا سے کیا تمام ہندوستان سے نوک دم بھگا دین گے۔ اور تمھارے گرد آلود چہرے پھر روز روشن کیطرح چمک اوٹھین گے۔

حاضرین۔ (یکزبان ہوکر) منظور! منظور!! ہماری رگون مین راجپوتی خون ہے۔ ہم اپنی بھارت ماتا کی عظمت مین بٹہ نہ لگنے دینگے۔ ہم سر کٹانے کے لیئے موجود ہین۔ مگر اپنی قوم کا نام مٹانا نہین چاہتے۔ ہمارا بچہ بچہ دنیا بھر کو اپنے کارنامون سے دنگ کر دیگا۔ ہماری تیغ کی جھڑپ سے ہندوستان کیا تمام ممالک لرزرہے تھے۔ آخر ہم بھی تو انھین کی اولاد ہین۔

ویر راجپوت - بھارت کے سپوتو! معلوم ہوا تمھارے مردہ قالب مین جان ہے - تم مین قومی احساس ہے - تم اپنے قدرتی عطیات یعنی راجپوتی خون سے فائدہ اُٹھاؤ گے - تم مدنی الطبع ہو - تمدن کے اصلی معنے تمھارے دماغ مین بھرے ہوئے ہین - تم اپنی قوم کے بکھرے ہوئے شیرازے کو مضبوط کردو گے - تم وطن پرست ہو - اپنی بھارت ماتا کی خدمت سے - سرافراز ہونا چاہتے ہو - یقیناً تم اُس برکات سے جلد مستفیض ہو جاؤ گے - اپنی قومیت کا معیار قائم کردو گے -

- اتنے مین ایک پندرہ سولہ برس کا نوجوان اٹھ کھڑا ہوا - اُسکی اونچی پیشانی اُسکی فراخ دلی جرأت ستودہ صفاتی کا نمونہ دکھا رہی ہے - اُسکے تیورون سے بہادری اور جیوٹ کا اظہار ہو رہا ہے - نوجوان نے ہاتھ باندھکر سنیاسی جی سے عرض کیا -

نوجوان - سوامی! اگر اجازت ہو تو کچھ پھپھولے مین بھی پھوڑ لون - دل تپک رہا ہے - آبلے پڑے ہوئے ہین -

چندر شیکھر - جو کچھ کہنا ہو کہو - کسی کی زبان بند نہین کی جاتی - ہر شخص اس نازک مسئلہ مین صلاح دے سکتا ہے -

اس نوجوان کا نام دھرم سنگھ تھا -

دھرم - سوامی! ہندو قوم دامن ہمالیہ کے سایۂ عاطفت مین پلی ہے - گنگا کا آب شیرین پلا پلا کر بھارت ماتا نے ہماری رگون کو سینچا ہے ہماری بنیاد اُن قدرتی اصولون پر رکھی گئی ہے جو لازوال ہین وہ اصول ہمارا ساتھ آخر دم تک دینے کو تیار ہین - لیکن افسوس ہم اُنکی طرف سے بالکل بے خبر ہین - ہم نے اُن اصولون کا ناپاک استعمال کرکے اپنی زندگی کثیف کر ڈالی - ہم اپنے فرض سے غافل ہو گئے - اصولون کی اہمیت فراموش کردی - اسکا نتیجہ آج ہم دیکھ رہے ہین - ہماری قوم نے طوق غلامی پہن لیا - پھر بھی ہماری آنکھین نہین کھلتین - ہمین عبرت نہین ہوتی - یگانگت کا رشتہ توڑ بیٹھے - غیر کفت - غیر وطن ہم پر راج کرنے لگے -

ہم اپنے دین وآئین کی مخالفون کے دست نگر بن گئے۔ ہائے کیسا غفلت کا پردہ ہم پر پڑ گیا۔ کچھ سوجھائی نہین دیتا۔

دوستو! دنیا کیا ہے خواب ہے۔ سنسار اسار ہے۔ یہ مفہوم ہمارے لیئے بہت ہی غیر موزون ہے۔ مانا دنیا وی راحت دنیاوی چیزون ہمارا ساتھ نہین دیتین۔ لیکن ساتھ کیا جاتا ہے جس۔ جس ہمین معراج پر پہونچا دیتا ہے۔ جس ہماری شخصیت مٹنے نہین دیتا۔ ہمارا اثاثہ کیا ہے۔ جس ہے۔ جس ہماری میراث ہے۔ اس کو ہاتھ سے کھو دینا عقلمندی نہین۔ ہم دیش بھگت بن جائین۔ برادران وطن کی بھلائی کے لیئے قربانی کر بیٹھین۔ بھارت ماتا کے اُدّھار کے لیئے سینہ سپر ہو جائین۔ تو ہمارا نام دنیا کی تاریخون مین جلی حرفون سے لکھ دیا جائے گا۔ جو لوگ خود غرض ہین۔ اپنی قومی کشتی کے ملاح بننے مین جنہین عار ہے جو بھائی کے صعوبات دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہین اُنہون نے دنیا مین آکر کیا کام کیا۔ کچھ بھی نہین۔ وہ نقطۂ موہوم ہین وہ حرف غلط ہین۔ کم ظرف ہین۔ ایشور انکو ڈنڈ دے گا۔ وہ انسان نہ ہوتے تو اچھا تھا۔ وہ دنیا مین آئے کتے کی طرح پیٹ پال کر چل دیے۔ بھائیون کی بیخکنی کی بھائیون کو مضرت پہونچائی اس لیئے ہماری اپیل ہے۔ اپنی قوم کا پاس کرو برادران وطن کی خبر لو۔ دیکھو وہ بیچارے کس مصیبت مین پڑے ہوئے ہین۔ اُن کی مذہبی تقدیس مٹی مین ملی جاتی ہے۔ اون کی شخصیت کس بے دردی کے ساتھ برباد ہو رہی ہے۔ تم فخر قوم بن کر دنیا کی نظرون مین اپنی وقعت بڑھا دو کیا تمہین شہید قوم کہلانے سے عار ہے۔ کیا تم کو اپنے بھائیون کی خدمت کرنے کی فرصت نہین۔ کیا تم حیوان بن کر زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ پیارے دوستو! سینہ سپر ہو کر قوم کے لیے اوٹھ کھڑے ہو فرزندان ہند ملکو اپنا نام اُچھال دو۔ یہی وقت ہے۔ قوم کا پاس کرو خواب گران سے جاگو اور ہوش مین آؤ۔ غفلت کروگے غرک مین جاؤگے۔ اوٹھو جانبازی دکھلا دو قسم کھاؤ کہ اس سرزمین مین مغلون کا ناپاک قدم نہ آنے دینگے

ورنہ وہ وقت آئے گا جب تمہارے ابنائے وطن طوق غلامی پہنکر مغلونکی جوتیاں سیدھی کرینگے۔ پیارے کچھ تو ننگ و ناموس کا پاس کرو۔ نفاق۔ تنگ دلی اور نفرت باہمی کی جڑ دلون سے اوکھاڑ کر پھینک دو۔ دیکھو ہند و قوم کا نام ونشان نہ مٹنے پائے اُسکی آبرو تمھارے ہاتھ ہے۔ اپنی جان کی پرواہ کرکے کہاں تو کہ جیتے جی مغلون کے قدم اس سرزمین پر نہ پڑتے پائین گے۔

سب۔ ہم لوگ یہی پرتگیا کرتے ہین (جنیئو ہاتھ مین لے کر) ہم اپنے دیش اور قوم کی حفاظت کرینگے۔

دھرم سنگھ بیٹھ گیا۔ چندر شیکھر سنیاسی دھرم سنگھ کی تقریر سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور تیز نگاہ سے سب کی طرف دیکھکر اوٹھ کھڑے ہوئے۔

چندر شیکھر۔ آج مین اپنی بھارت ماتا کی سیوا کے لیئے تمھارا جوش دیکھکر بہت خوش ہوا۔ مجھے اُمید ہوتی ہے۔ کوئی وقت ایسا آنیوالا ہے کہ یہ مہاراشٹر دیس کل بھارت کے اُدّھار کے لیئے سر بکف ہوکر اوٹھ کھڑا ہوگا۔ اور بھارت کو عدو کے دین وظلم کے پنجے سے نکال کر اپنی اصلی رونق پر لے آئے گا۔ دھرم کا ڈنکا چاردون سیپ مین بجنے لگے گا۔ یاد رکھو اگر کسی قوم کے واسطے یہ بات مفید بہتر اور قابل فخر نہین ہوسکتی کہ وہ مخالفت کے دباؤ مین پڑکر اپنی شخصیت اور اپنی خود داری کھو دے ایسی قوم کبھی ترقی نہین کر سکتی۔

مجھے معلوم ہوتا ہے ہمارے دن اچھے آتے ہین مخالفون کی دال نہ گلنے کی ہر فرعونے راموتی اور نگ زیب کے لیئے سیوا جی مہاراج کافی ہین۔ مرہٹون کا سکہ دہلی مین چلے گا قومی آن رکھنے والے موجود ہین۔ دیر پُرش کھڑے ہوگئے ہین۔ ایشور تمھارا سہایک ہے۔ بولو۔ جگدمبا کی جے۔

جے جگدمبا جے جگدمبا کا نعرہ مارتی ہوئی پوری جماعت اوٹھ کھڑی ہوئی جسطرح گھن گرج تو نوپ کی آواز ہوتی ہے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرتے جسقدر شور ہوتا ہے آتش فشان پہاڑ کے شعلے نکلتے وقت جس طرح زمین ہل وہتی ہے۔ اس سے کہین زیادہ ان سیوا ہیروں کی آوازون سے کیفیت پیدا ہوئی ساری پہاڑی گونج اوٹھی۔ ناگ ندی کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اس شور و غوغا سے

دریائی جانوروں مین تہلکہ پڑ گیا۔

الغرض جے جے کرتا ہوا سارا قافلہ وہان سے اوٹھکر پہاڑی درے مین گھس گیا۔ یہ درہ پہلے درے کی طرح نہ تھا اس کا راستہ بہت صاف تھا۔ چلتے چلتے انہین کچھ روشنی سی محسوس ہوئی۔ قافلہ سیلاب کیطرح اُمڈتا ہوا جا رہا تھا۔ سامنے مندر دکھائی دیا۔ تلجا دیوی کی مورت براجمان تھی۔ یہ بھگوتی کے بھگت دیوی کے درشنون کیلئے مندر مین آئے سب لوگ ماتا کی مورت کے سامنے ڈنڈوت کرکے بیٹھ گئے۔ ہاتھ جوڑکر استتی ہونے لگی۔

درگاہ پاپیی

تمو تمو درگے سکھ کرنی
ترنکار ہے جوت تمہاری
چندر للاٹ تمہا بشالا
روپ بات کو ادھک سہائے
تم سنسار شکت سوان کینہا
الن پورنا ہوئے جگ پالا
پرلے کال سب ناشن ہاری
شوجوگی تمھ رگن گاوین
روپ سرستی کو تم دھارا
دھرو روپ نرسنگھ کو انبا
رچھیا کر پہلاد بچایو
لکشمی روپ دے ہرلیک مانہین
چھیر سندھ مین کرت بلاسا
ہنگلاج مین تم ہین بھوانی
ماتنگی۔ دھوماوتی۔ ماتا
سہری بھیرودی تارا جگ تارن

تمو تمو است دکھ ہرنی
بہون لوک پہیلی اجیاری
نیتر لال بھرکٹی کرآلا
درس کرت جن ات سکھ پاوے
پالن ہیت ان دھن دینہا
تم ہین آد سندری بالا
تم گوری شو شنکر پیاری
برہما بشن تمہین نت دھاوین
دے سُبدھ رشی منی اُبارا
پرگھٹ بھین پہاڑ کے کھمبا
ہرناکش کو سُرگ پٹھایو
سری ناراین انگ سمائین
دیا سندھ دیجے مم آسا
جہان امت نہ جات بکھانی
سری بھونیشری۔ بگلا۔ سکھ داتا
چھن بھال۔ بھو دکھ نوارن

کیہر باہن سوہے بھوانی
کمر مین کھپر کھڑگ براجے
سوہے۔ اشٹ شستر ترشولا
نو کوٹ مین تمھین براجت
شُمبھ۔ نسُمبھ دانو تم ماریو
مہکا سر نرپ اب ابھمانی
روپ کرال کالی کو دھارا
پڑی گاڑھ سنتن پر جب جب
ابھا پورا ور یا سو تو کا
جوالا مین ہے جوت تمہاری
پریم پرگھٹ مین جو جس گاوے
جوگیشر مُن کرت پکارے
شنکراچارج تپ ات کینھو
نسدن دھیان دھرو شنکر کو
شکت روپ کو مرم نہ پایو
سرنا گت ہون کرت بکھانی
بھئین پرشن آج جگدمبا
موکو مات کشٹ ات گھیرو
آسا۔ ترشنا نپٹ ستاوے
شتر ناش کیجو مہارانی
جب لگ جیون دیا پھل پاؤن

لنگر بیر چلت اگوانی
تا سُون کال دیکھ ڈر بھاجے
تا سے اوڈھت شترھیہ شولا
تہون لوک مین ڈنکا باجت
رکت بیج شنکھن سنگھارو
جیہ اکبار مہی اکلانی
سین سہت تم تیہے سنگھارا
بھئین مات سہائے تم تب تب
تو نہان سب کہیئے سو کا
تمھین سدر الو جلن نرناری
دکھ دالدر نکٹ نہین آوے
جوگ نہین بن شکت تمہارے
کام کرُ دوھ سب لس کر لینھو
کاہو کال نہ تم کو سُمرو
شکت گئی تب من پچھتایو
جے جے جے جگدمب بھوانی
دیو شکت نہین کینھ بلمبا
تم بن کون ہرے دُکھ میرو
رپ مورکھ موہ اتی ڈراوے
سمرون اک چت ہوے بھوانی
سب سکھ بھوگ پرم پد گاؤن

دیبی داس سرن تج جانی
کرو کرپا جگدمبا بھوانی
درگا چالیسی جو گاوے
سب سکھ بھوگ پرم پد پاوے

بھگوتی ماتا! ہماری کوششون کو حوادث زمانہ اور باد مخالف دونون سے محفوظ رکھ اور اس ملکی خدمت کو مقبول بنا ہمارے ارادے مضبوط کر۔ ہمارے عزم مین استقلال بخش اور ہمارے مقاصد کو کامیابی عطا فرما۔ ہمارے دشمنون کو پست کر جس سے بھارت پھر اپنی شان دکھانے لگے۔

دعا مانگ کر راجپوتون کا قافلہ مندر سے نکلا اور آرام لینے کے لیے کسی گانوُن کی طرف چل کھڑا ہوا۔

باب چوتھا

اُف رے قانون دیار عشق و جرم بے کسی
بے خطا سمجھا جسے چاہا سزا دینے لگے

آفتاب نکلنے کا وقت ہے۔ مشرقی افق کی طرف سپیدۂ صبح کی جھلکیان اپنا رنگ دکھانے لگین۔ نور کا عالم زمین سے آسمان تک پھیلنے لگا۔ مرغان سحر درختو نکی پتیون مین چھپے ہوئے چین چین کرنے لگے۔ انکے شور سے آدمی بھی چونک پڑے ہین۔ آفتاب نکلتا آتا ہے۔ اسکی سُرخی مایل زرد کرنین بلند بلند مقامات پر سُنہرا پانی پھیر رہی ہین۔ چڑیان اپنے نشیمنون سے نکل نکل کر مکانو نکی منڈیرون اور درختو نکی چوٹیون پر بیٹھتی جاتی ہین۔ چھتون پر کوّے کاوُن کاوُن اور کبوتر گٹرگون گٹرگون کر رہے ہین۔ لوگ مُنھ اندھیرے دریا۔ تالاب پر نہانے چل دیے کوئی غوطہ لگا رہا ہے۔ کوئی مسواک سے دانت صاف کر رہا ہے کوئی نہا کر آسن جما بیٹھ گیا ہے۔ سندھیا ترپن مین مصروف ہے بھگوان کا دھیان ہو رہا ہے کوئی ابھی تک چارپائی سے نہین اوٹھا۔ لیٹے لیٹے حقہ کے دم لگا رہا ہی کھیتی کسانی کرنے والے مزدور ہل کاندھون پر رکھے بیلون کو ہنکاتے کھیت پر جا رہے ہین پونا مین ایک بہت خوشنما ایوان ہے یہ ایوان بستی کے باہر موضع کے قریب بنا ہوا ہے اس ایوان کے سامنے ایک خوبصورت باغ بھی ہے۔ سنگ سیاہ کی قد آدم چار دیواری اسکو چارون طرف سے گھیرے ہوئے ہے جسکی منڈیریون پر آم۔ کٹھل کرکھ

جامن وغیرہ درختون کی شاخین لوٹ رہی ہین۔ باغ مین جانیکے لیے سنگین پھاٹک بھی لگا ہوا ہے۔ پھاٹک کے سامنے ایک تالاب بھی ہے۔ باغ کی وضع قطع چمنون کی باقاعدہ تقسیم اور کیاریون کا سڈول ڈھنگ اس امر کو اچھی طرح ثابت کر رہا ہے کہ یہ جب بنا ہوگا اُسوقت بہت شوق اور اہتمام کے ساتھ بنایا گیا ہوگا۔ وسط باغ مین ایک تالاب ہی۔ جسکے گھاٹ سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہین تالاب آب مصفا سے لبریز ہے فوارہ چھوٹ رہا ہے۔ موتیون کی بارش ہو رہی ہے۔ باد صبا کی اٹکھیلیان طایران باغ کی زمزمہ سرائیان۔ عجیب کیفیت پیدا کرتی ہین۔ درخت پھولون سے لدے ہوے اپنی اپنی بہار دکھا رہے ہین۔ شاخون کے پیچ و خم سے لطف آ رہا ہے صبا آب شبنم سے پھولون کا مُنہ دھو رہی ہے۔ عجیب کیفیت پر جوش گل ہے۔

وہ آبشار کہ تسنیم یا نی پانی ہو | وہ سبزہ زار کہ ہو گرد سبزۂ کشمیر
روش روش ہے صبا کا چمن مین یہ دورہ | کہ پھول پھولے سماتے نہین کثیر کثیر
کرو ہمین غنچونکی کس منہ سے تاک جھانک بیان | کہ تھے وہ رخنۂ ہر برگ شاخ گل سے بصیر
صبا نے عطر لگایا تھا دامن گل مین | چمن کی خاک بھی خاک شفا تھی یا اکسیر

صدائے آب رواں عین جلترنگ تھی صاف | دہان گل مین صبا بن گئی تھی صوت نفیر

ترانہ کرتے تھے مرغ چمن جو آپس مین | تو دام وجد مین صیاد ہو گیا تھا اسیر
دبائے بیٹھا تھا آغوش مین کوئی گل کو | سرور وصل مین بلبل بھی گل سے شکر و شیر

باغ کی چار دیواری سے ملے ہوئے کمرے مین ایک حور پیکر سمن بر بیٹھی ہوئی اپنے حسن جہانتاب کی کرنون سے سارا باغ منور کر رہی ہے گویا ماہ تابان عرش برین سے اوتر آیا ہے چہرۂ زیبا سے کرنین پھوٹ رہی ہین۔ بوٹا سا قد۔ آنکھین نرگس شہلا زلفین سنبل کو مات کرنے والی۔ سینے پر اُبھار۔ بلا کا حسن۔ شوخی بھری مقتضائے سن آب رواں کی پھنسی پھنسی نیم آستین دار کرتی زیب جسم اُسپر دھانی رنگ کا دوپٹہ اور بھی ستم کر رہا تھا۔

نظم

پہنے نہین اے غیرت گل تو نے کرن پھول | تیرے چمن حسن مین پھولا ہے کرن پھول

بے شبہ ہے اے رشک پری تو ہمہ تن پھول
اُس گل کے گلے سے ہے عیان بانکی سرخی

خورشید نے جب دیکھا بنی اُسکی کرن پھول
غنچہ کی گلابی ہے یا عکس فگن پھول

آیا پئے گلگشت چمن جب وہ شہ حُسن
بُلبُل نے تصدق مین لٹائے کئی من پھول

ادا دلربا اور دلستان - مخمور نشیلی آنکھین - گورے گورے گال نہ تو بہت سُرخ ہین - نہ بالکل سفید - بلکہ اُس گلاب کے پھول کے مانند ہین جسکی سفیدی مائل سُرخی صبح و شام مین ڈھلکر اور بھی دلفریب بن گئی ہو - اس دلدار کا نقشہ کھینچکر کسی قادر الکلام شاعر نے خوش چشمون کو عالم محویت مین ڈال رکھا ہے -

قد ہے مصرع تو جبین حُسن کا مطلع گویا
بیت ابرو کی ہے تضمین مسبع ایسا

شعر کا کل سے ہوا ملکے مثلث خم سا
نہ رہا سبع معلق کو ذرا بھی رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھون مضمون
شعر باریک کہ دون موے کمر کا موزون

قامتِ راست کو شمشاد کہون دلبر کے
الفِ نور لکھا ہے یدِ قدرت نے وسلے

یا کہ دون سرو کی تشبیہ قدِ جانان سے
قامتِ یار کو زیبا ہے قیامت کہیے

فاختہ سرو روان کسکی پکارے کو کو
لولی حق سرہ قمری یہ ہو گویا جادو

زلفون سوچے ہین شب تار کے مینے مضمون
تیرہ بختی جو گئی کفر مین کیا اُسکو لکھون

جیسے لیلے کے تصور مین ہو حیران مجنون
تیرہ اُس سودے مین جل جل کے ہوا امیر لخلن

الف لیلے کے بھی ظلمات مین کالے سینے
مثل مجنون کے پریشان عدم مین بھٹکے

یہ آفتاب آسمان حُسن و جمال گلابی رخسارے پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھی ہے نیچی نگاہ سے کچھ دیکھ رہی ہے - کبھی سر اٹھا کر دروازے کی طرف بھی نظر اٹھا دیتی ہے - جس سے زیورون کی جھنکار ہوا اُٹھتی ہے - عمر بھی چشم بد دور سولہ برس سے زیادہ نہین - اُٹھتی جوانی - ہلکا پھلکا گدرایا بدن - چاند سا مکھڑا زرکار ہوا باقت مین کسی ہوئی کمر تک چوٹی - جبین جواہرات کا مرصع چھپٹلا - کالی کالی زلفین

نیچی نیچی پٹیان - ہنستی ہوئی پیشانی جبیں افشان کی بہار - شرمیلی نگاہ ہو بہوا جوتی بانکی چتون بجنسہ بوندی کی کٹار سوتوان ناک جسکی بلاق مین یاقوت کی تڑپ - سچ مچ خولدہ رتی کی ناک - کان بعینہ خوشہ پروین - بالکل جواہرات کے کان ایک ایک زیور سے بجالیان چمکتی ہوئین پتلے برگ گل سے ہونٹھ جنپر پان کی لالی سے شفق احمر کی سرخی نمودار - دانت انار کے سے دانے موتیونکی لڑی سے زرق برق - ولایتی سیب کیطرح سرخ و سفید رخندان - گردن صراحی دار دیدہ ونکے جڑاؤ سے جگمگاتے ہوئے شیشے کیطرح روشن پان کی سرخی جھلکتی ہوئی دیکھ لیجیے - زرق برق ستارے جھپکاتے والا ریشمی دھانی ڈوپٹہ جسمین گورے گورے بدن کی قدرتی سرخی جھلکتی ہوئی - چولی مین کسے ہوئے قدرتی روشن قمقمون کا ذہ بنتا ہوا فرشتون کی بھی رال ٹپک پڑے اس گلبدن کا نام چندر موہنی تھا - یہ حسن دلپذیر کی مجسم تصویر کمرے مین بیٹھی ہوئی کسی کی آمد کا انتظار کر رہی ہے اتنے مین کمسن کمسن اٹھتی کونپل والی تین حسینین مسکراتی ہوئی اس گل خوبی یعنی چندر موہنی کے پاس آکر کھڑی ہوگئین - انھین دیکھ چندر موہنی بھی ہنس دی اسوقت اس چمنستان بے خزان مین طلسمات کا سامان ہے - وہ عالم ہے کہ نظر نہین ٹھہرتی - چارون کے حسن دلاویز ہین - چارون سیم تن - گلبدن غنچہ دہن اور گل پیرہن ہین - چارون کا جوبن نکھار پر ہے چارون ہم سن - چارون شوخ و شنگ - چارون طرار - چارون کے ماہتابی چہرون سے نور برس رہا ہے - چارون نوخیز دلربا ہین بات بات مین پھنسے دیتی ہین - نوک جھونک ہو رہی ہے چشم و ابرو کے اشارے چل رہے ہین - کوئی کسی کا منھ بناتی ہے - کوئی انگوٹھا دکھاتی ہے - قہقہے پر قہقہے پڑ رہے ہین ایک نوخیز دلربا جسکا نام پدم کماری ہے چندر موہنی سے بولی -

پدم کماری - پیاری چندر موہنی! اکیلے بیٹھی ہو -

چندر موہنی - دیر سے بیٹھی تمھاری راہ تک رہی ہون -

پدم کماری (دوسری نازنین کی طرف اشارہ کرکے) اسی للتا نے دیر کی -

للتا - واہ بہن! واہ! الٹے بانس بریلی کو بلا بندر کے سر اپنی نہین کہتین مجھے الزام دیتی ہین

چندر موہنی - ان باتون کو رہنے دو - یہان تو جی جلتا ہے - اور بے اختیار کلیجہ منہ کو آتا ہے بتاؤ کچھ تم نے اقرار کیا تھا - خیال ہے کہ بھول گئین -

پدم کماری - کس کی طرف اشارہ ہے -

چندر موہنی ۔ تم سے اور کس سے ۔۔
پدم کماری ۔ تصویرون والی کتاب انھین مدن موہنی کے پاس ہے ۔
چندر موہنی ۔ اری بہن ۔ موہنی ۔!
یہ کہکر چندر موہنی نے تصویر والی کتاب مدن موہنی کے ہاتھ سے چھین لی مدن موہنی چندر موہنی کا ہاتھ پکڑکر بولی
مدن موہنی ۔ مجھے بتادو ۔ تصویرین دیکھنے سے تمھارا مطلب کیا ہے ۔؟
پدم کماری ۔ (ہنسکر) بہن! جانتی نہین ۔ انکا سوئمبر ہونے والا ہے ۔
للتا ۔ معلوم ہوا ۔ اپنی جوڑ کا کوئی راجکمار پہلے ہی سے پسند کرلین گی ۔
پدم کماری ۔ کیون بہن ۔ بولتی کیون نہین ۔ اسی لیے تصویرون کی تلاش ہے ۔
چندر موہنی ۔ (بھوین چڑھا اور ماتھے پر شکن ڈالکر) پدم! تمکو تو دن رات ہنسی دل لگی ہی سوجھا کرتی ہے ۔
مدن موہنی ۔ تو صاف صاف کیون نہین کہتین ۔ اسی مطلب سے کتاب چھین لی ۔
چندر موہنی ۔ کیا بھارت کے سورماؤن کی تصویر دیکھنا کوئی عیب ہے ۔ جن مہاراشٹر ویرون اور بھارت کے سپوتون کی دلچسپ کہانیان پڑھ چکی ہون اُنکی تصویر دیکھنے مین کیا نقصان ہے ۔؟
پدم کماری ۔ اچھا بتاؤن ۔ ان تصویرون مین مسلمان بادشاہون اور مغل بچون کی بھی تصویرین بھی ہین ۔ انہین بھی دیکھو گی ۔
چندر موہنی ۔ کتاب مین جتنی تصویرین ہونگی سب دیکھنا پڑینگی ۔
پدم کماری نے جزدان سے کتاب نکالی اور ایک ایک تصویر دکھانے لگی چندر موہنی ایک ایک تصویر بغور دیکھتی گئی اور پدم کماری ہر تصویر کے نیچے جو نام لکھا تھا پڑھتی گئی ۔
پدم کماری ۔ (ایک تصویر نکال کر) بہن یہ تصویر دیکھو کیسی اچھی ہے ۔
چندر موہنی ۔ اسکا نام کیا ہے ۔؟
پدم کماری ۔ یہ ملتان کے راجا پورو کی تصویر ہے ۔
چندر موہنی ۔ انہون نے کون کام کیا ۔؟

پدم کماری - انہون نے سکندر کو دریائے ستلج کے اُس پار روک دیا تھا پھر سکندر آگے نہ بڑھ سکا - یہ بھارت کے سچے پریمی ہین -

چندر موہنی - بہن! انہین بار بار پرنام ہے -

(دوسری تصویر پر نگاہ ڈال کر) بہن یہ کون ہین -؟

پدم کماری - یہ ویر بکرم ہین -

چندر موہنی - دھن دھن - ویر پرش تم کو پرنام ہے -

پدم کماری - اچھا دلی پت مہاراج پرتھی راج کی تصویر دیکھو -

چندر موہنی - اہاہا - یہ بڑے بھاری جودھا ہین - اُنہون نے محمد غوری کو کئی بار بھگایا انکے ساتھ بسواس گھات کیا گیا - نہین تو مسلمانون کے قدم بھارت مین کبھی نہ آتے - پرتھی راج نے کئی مرتبہ پکڑ پکڑ کر چھوڑ دیا مگر ہتیارے جے چند نے دغا کی - جے چند مسلمانون کا طرفدار بن گیا ہائے بھارت تیری کیا دشا ہوگئی - دربھاگ بھارت کیا تیرے دن پھرینگے -

پدم کماری - یہ ویر پرش مہارانا پرتاب سنگھ ہین -

چندر موہنی - اہا ہا - شیر میواڑ مہارانا پرتاب تو دھن ہے - پچیس برس مسلمانون سے لڑائی کی - اور دکھا دیا کہ مصیبت کی حالت مین بھی چھتریون کی دیش بھگتی حب الوطنی اور فرض شناسی ہاتھ سے نہین جاتی بہن! انہین میرا پرنام ہے -

اسی طرح پدم کماری نے بہت سی تصویرین دکھائین - چندر موہنی پرنام کرتی رکھتی گئی - آخر مین اکبر - مان سنگھ - ٹوڈر مل - شاہ جہان اورنگ زیب کی شبیہین دیکھین - کسی کو دشٹ - کل ناشک (خاندان تباہ کرنے والا) کسی کو کچھ کسی کو کچھ - الغرض کل تصویرین ناک بھون چڑھا کر پاؤن کے تلے داب لی گئین) -

چندر موہنی - پیاری پدم! تم نے بہت سی تصویرین جمع کی ہین کیا اور بھی ہین -؟

پدم - اب تو کوئی بھی نہین -

چندر موہنی - دیکھتی ہون ساری کتاب ختم ہوگئی - جزدان مین اور کیا ہے -؟

یہ کہکر جزدان اٹھانے لگی۔

پدم - اب کچھ نہین ہے - بہن -!

جزدان ہاتھ سے لے لیا اور دور جاکر کھڑی ہو رہی۔

چندر موہنی اُسکا منھ تکنے لگی - آخر رہا نہ گیا - اوٹھی اور لپک کر اوسکے ہاتھ سے جزدان چھین لیا - اور کھول کر اُسمین سے ایک تصویر نکال ہی لی -

اِس تصویر نے آئینہ حیرت بنا دیا۔

دیکھا ایک جوان طناز شباب کی اُمنگون مین چور اکس شان سے گھوڑے پر سوار ہے کس طنطنے سے بیٹھا ہوا ہے کہ دل کھنچا جاتا ہے - چیلے چاپڑ ساتھ ہین - کوئی گھوڑے کی پیٹھ پر سوار کوئی پیدل کوئی مورچھل ہلاتا ہے - صورت بھی کیا بھولی ہے - دیکھتے ہی کلیجے مین برچھیان چُبھ گئین - تیر مژگان تراز و ہو کر رہ گیا - قلب اُلٹنے لگا ہاتھ پاؤن مین سنساہٹ ہونے لگی - بدقت تمام پدم کماری سے پوچھا۔

یہ تصویر کیون چھپا رکھی تھی -؟

پدم کماری - یونہی -

چندر موہنی - یہ کس کی تصویر ہے - کیسی جادو بھری متوالی آنکھین ہین ہر ادا مین بانکپن ٹپک رہا ہے -

پدم کماری - یادحشت ابھی تک تم نے پہچانا نہین -

چندر موہنی - مین تو سمجھتی ہون - حُسن کا دیوتا اوتر آیا ہے - بس جی چاہتا ہے صورت دیکھا کرے - اُس مصور کے صدقے جسنے یہ نورانی صورت بنائی ہے - قیامت کی چھب تھی کی چال ڈھال ہے انکھڑیان لگاوٹ باز - گورا گورا مکھڑا چاند کا ٹکڑا اوہ کس ٹھسے سے سواری جا رہی ہے -

پدم - اسی لیے یہ تصویر نہین دکھاتی تھی - مین جانتی تھی کہ اسکا سودا - خرید لوگی مفت کا دردِ سر ہو جائیگا -

چندر موہنی - (بیتکلفی ہو کر) واہ بہن - یہ خوب کہی - اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے معلوم ہوا اسکے رنگ مین تم رنگی ہو - اسکی محبت کی چاشنی چکھے ہوے ہو - تب ہی کیون دوسرے کو دکھانے لگین - خود متوالی ہو رہی ہو -

پدم - وہ تو صورت سوال ہے - اندازہ ہی کہے دیتے ہین - ذرا آئینہ مین منھ تو دیکھو - عشق اپنا رنگ دکھا رہا ہے -
چندر موہنی - کس کی صورت دیکھون -
پدم - اپنی
چندر موہنی - میری صورت مین کیا ہو گیا -
پدم - آئینہ موجود ہے دیکھ نہ لو -
مدن موہنی - آئینہ کی ضرورت ہی کیا ہے - دل آئینہ ہو رہا ہے -

دیکھو نہ آئینے مین اپنی نظر تو دیکھو
حالت ہے کیا تمھاری پہلے ادھر تو دیکھو

چندر موہنی - کیا میری نگاہ مین کچھ کمی ہو گئی ہے - لو کوئی کہتا ہے چہرہ دیکھو - کوئی کہتا ہے نظر پر خیال کرو - کیون بہنو! سچ بتاؤ میری صورت مین کیا ہو گیا ہے
پدم کماری - (للتا کی طرف دیکھکر) للتا! تم تو جانتی ہو کہ جب سورج کی کشش سے بخارات اُٹھکر آسمان پر پہونچتے ہین - وہی بخارات رفتہ رفتہ بادل بن جاتے ہین اور برسنے لگتے ہین -
للتا - ہان یہ تو قدرتی بات ہے -
پدم کماری - بس بعینہ یہی حالت انکی ہے - چھیڑو گی رو دین گی - پریم کا دریا اوبل رہا ہے - آپ ہی آپ چھلک اُٹھے گا -

باقی ہون کچھ نشان سب بے طور
رُخ ہے کہین اور نظر کہین اور

للتا - بہن سچ کہتی ہو - آج چندر موہنی جی کا بھولا بھالا چہرہ پھول کی طرح کمھلا گیا ہے -
پدم - بہت ستاؤ گی رو دینگی -
للتا - ستانے سے کیا واسطہ ہم تو انکے دل کی تھاہ لیتے ہین -
چندر موہنی - ہان ہان خوب باتین بنانی آتی ہین -
پدم کماری - اچھا اب نہ بولونگی - غصہ نہ کرو -

چندر موہنی۔ نہین پدم۔ غصے کی کیا بات ہے۔ جو جی مین آئے کہو۔ مجھے تمھاری باتین بھلی معلوم ہوتی ہین۔

مدن موہنی۔ ہان بہن بتاؤ پھر کیون چہرے کی رنگت بدل گئی۔

پدم۔ مین بتاؤن۔

مدن موہنی۔ ہان ہان ہان تم ہی بتاؤ

پدم۔ تصویر دیکھتے ہی کیا جانے کیا حالت ہو گئی۔ دیکھتی ہو کس محبت سے تصویر دیکھ رہی ہین نگاہ ہٹتی ہی نہین۔

للتا۔ بہن! لگی بُری ہوتی ہے چندر موہنی کی آواز مین درد پیدا ہے۔ یہ کسی پر ضرور مائل ہین کسی کی تیغ ابرو نے گھائل کر دیا ہے۔

چندر موہنی۔ واہ بہن۔ اپنی تو کہو۔ آپ عشق کے آزار مین پھنسی ہونگی۔ مین نگوڑے عشق کو کیا جانون۔

کدورت سے تعلق کیا اُنہین جو پاک طینت ہین
نہین ممکن جو اُلجھے خار سے دامن بیابان کا

پدم کماری۔ پرماتما کرے ایسا ہی ہو۔ ہمارا گمان غلط ہو۔ چونکہ بچپن سے ساتھ ہے کل باتون سے واقف ہون۔ اس وقت تمھین متردد دیکھا۔ پوچھ بیٹھی نہین بتاتی ہو جانے دو۔ اب نہ پوچھونگی۔ اگر صاف بتا دیتین۔ کوئی سبیل نکالتی یا سمجھاتی عشق کی لاگ بُری ہوتی ہے۔ اسکی راہ مین کانٹے بچھے ہوئے ہین۔ ناشاد و نامراد دُنیا سے اُٹھ جانا ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

عالم آشوب مین اس عشق کے اسرار نہان
چاہتی ہون کہ کردن چاہ کا احوال بیان
تارہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
دل یہ کہتا ہے کہ ہے عشق عیان راچہ بیان
ابتدا دھوم سہے انجام کو بربادی ہے
شادی مرگ اسی عشق مین دل شادی ہے

یہ کہکر پدم کماری کھسکا چاہتی تھی - چندر موہنی نے آنچل پکڑ لیا - اور کہنے لگی -
چندر موہنی - پیاری پدم! ہم تم کو بہت عقلمند سمجھتے تھے ہمارا گمان غلط نکلا -
عشق کی بیوجہ مذمت کی - مجھے عشق و عاشقی سے کیا کام - ؟ مجھے تو غم والم ہے
میری بہنو! تمھاری بہتری چاہتی ہون - دل قابو مین نہین - اسی غم مین مری جاتی
ہون ہوش وحواس پراگندہ ہین - آخر کیا کرون - دل گھبراتا ہے - یہ تو مین بھی
جانتی ہون محبت بُری چیز ہے - چاہنے والا کبھی چین سے نہین رہتا - آٹھون پہر
رنج سہنا پڑتے ہین -

چندر موہنی کی آنکھون سے دریا اُبل پڑا - جی بھر آیا - سیل اشک کی طغیانی
ہوئی روتے روتے ہچکی لگ گئی - جب غبار مٹا - طبیعت ہلکی ہوئی - پدم کماری
نے پوچھا -

اب مفصل حال کہو - کیا کیفیت ہے - مین تو پہلے ہی تاڑ گئی تھی - تصویر نے
رنگ دکھایا - اس کمار سے آپ کو محبت ہے - خیر - مین ہر حال مین شریک ہون
مجھسے کوئی حال چھپا نہین ہے -

چندر موہنی - میری ہمدم! میری خیر خواہ!! اس راز کو چھپانا - کسی کے سامنے
زبان پر نہ لانا - بس جی چاہتا ہے دن رات انہین دیکھا کرے - پیاری پدم جو کیفیت
معلوم ہو - بیان کرو - یہ کون ہین - انکی تصویر تمھارے ہاتھ کیونکر آئی -

کیا کہون آپ سے کیسی ہے یہ بیاری دل
درد سے بھی نہین ہو سکتی ہے غمخواری دل
تیر مژگان نے انہین توڑ کے مارا اُسکو
تسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل

تم میرے حال پر رحم کرو - میری بات کا خیال رکھنا -

پدم کماری - (للتا اور مدن موہنی سے) تم جانتی ہو - کوئی جگہ ایسی نہین ہے
جہان ہوا نہو - جسکو ہم خالی خلا کہتے یا دیکھتے ہین وہان بھی ہوا موجود ہے - جب
ہم کسی برتن مین کوئی چیز رکھ دیتے ہین اسوقت وہان کی ہوا باہر نکل جاتی ہے
اس سے ظاہر ہوتا ہے جسوقت چندر موہنی جی نے تصویر چھاتی سے لگائی -

تصویر کا عکس آئینہ دل مین اُتر آیا - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نکلنے لگی - دل کی بے چینی بڑھی - اور مین تاڑ گئی - ہو نہو انکا دل اس رراجکمار پر آگیا ہے - چندر موہنی کے سینے مین تصویر نے جگہ کر لی - اور وہ جم کر بیٹھ گئی - وہان کی ہوا باہر کی طرف نکلی یہی وجہ ہے کہ چندر موہنی جی بار بار ٹھنڈی سانسین لیتی ہین - چندر موہنی کے سینے مین پریم کا پودھا نکل آیا ہے - اُسمین کلے پھوٹ رہے ہین - مین نے سوچا یہ ابھی کمسن ہین - ایسا نہو آتش عشق سے تمام جسم جل جائے - چہرہ اداس ہے تھر تھر کانپ رہی ہین - اسی سے اتنی کدوکاوش کی -

مدن موہنی - بہن یہ تصویر کیا رگھناتھ راؤ کی ہے - رگھناتھ راؤ جی نے قومی بہبودی اور وطن کی بھلائی پر کمر باندھی ہے - سنتی ہون کچھ لوگون کا قافلہ تیار ہے - اُس قافلے کے سرغنہ یہی ہین -

چندر موہنی - پدم کماری جی! یہ تصویر کیونکر تمھارے ہاتھ آئی -

مدن موہنی - مجھسے پوچھو مین نے ایک دن پدم جی سے تصویرین مانگ لین مین دیکھ رہی تھی - اتنے مین ایک آدمی نے مجھسے کہا - تمھارے بھائی آئے ہین مین تصویرون کو چھوڑ کر اوٹھ کھڑی ہوئی اور بھائی جی کے دیکھنے کو چلدی -

چندر موہنی - انہین دیکھنے کے لیئے اسقدر بیتاب کیون ہوگئین -

مدن موہنی - وہ بہت دنون بعد آئے تھے - مدت سے نہین دیکھا تھا -

چندر موہنی - اچھا پھر -

مدن موہنی - بھائی جی کو اپنے ساتھ لے آئی - تصویرین پڑی ہوئی تھین وہ بھی تصویر دیکھنے لگے - کمار کی تصویر بھی اُن کے ہاتھ مین پڑی - یکایک چونک پڑے - اور تصویر دکھا کر مجھ سے بولے یہ تصویر تو نے کہان پائی مین نے کہا پدم کماری جی نے دی ہے - وہ چپ ہو رہے - مین نے پوچھا - بھائی جی! یہ تصویر کسکی ہے - انھون نے جواب دیا - تم نہین جانتین - ایک انجمن قائم ہوئی ہے - اُسمین بہت سے ممبر ہین - مین نے کہا - ممبر کیا کام کرتے ہین - وہ بولے - ملک کی بہبودی اور برادران ملک کی بھلائی کے لیے اِن لوگون نے بیڑے اوٹھائے ہین - یہ اُس شخص کی تصویر ہے

جو سب کا سرغنا ہے۔ انکا نام [illegible] راؤ ہے۔ انکا قصد ہے کہ بھارت کو مغلون سے نکال کر ہندو راج قائم کر دین۔ چنانچہ کچھ فوج بھی جمع کر لی گئی ہے جنگی سامان فراہم ہو رہا ہے۔

چندر موہنی۔ تمھارے بھائی انکو کیا جانین۔ سیواجی کے یہان فوجی خدمت انکے سپرد کر دی گئی۔ [illegible] اُس گروہ مین کیونکر [illegible] گئے سیواجی کی بھی یہی غرض ہے وہ بھی چاہتے ہین کہ بھارت کی سیوا کرین۔ وہ بھی ہندو راج قائم کرنے کی تدبیرین سوچ رہے ہین۔

مدن موہنی۔ یہ تو مین نہین جانتی۔ کہ وہ کس غرض سے کمار کے ساتھی بن گئے۔ مگر انکی بھی دلی خواہش یہی ہے کہ بھارت مغلون کے پنجون سے آزاد ہو جائے۔

چندر موہنی۔ اچھا بتاؤ۔ (تصویر کی طرف دیکھکر) یہ کب تک یہان آئینگے۔

مدن موہنی۔ بھائی جی کہتے تھے جتنا فوجی دل جمع ہوا ہی بہت جلد پونا مین آیا چاہتا ہے۔

چندر موہنی۔ آخر کبتک۔؟

مدن موہنی۔ ٹھیک نہین کہہ سکتی۔

اتنے مین مدن موہنی کی چھوٹی بہن کیتکی وہان آ پہونچی۔ اسے دیکھ مدن موہنی نے پوچھا۔

کیا بھائی جی نے مجھے بُلایا ہے۔

کیتکی۔ بھائی جی تو گئے۔

مدن موہنی۔ کہان گئے ہین۔

کیتکی۔ یہ کہتے تھے کہ ہم لوگ دس روز سے یہان آئے ہوئے ہین۔ اب [illegible] ہین۔

چندر موہنی۔ کیا دس روز سے آئے ہین۔ کیا گھر پر نہین آتے تھے۔

کیتکی۔ سارا الاؤ لشکر تو جنگل مین ہے۔ گھر آ کر کیا کرتے۔ آج راجگڈھ جا رہے ہین

سیواجی سے ملین گے۔
مدن موہنی۔ اب بھائی جی سے ملنا نہین ہو سکتا۔
کیتکی۔ آج وہ بہت ہی جلد گھر سے نکل گئے۔ ہم نے لاکھ لاکھ روکا نہ رُکنا تھا نہ رُکے۔
مدن موہنی۔ اب تم کہان جاتی ہو۔؟
کیتکی۔ چندر موہنی کی مان نے کیا جانے کیون بُلا بھیجا ہے۔ اُنھین کے پاس جاتی ہون۔
یہ کہکر کیتکی چلی گئی ہے......
مدن موہنی۔ کیا کہون سخی؟ ایسا اچھا موقع تھا۔ ہاتھ سے نکل گیا۔
پدم کماری۔ کیسا۔
مدن موہنی۔ کہین بھائی جی سے بھینٹ ہو جاتی۔ تو چندر موہنی جی کو کمار جی کے درشن کرا دیتی۔
چندر موہنی۔ پیاری مدن! جسکی مورت مین اپنے دلمین استھاپت کر چکی ہون جس کو مین اپنی جان و دل کی مالک سمجھ چکی ہون۔ جو میرے پران ناتھ ہین۔ جنھین اپنا پت (شوہر) بنا چکی ہون کیا اُنسے مل نہ سکونگی۔ مین پرتگیا کر چکی ہون کہ یہی میرے سوامی بنین گے۔ دوسرے کو اپنا مُنہ نہ دکھاؤن گی۔ کہین پرماتما! میری سُن لے۔ نہین تو چندر موہنی جیتے جی اپنی شادی نہین کریگی۔ تمام عمر یونہین کاٹ دے گی۔
کہتے کہتے آنکھین ڈبڈبا آئین۔ چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا۔
سہیلیون نے چندر موہنی کو ہنسانے کی کوشش کی۔ لیکن چندر موہنی کے مغموم دل پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ وہ بدستور چپ بیٹھی رہی۔ آخر کار للتا نے ایک تدبیر نکالی۔ بولی۔ بہن! بھلا ہماری ایک پہیلی بوجھ دو گی۔
پدم۔ ہان۔ ہان ہان میری اچھی بہن! کوئی پہیلی بجھواؤ۔ بہت دن ہوئے کوئی پہیلی سننے مین نہین آئی۔
للتا۔ اچھا یہ تو بتاؤ کوئی کوئی بوجھے۔ تن گورو مکھ سانور ہے سمندر تیر۔

ارے نہین نہین یہ نہین کہین گے اور سنو۔

	راجا کے گھر آئی رانی اوگھٹ گھاٹ وہ پیوے پانی مارے لاج کے ڈوبی جائے ناحق چوٹ پڑوسی کھائے	

چندر موہنی۔ واہ۔ وہ رانی کیسی۔؟ جو اوگھٹ گھاٹ پانی پیوے۔ اور پڑوسی کے چوٹ کھانے سے کیا علاقہ۔ ہماری سمجھ ومجھ مین نہین آتی بتادو۔

پدم کماری۔ واہ بہن! تمہین تو اپنی فکر ہے۔ ذرا عقل دوڑاؤ۔ ہم بتائین گھڑیال ہے گھڑیال۔

للتا۔ واہ بہن واہ۔ خوب طبیعت پائی ہے۔ اچھا ایکی بوجھو تو جانین۔

	ایک نار سبھا مین جب آئے ساری سبھا بھوچک رہ جائے چاتر چاتر وا کے یار مورکھ دیکھین منھ لیسار	

اسکو کوئی بوجھ دے تو مٹھائی کھلاؤن۔

چندر موہنی۔ ہان یہ تم نے کہی (تصویر کی طرف اشارہ کرکے) یہ کیا موجود ہے بس اتنا اشارہ بہت ہوتا ہے۔ سمجھ جاؤ۔

مدن موہنی۔ یہ بھی خوب ہوئی۔ پھر وہی اپنا دکھڑا لے بیٹھین۔ ہم سے پوچھو ہم سے۔

للتا۔ تم ہی بتاؤ۔ بڑی لال بجھکڑ ہو۔

مدن موہنی۔ بتا ہی دون پھر۔ اسکا ارتھ پہیلی ہے۔

پدم۔ اُف کتنی موٹی بات پوچھی۔ ہم سب کی سب گاودی ہین۔ پہیلی نہین بوجھ سکتین۔

چندر موہنی۔ بھئی ہوگا بھی۔ ہمکو دل لگی اچھی نہین معلوم ہوتی۔

الغرض پہیلون نے بھی کام نہ دیا۔ چندر موہنی کے چہرے پر ہنسی نہ آنا تھی

نہ آئی - للتا - مدن موہنی کو گدگدانے لگی - مدن موہنی ہنستے ہنستے لوٹن کبوتر بن گئی پھر پدم کماری کو گدگدانے لگی - پدم کماری ہنستے ہنستے چندر موہنی پر گر پڑی چندر موہنی کے بھی دانت نکل آئے - یہ کیفیت کچھ دیر رہی انجام کار پھر وہی چپ لگ گئی جی بھر آیا - آہ سرد کھینچی - اور کہا ہماری قسمت میں نہ جانے کیا بدا ہے - بیکار مجھ دکھ بھلی کو ستا رہی ہو - کیا تم نے سنا نہیں ؎

حضرت ناصح گر آئیں دیدۂ و دل فرش راہ
پر کوئی اتنا تو سمجھا دو کہ سمجھائیں گے کیا

چندر موہنی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے - پدم کماری - للتا - مدن موہنی - جتنی بیٹھیں تھیں سب کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے -

بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تیری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا

باب پانچواں

شکوہ نہیں ہے آپ جو اب پوچھتے نہیں
وہ شکل مٹ گئی وہ شباہت نہیں رہی

آفتاب نصف النہار پر پہونچ گیا - بارہ بج رہے ہیں - دھوپ سے کھوپڑی چٹکی جاتی ہے اگر امن ہے تو درختوں کے سائے ہیں - پرندے تک آفتاب کی حرارت سے پریشان ہو کر درختوں میں چھپتے پھرتے ہیں - کنول مرجھا گئے ہیں گل نیلوفر یعنی کمل البتہ شاہدان طناز کی طرح دریا میں کھڑی لگا رہا ہے ہوا کے تیز جھونکوں سے مست ہو ہو کر جھوم رہا ہے مرغان خوش الحان نخل کے سائے میں بیٹھے چہک رہے ہیں -

چندر موہنی کے باغ فرحت بار کا اسوقت بھی بڑا لطف ہے - کہیں بلبل رنگین گفتار کے چہچہے - کہیں تدرو خوش رفتار کے قہقہے - چندر موہنی کا باغ چمنستان لطافت ہے - سچ بچ باغ و بہار ہے - مگر اسکو دل بستگی نہیں

گل رخسار مرجھا گئے ہین۔ حسرت وارمان کی بیقراری و بیتابی دیکھکر اُسکی سہیلیون کا دل مسوس گیا ہے۔ ہائے ہائے یہ مہ پارہ اور یہ حال زار۔ وہ دلربا جو ناز و انداز سے اٹھلاتی ہوئی کبھی اس روش پر پھرتی تھی۔ اور کبھی اُس روش پر چہل قدمی کرتی تھی۔ جسکی اُٹھتی جوانی اور بحر حسن کی طغیانی سے جوبن پھٹا پڑتا تھا جو بات بات پر مسکراتی تھی۔ چلبلے پن کے مارے کھلکھلاتی جاتی تھی۔ آج بحر غم مین غوطے کھا رہی ہے۔ ایک ایک رونگٹا نخچیر تیر محن ہے۔ شوق دیدار رگھنا تھ راؤ مین تنکے چننے لگی۔ سڑن کہین سودائن کہین جو کچھ کہین زیبا ہے۔

اُسکی ناقابل حالت دیکھ کر اسکی سہیلیون کے بھی آنسو بہنے لگے۔ سبھون نے ملکر اوٹھایا کمرے کے باہر درخت کے سائے مین سنگ مرمر کا چبوترہ بنا تھا اُسپر لاکر بٹھال دیا۔ وہ بت سی بیٹھی منھ تک رہی ہے وہ نہ کچھ دیکھتی ہے نہ بھالتی۔ وہ تو ایک دلدوز خیال مین محو ہے جی چاہتا ہے خوب پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ کبھی پھولون کی پنکھڑی کو سونگھ کر کہا اسمین اُس گلعذار کی بو ہے۔ سنبل کی طرف نظر ڈال کر بولی۔ ایسا ہی نازک اندام وہ عنبرین مو ہے۔ کبھی پھولون کو شاخ گلبن مین دیکھکر اشارہ کرنا۔

ہوا مین بوٹتے ہین۔ خاک پر گل آج بسمل ہے
گلستان قتل کا میدان ہے تیغ ناز قاتل سے

کبھی اپنی سہیلی پدم سے مخاطب ہو جاتی ہے۔ پدم۔ پیاری پدم!!

پدم۔ کیا ہے بیوی!۔؟

چندر موہنی۔ مین تو تم سے کچھ چھپاتی نہین ہون۔ یہ تو تم جانتی ہی ہو۔

پدم۔ ہان۔ ہان پیاری۔ تمھارا سب بھید مجھپر کھلا ہے۔

چندر موہنی۔ کچھ سوال کرون بتاؤ گی۔

پدم۔ کیون نہ بتاؤنگی۔

چندر موہنی۔ اُس روز جب تم نے وہ تصویر دکھائی تھی۔

پدم۔ (بات کاٹکر) ہان۔ ہان۔ اُنھین کمار جی کی تصویر۔

چندر موہنی۔ ہان۔

پدم - پھر کیا پوچھتی ہو۔
چندر موہنی - تمہین یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ تصویر انھین راجکمار (رگھناتھ راؤ) کی ہے اور وہ آجکل ملک و قوم کی فلاحیت مین لگے ہوئے ہین۔
پدم - یہ باتین تو مدن موہنی جی جانتی ہین اُنھین سے پوچھ لو۔
چندر موہنی - کیا تم کہہ سکتی ہو کہ مدن موہنی.....
پدم - ہان مین جانتی ہون۔
چندر موہنی - تم کیسے جانتی ہو کہ وہ بھارت کے ادھار کی پرتگیا کر چکے ہین۔
مدن موہنی - کماری جی! تم ہمارے بھائی رن بجے سنگھ کو جانتی ہو۔
چندر موہنی - جانتی کیون نہین بہن۔ وہ کچھ دنون سے نارائن جانے کہان چلے گئے ہین۔
پدم - کماری جی! مین نے بھی عہد کر لیا ہے۔
چندر موہنی - تم نے کیا عہد کیا۔
پدم - یہی کہ آپ کو اُن سے ملا دون گی۔ ایشور کی کرپا ہو گی تو ہمارا شر ڈ چھتری کنیان کی بات جھوٹی نہ پڑے گی۔
مدن موہنی - کماری جی! ذرا صبر کرو۔ نارائن کی بڑی بڑی بانہین ہین۔ وہ کوئی ایسی راہ نکال دینگے آپ اُنسے مل لینگی۔ اور آپ اُنکی پیاری بنجائین گی۔
چندر موہنی - کیا کہا۔ کسکی پیاری! اُنکی پیاری!! اپنے پیارے کی پیاری!!! ہائے میرے ایسے نصیب کہان۔؟
للتا - کماری جی! دن آخر ہونے کو آیا۔ گھر چلو بہت دیر ہو گئی ہے۔
چندر موہنی - پیاری سہیلی! ذرا دیکھنا تو۔ اُس انار کے نیچے کیا ہے؟ کیا چاند کا ٹکڑا آسمان سے نیچے اوتر آیا۔
پدم - چاند نہین ہے۔ یہ تو کوئی جوان معلوم پڑتا ہے۔
للتا - چہرے سے نور برس رہا ہے۔ جیسے ماہتاب سے کرنین پھوٹی نکلتی ہین۔ کیا کوئی دیوتا۔ دیولوک سے تو نہین آگیا۔
پدم - (للتا سے) آگے بڑھ کے دیکھ تو سہی کون ہے۔

مدن موہنی۔ مین بھی چلتی ہون۔

للتا اور مدن موہنی خرامان نخلستان کیطرف بڑھین۔ ادھر وہ غیرت خورشید یعنی حسن وجمال کا مجسم پتلا زیر نخل کھڑا ہوا دور سے گلچینی حسن وجمال چندر موہنی مین مصروف ہے۔ اسکی نظر جب ان دونون کنیزون پر پڑی۔ اسے غیرت نے دبالیا۔ آنکھین جھک گئین۔ قلب دھڑکنے لگا۔ پیشانی پر پسینہ آگیا۔ چاہا اس درخت سے کھسک کر دور ہو رہے۔ ایسا نہو دام رگ گل مین پھانس لین غضب کی صیاد ہین مگر موج گل کی بیڑیان پڑ گئین۔ دونون کنیزون سے نگاہین لڑ گئین۔ نوجوان جھومتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹا تھا کہ للتا اور مدن موہنی بعد جوش وخروش نوجوان کے پاس آگئین۔ پوچھا۔ "کیون صاحب! آپ کہان سے تشریف لائے ہین۔

نوجوان۔ تمہین اس سے غرض۔ مین کوئی ہون۔ مگر تمھارا مجرم ضرور ہون۔ کیونکہ تمھارے باغ مین بے استمزاج تمھارے چلا آیا۔ اس سے خود انفعال ہے۔ غیرت سے کٹا جاتا ہون۔ کاش پہلے مجھے معلوم ہو جاتا کہ اس باغ مین نازنینان گلرخسارون کا جمگھٹا رہا کرتا ہے تو ہاشا قدم نہ رکھتا۔

للتا۔ جناب! آپ کس ملک کے رہنے والے ہین۔ مکان کہان ہے۔؟

نوجوان۔ واقعی مین اس ملک کا باشندہ نہین۔ اگر یہان کی بود وباش ہوتی تو ہرگز تمھارے باغ مین نہ آتا۔ مین سمجھا یہ باغ کسی منچلے راجہ کی جدت کا نمونہ ہے۔ مسافرون کی تفریح کے لئے باغ لگا دیا گیا ہے مینے کہا چلکر اس باغ کی ہوا کھاؤن۔ طبیعت کسل مٹاؤن۔ یہان آکر دام گل مین اسیر ہوا۔ سبزہ زار دیکھکر دل لوٹ پوٹ ہو گیا ہر سمت جوش بہار ہے۔ خزان کو اس چمن مین بار نہین بوے گل سے دماغ معطر ہے جدہر نگاہ اُٹھتی ہے پھولون کی بارش ہوتی ہے۔

کس کو گلگشت چمن کا ہے دماغ اے باغبان
کھینچکر میرا گریبان یان پہ لے آئی بہار

مدن موہنی۔ صاحب! آپ اپنے وطن کا پتہ دین۔ کس سرزمین کے گل ہین کس خاندان کے آفتاب ہین۔ کس بزم کی شمع ہین۔

نوجوان ۔ میرا وطن ناگپور ہے ۔
مدن موہنی ۔ یہان کسواسطے آئے ۔
نوجوان ۔ ہمارے ساتھ بہت بڑا قافلہ ہے ۔ ہم سب راج گڈھ جاتے ہین ۔
للتا ۔ کیا آپ کے نام نامی سننے کی عزت مجھے حاصل ہو سکتی ہے ۔
نوجوان ۔ نام سُنکر کیا کروگی ۔ لو مین جاتا ہون ۔
مدن موہنی ۔ آپ کو اپنے نام بتانے مین کیون تامل ہے ۔؟
نوجوان ۔ تامل کچھ بھی نہین ۔ میرا نام رگھناتھ راؤ ہے ۔
مدن موہنی ۔ (بلند آواز سے) اخاہ ۔ آپ ہی کا نام رگھناتھ راؤ ہے ۔
نوجوان ۔ ہان وہ گمنام مین ہی ہون ۔
مدن موہنی ۔ سنتی ہون آپ نے کوئی انجمن قائم کی ہے ۔ جسمین ابنائے وطن کے ساتھ سلوک اور قومی بہبودی کے مسائل تجویز کیے گیے ہین ۔ اور مادر ہند کو طوق غلامی سے آزاد کرنے کا ذریعہ سوچا گیا ہے ۔ آپ چاہتے ہین بھارت پھر بھارت ورش ہو جائے ۔ کیون صاحب ! آپ ہی اُس گروہ کے سرغنا ہین ۔
نوجوان ۔ ہان غرض تو ہماری یہی ہے ۔ بھارت پھر ترقی کے معراج پر چڑھ جائے اسکی سابقہ عظمت کالعدم نہ ہونے پائے ۔ مگر تم کو کیسے معلوم ہوا ۔؟
مدن موہنی ۔ کنور صاحب : کیا آپ ہمارا ایک کام کر سکتے ہین ۔
نوجوان ۔ کیا کام ہے ۔؟
مدن موہنی ۔ ہماری ایک سہیلی جو اس باغ کی مالک ہین ۔ اس کی باغ کی ساری لطافت اُنھین کے دم سے ہے ۔ وہ آپکے درشن کیا چاہتی ہین ۔ کیا ہماری یہ التجا مقبول ہو سکتی ہے ۔ کیا آپ ہمارے ساتھ چلکر اپنے جمال جہان آرا سے اُنکی آنکھین ٹھنڈی کر سکتے ہین ۔
نوجوان ۔ اُنکا نام کیا ہے ۔؟
مدن موہنی ۔ چندر موہنی جی ۔
نوجوان ۔ (تعجب سے) کیا مجھے دیکھنا چاہتی ہین ۔
مدن موہنی ۔ ہان جناب ! آپ کے فراق مین دن رات رویا کرتی ہین ۔

بدن سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔

نوجوان۔ میرے فراق مین۔

مدن موہنی۔ ہان آپ ہی کے فراق مین۔!

نوجوان۔ نہین نہین۔ مذاق کر رہی ہو۔ وہ مجھے کیا جانین۔

مدن موہنی۔ ذرا مہربانی کیجیے۔ چلیے۔ (انگلی سے ایک طرف اشارہ کر کے) وہ دیکھیے سامنے چندر موہنی جی بیٹھی ہوئی ہین کس اشتیاق سے آپکی طرف دیکھ رہی ہین گل سا چہرہ آپ کے درد فراق سے کمھلا گیا ہے کبھی ہنستی ہین کبھی مسکراتی ہین کبھی حجاب کھا کر پیشانی سے پسینہ پونچھتی ہین۔

نوجوان۔ مجھے غیر مانوس عورت سے بات چیت کرنا پسند نہین۔ اگر کوئی دیکھ لے تو کیا کہے۔ اور الیشور جانے کیا آفت آجائے۔

یہ کہکر نوجوان دو تین قدم اس غرض سے چلا ہو گا کہ باغ سے نکلجائے لیکن للتا اور مدن موہنی نے ساتھ نہ چھوڑا۔ اور بااصرار ہمراہ لیکر چلین نوجوان بادل ناشاد ان زہرہ جبینون کی معیت مین اس غیرت ماہ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا چندر موہنی تعظیم کے لیے اوٹھ کھڑی ہوئی۔ پتلی پتلی شیر رگ جان کا دھوکا ہوتا ہے سیکڑون بل کھانے لگی اور ایک ایک قدم پر لچکنے لگی نوجوان اوس جادو جمال زہرہ تمثال کو نظر بھر دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ تیر نگاہ سینے مین پیوست ہو گیا۔ کلیجہ تھام لیا۔ بے اختیاری کے ساتھ یہ شعر نکل آیا۔

از تپ و تاب فراق تو بلب آمدہ جان۔ شد دل تاب و توان	
برلبم از لب خود شربت عناب چکان۔ اے مسیحائے زمان	

یونتو پرماتما نے ایک سے ایک بڑھکر حسین و مہ جبین بنائی ہے لیکن اس خاتون مہ پارہ پر عالم ہی اور ہے۔ الیشور چشم بد سے بچائے۔ ایسی لگاوٹ باز انکھڑیان دیکھین نہ سنی۔ قد قیامت پری چہرہ برق دم۔ وہ نور کہ نظر نہ ٹھہرے وہ رخ کہ آنکھ جھپکنے لگے۔

	تنش را پیرہن عریان ندیدہ		جو جان اندر تن و تن جان ندیدہ
	بہر جائے کرو سایہ فتادہ		بنائے قبلہ عصمت نہادہ

درون پردۂ شرم آن بت دیر
حیا ابر نقاب ماہ رویش

چو در خوان کریمان نیت خیر
صبا نشمیدہ ہرگز رنگ و بویش

مہش تا مصر حسن آباد کردہ
زمہرش صبح را چاکِ گریبان

چو یوسف صد غلام آزاد کردہ
بعشقش داغ را دل ہا تا بان

بخوبی آبروے حسن آفاق
بحسن و خلق چون ابروے خود طاق

چندر موہنی نے ایسی نظر سے دیکھا۔ جس سے محبت ٹپکتی تھی مگر دل پر جبر کیا! منھ سے ایک حرف نہ نکالا۔ ہان ٹکٹکی اُسی جانب بندھی رہی ۔ جدھر حُسن خداداد سے چاند کی کرنین پھیل رہی تھین ۔ آنکھون مین سرسون پھول گئی تھی ۔ دل مسکراے دیتا تھا۔ سبزہ آغاز نوجوان کے گلزار حسن سے طبیعت شگفتہ ہو رہی تھی اور آنکھون کی تپلیون کی باچھین کھلی جاتی تھین ۔ ہاتھ مچل رہے تھے کہ اس جوان طناز کی گوری گوری گردن مین باہین ڈال دین دل کہہ رہا تھا۔ ہرچہ بادا باد پہلو مین کھینچ لو۔ چھاتی سے لگا لو مگر اپنے بے قابو طبیعت کو بہت سنبھالا۔ ولولون کو روکا اُمنگون کو ہاتھ سے بے ہاتھ ہونے دیا۔ شرم نے روک رکھا۔

اس شیر دل نوجوان کی خاموشی حد سے گذر گئی۔ وہ میدان نبرد کا دھنی تھا۔ عالم طفلی مین دار اشکوہ کے معرکون مین وہ وہ کرتب دکھائے کہ تلوریون کے جی چھوٹ گئے ۔ غضنفرون کا دل گردہ۔ تیندوُن کا جگر قدرت کی طرف سے اس قالب انسانی کو عطا کیا گیا تھا۔ لیکن اسوقت چوٹ تشریف لے گئی بہادری پر پانی پڑ گیا۔ خود تیغ ابرو کا گھائل ہوا۔ لب خشک۔ منھ فق ۔ چاہ زنخدان مین غوطے کھانے کو جی چاہتا ہے۔ اسکے سفر پر وحشیانہ راہزنی کی گئی۔ حسن خداداد نے موہنی ڈالدی۔ زلف گرہ گیر مین دل اُلجھ گیا۔ قید الم مین محسور ہوا۔ نشتر فرقت کلیجا تڑپائے دل کو برمائے دیتا تھا۔ سینے پر ہاتھ رکھ لیا۔ واہ کیا سراپا ہے۔ قدرت نے اپنے ہاتھ سے گڑھا ہے۔

سواد دیدہ عالم مسی ہے
تم منھ دیکھنے کی آرسی ہے

جبین پر ہے نئی خوبی کا ٹیکا — اُسی کے سر ہے محبوبی کا ٹیکا
اگر ہو وصف چشم صاف بے پیر — یہ سرمہ کی تحریر اپنی تحریر
جو پتلی زیب چشم سرگین ہے — بعینہ لیلی محمل نشین ہے
کچین ہین آئینہ باغ جوانی — انار بوستان زندگانی
ید گستاخ سے محرم بڑھی ہے — یہ تھیلی اُن انارونپر چڑھی ہے
کبھی دیکھے نہ دانت اُسکے کسی نے — جو دیکھے بھی تو دانتون کی مسی نے
نہایت پاکدامن پتلیان ہین — کہ خود اُسکی نظر سے بھی نہان ہین

یہ پردہ دل سے سمجھاتا ہے دہن کو
نہان عنقا بتاتا ہے دہن کو

اوس دلربا چندر موہنی نے اپنی سہیلی مدن موہنی سے پوچھا۔ "یہ کون ہین۔ اور کس لیئے ہمارے باغ مین جلوہ فرمایا۔

مدن موہنی۔ (ہنسکر) آپ انہین نہین جانتین یہ چوری کرنے آئے ہین۔

نوجوان کھڑے کھڑے اُس ماہ نو کی خوبصورتی دیکھ رہا ہے۔ دلمین کہتا ہے واہ کیا معشوق خوبرو ہے۔ کیا حسین خوشنما ہے۔ اے یار وفادار اے مونس وغمگسار جلد میرا علاج کرو دل گھبراتا ہے۔

چمن سینچا بہا نتک باغبان نے خون بلبل سے
کہ آخر رنگ ہو کر پھوٹ نکلا چہرۂ گل سے

چندر موہنی۔ یہ چور تھے تو میرے پاس کیون لائین۔

مدن موہنی۔ اسی چور کی تو تمکو تلاش تھی۔

چندر موہنی۔ انہون نے میرا کیا چرایا۔

مدن موہنی۔ آہ! تمہین معلوم نہین۔ یہی تو تمھارے دل کے چور ہین۔ تمھارے سینہ مین انہین کی تصویر جڑی ہوئی ہے۔

چندر موہنی۔ (تجاہل سے) کیا کہا؟ کیا کہتی ہو۔؟

یہ کہکے نظر بھر کر نوجوان کی طرف دیکھا۔ دل مثل گل کے شگفتہ ہو گیا ترمن صبر وطاقت پر بجلی گری۔ اشارون مین چہرۂ زیبا کی بلائین لین۔ سنان مژگان

جگر کے پار ہو گئین۔ پتھر کی مورت بنکر رہ گئی۔ ٹکٹکی باندھ دی۔ غیرت شرم۔ حجاب عشق کے جذبات مین ڈوب گئے۔ وہ چاہتی ہے راز دل عیان کرے مگر رعب حسن مانع ہے۔ بات نہین نکلتی۔ ہاتھ پانون مین رعشہ ہے قلب مین دھڑکن اور دل بے خود ہوا جاتا ہے۔

پدم۔ (مسکراکر) چندر موہنی جی! اپنے چور سے باتین کیون نہین کرتین۔

چندر موہنی چپ ہے۔ دل اُسی صورت کا مشتاق ہے۔ آنکھین جمال جہان آرا کا طواف کر رہی ہین۔ لب پر مُہر سکوت لگی ہوئی ہے جواب نہین دیتی۔ مدن موہنی۔ شاید ہماری موجودگی مین شرم دامنگیر ہے۔ اسی سے نہین بولتین۔ کہو تو ہم سب کھسک جائین۔

چندر موہنی پر خاموشی چھائی ہوئی تھی کچھ نہ بولی۔

یکایک کسی نے زفیل دی۔ کنور جی چونک پڑے۔ گردن پھیر کر ادھر ادھر دیکھا۔ پھر ٹھنڈی سانس بھرکر باہر جانیکا قصد کیا۔ کسی نے روکا نہین۔ کنور جی اُس حور تمثال کی طرف بار بار دیکھتے جاتے ہین اور قدم آگے پڑتے جاتے ہین کیونکر باہر نکلے دیدار جانان سے سیری نہین ہوئی کلیجہ مسوس کر رہ گئے باہر آکر دیکھا سنگ مرمر کے تالاب کے پاس بہت سے آدمی کھڑے ہین۔

چندر شیکھر سنیاسی نے کنور جی کو دیکھکر پوچھا۔

"کنور صاحب! آپ تھے کہان؟"

کنور۔ مہاتما جی! اس باغ کی ہوا کھا رہا تھا۔

چندر شیکھر۔ کچھ مُکدر سے معلوم پڑتے ہو۔ چہرے کی آب وتاب کیون جاتی رہی۔؟

کنور۔ (ہنسکر) دنیا کے عجائبات دیکھکر طبیعت بے خود ہو گئی۔

چندر شیکھر۔ عجائبات دیکھنے کا وقت نہین ہے۔ کام کرنے کا وقت ہے پھر کیا عجائبات نہ ملینگے۔

کنور۔ (سنجھلکر) [illegible] سب لوگ جمع ہو گئے کوئی باقی نہین رہا۔

چندرشیکھر۔ مدت ہوئی سب لوگ آگئے۔ تمہین کیا جانے کیا دُھن سوار ہوگئی باغ ہی کی ہوا کھانے رہے۔ چلو راجگڈھ چلین۔

مہاتما چندرشیکھر کی طعن و تشنیع سے طبیعت بے قابو ہوگئی۔ جی چاہا قطع تعلق کرلے دیار محبوب مین بستر جمائے یا گریبان چاک کر کے جنگل کی راہ لے۔ خارہائے صحرا سے تلوے کھجلائے۔ یا کوئے محبوب کی خاک چھانے۔

ہوگیا پامال میرا دل خبر مطلق نہین
واہ بیخود ہین کچھ ایسے رہروان کوے دوست

مگر کچھ سوچکر گھوڑے پر سوار ہوا اور جے کالی جے بھگوت کہتا ہوا۔ عنان شبدیز راجگڈھ کیطرف منعطف کر دی۔ پشت پر خیل کا خیل راجپوتون کا ساتھ ہولیا۔ کنور جی طے مراحل و قطع منازل کرتے جاتے تھے مگر خیال کوئے یار مین چکر لگا رہا تھا۔ رد و قدح ہوتی جاتی تھی۔ افکار و اوہام محیط ہوگئے تھے۔ سوچتے ہین گھوڑے کی باگ موڑ دین دیار محبوب کی ہوا کھائین۔ قلب کو تسکین ہو۔ ہائے ابھی تک اُس دلستان کا نام بھی نہین سُنا۔ آخر وہ ہے کون۔

بلبل نہ ہمین ہے گل و گلزار کا عاشق
جو گل ہے سو تیرے گل رخسار کا عاشق

شاید مجھپر اندر کا جال تو نہین پھیلایا گیا۔ وہ حور بھی کہین اپسرا نہو بیشک وہ اپسرا ہے۔ وہ چاہتی ہے مجھ ضعیف البنیان کو عشق کے دھاگے مین پھانس لے۔ واقعی اُس نے موہنی ڈال دی۔ ایسی صورت زیبا کی دام بلاے عشق مین پھنس گیا۔ دل مثل طائر نو تڑپ رہا ہے۔ راستہ پہاڑ ہو رہا ہے۔ پرماتما! میرے ہوش ٹھکانے کر۔ میرا دھرم بچا۔ مین اس جال مین پھنسنا نہین چاہتا۔ وہ اندر کی بھیجی ہوئی اپسرا ہے۔ مجھے دھرم کے کامون سے روکنا چاہتی ہے۔ پربھو! رحم کیجئے۔ اگر اپسرا ہے تو اسکی فکر میرے دل سے نکال دیجئے۔ اور اگر درحقیقت وہ کوئی عالی خاندان ہے ظرف اچھا ہے تو میری شادی اُس ماہ خوبی سے ہوجائے۔ یہی میری پرارتھنا ہے۔ ایشور! دم لبون پر آیا جاتا ہے۔ روے سحر فرقت کی زیارت ہوتی ہے

دن شب غم سے زیادہ تاریک نظر آتا ہے۔ کیونکر اپنی پر تگیا (قول) پوری کرونگا پرمیشور! تو ہی میرا مددگار بن۔

ادھر چندر موہنی کنور جی کی مفارقت سے بیقرار ہو گئی پھاٹک بند کرا دیا۔ اور سہیلیون کو ساتھ لیے ہوے اپنے عشرت خانے مین آئی۔ مسہری بچھی ہوئی تھی لیٹ گئی۔ سر سے چادر تان لی۔ اور خیال راجکمار کی صورت زیبا کا جولانگاہ بن گیا۔ سہیلیان بار بار چادر سرکاتی ہین۔ چٹکیان لیتی ہین گدگداتی ہین۔ مگر چندر موہنی کو ان سہیلیون کی ایک بات بھی بھلی نہین معلوم ہوتی۔

باب چھٹا

دودِ سیاہ رنگ سفید آشکار ہے
دکھلاتی ہے دورنگیِ لیل و نہار شمع

اسوقت ہم شہر پونا مین گشت کر رہے ہین آج یہان کچھ اداسی سی برس رہی ہے۔ وہ رونق وہ چہل پہل نہین ہے جو کہ شہر کی ہونی چاہیئے۔ اسوقت معمول سے زیادہ وحشت برس رہی ہے۔ شاید زمانے کے حادثات اور انقلابات نے ویرانہ بنا دیا۔ یونتو کسی وقت بھولے بھٹکے گذرتے ہوئے مسافرون کی یہان کوئی صورت بھی نظر آجاتی تھی مگر اسوقت تو کسی کی آہٹ بھی نہین آتی۔ ایک ہُو کا عالم دکھائی پڑتا ہے اور سناٹا ہے کہ وحشت کی طرح ہر طرف برس رہا ہے راجگڈھ کا پھاٹک بند ہے۔ دوکانداروں کی دکانون مین قفل لگے ہوے ہین آوارہ گرد کتے بھوک سے پریشان ہو کر ادھر ادھر دوڑ رہے ہین۔ ہندوٴن کا تو نام و نشان ہی نہین دکھائی دیتا۔ البتہ جا بجا مسلمان سپاہی کھڑے ہوئے ادھر ادھر کی تاک جھانک لے رہے ہین۔

صدر پھاٹک سے کچھ دور آگے بڑھکر شاہی لشکر پڑا ہوا ہے جسکی پشت پر

جابجا بہت اونچے ڈھیر اُن پتھرون کے لگے ہوے ہین جنکے خوشنما نقش ونگار اپنی
زبان حال سے دیکھنے والون کو بتلا رہے ہین کہ کسی زمانے مین انہین پتھرون نے
پونا کی عمارتون مین کام لیا گیا تھا۔

مغل فوج کے پھریرے اُڑ رہے ہین۔ اتنے مین بگل کی آواز نے ہمارے
خیال کو منتشر کر دیا۔ ہم دیکھتے ہین اُس لشکر سے دو سو سپاہیون کا دستہ سنگین
چڑھائے نکلا اور رپ رپ کرتا کسی طرف چلدیا۔ اون سب کے آگے ایک بہادر
مغل شمشیر برہنہ گرم خیز ہے۔ اسکی وضع قطع اور اسکے لباس سے ظاہر ہوتا ہے
یہ اس فوج کا افسر ہے۔ اس جلیل القدر افسر کے چمکتے ہوے چہرے پر جلال برس
رہا ہے۔ بڑی بڑی مونچھون اور لمبی گھنی داڑھی کے بال سے وہ اور بھی بارعب
ہو گیا ہے۔ اونچا قد۔ بڑی بڑی سرخ سرخ آنکھون نے اسکو دلیری اور جانبازی
کا تمغہ دے رکھا ہے۔ جس سے وہ صحرائے نبرد کا غضبناک شیر ثابت ہو رہا ہے
در پردہ جویائے جنگ ہے۔ جوانی کی امنگ ہے۔ کبھی کبھی سر اُٹھا کر ادھر ادھر
دیکھ لیتا ہے پھر گردن کو جنبش دے کر رہ جاتا ہے۔ ہونٹھ کچھ ہلتے ہین۔ آنکھونکو
اور اُسی کے ساتھ کچھ ہاتھ کو حرکت ہو کر رہجاتی ہے۔ چہرہ عجیب طرح کے رنگ
بدلتا ہے کبھی زرد ہو جاتا ہے کبھی سپید۔ پھر ذرا ہی دیر مین سُرخ جیسا کہ طیش
کی حالت مین غصے سے تمتما جاتا ہے۔ بعضون کی رنجش و برودت کا صفایا ہے یہ نہین
معلوم ہوتا یہ کون ہین۔ اور کس لیئے یہ ساتھ رکھے گئے۔ کیا یہ ہندو تو نہین ہین
کیا یہ اپنی قوم اور اپنے مذہب کی بربادی چاہتے ہین۔ کیا یہ نفس کے کھوٹے
ہین۔ کیا مغلون کو یہان کی پہاڑی اور جنگلون کی دشوار گذار راہین پہاڑی چور
گھاٹیان تو بتانے نہین آئے۔ اگر ایسا ہے۔ تو اُنکو ہم کبھی وقعت کی نگاہ سے
نہین دیکھ سکتے ایسے باغیون اور دشمن ملک و قوم کو خدا بھی نہین بخش سکتا۔
خود غرضی کی شاہراہ پر چلکر ملک و قوم کو چاہ ذلالت مین گرانا چاہتے ہین۔ صرف
اپنی بھلائی کے لیے ملک قوم کے دشمن بن جاتے ہین۔ جو حریص طمع کے
جال مین پھنسکر اپنے پانون مین کلہاڑی مارنے کو طیار ہو جاتے ہین جو قوم
کی فلاحیت مین روڑے اٹکاتے ہین۔ جنہین اپنے دیش کا خیال نہین بلکہ غارت

کرنے پر کمر باندھی ہے جو اپنے مذہب کے دشمن ہو کر دوسرے مذہب کے دلدادہ بن رہے ہین۔ جنکی آنکھین سیاسی روشنی سے چکاچوندھ ہو رہی ہین جو دشمن سے ساز کر کے اپنے بھائیون کی گردنین کٹوانا چاہتے ہین۔ جو قومی تربیت کو بھلا نہین سمجھتے اونکو کون بھلا کہہ سکتا ہے۔

ان کافرون کی صورتین کچھ پہچانی ہوئی ہین۔ آپ کو یاد ہوگا یہ تینون شخص دشمنون سے ملے ہوے وہی خفیہ جاسوس ہین۔ جنہین ہم آپ ایک روز پونا کے پاس جنگل مین بیٹھے ہوے باتین کرتے دیکھ چکے ہین۔ یہ تینون جاسوس شاہ اورنگ زیب کے مرسلہ آئے تھے۔ انکے سپرد یہی خدمت کی گئی ہے۔ کہ پونا جانے کی چور گھاٹیان لشکر سلطانی کو دکھا دین۔ انکا چپہ چپہ چھانا پڑا ہے یہ یہان کے باشندے ہین انہون نے ترک مذہب کر کے دین اسلام قبول کیا ہے یہ بادشاہ کے معتمد علیہ بن گئے ہین۔ جب لشکر کوچ ہوا یہ تینون شخص ساتھ ہو لیے۔ دیکھیے ناکیسے ہنس ہنس کے باتین کر رہے ہین۔ تلوارین بجلی کی طرح چمک رہی ہین۔ بڑے تنومند بڑے دلیر معلوم ہوتے ہین۔ کس طرح اکڑ اکڑ کر چل رہے ہین۔ افسوس یہ نہین سمجھتے کہ ہم اپنی قوم کا خون اور اپنے بھائیون کی ہستی مٹانا چاہتے ہین۔

الغرض تینون صورتین تبدیل کیے ہوئے مغل لشکر کے ساتھ ایک پہاڑی پر چڑھ گئے بالاخر کوہستانی راستہ طے کرتے کرتے یہ چھوٹا سا دستہ ایک درے کے پاس پہونچا۔ فتح خان افسر جو اس فوج کا ہراول تھا۔ ساتھیون سے بولا۔ تم سب یہین ٹھہرو۔ ہم اس درے مین جاتے ہین۔ حکم دیکر اون تینون قوم کے برباد کن مخبر جاسوسون کو فتح خان افسر نے اپنے ہمراہ لیا اور اس پہاڑی درے مین اترا جسمین تاریکی کا سکہ بیٹھا ہوا تھا پہلے تو کچھ محسوس نہوا۔ کوئی دس قدم چلنے کے بعد کچھ روشنی دکھائی پڑی۔ اب چلنے مین رکاوٹ نہ ہوئی بلا دغدغہ چلے جاتے ہین آگے ایک سبزہ زار تھا جو ہمارے خیال کی طرح وسیع تو نہ تھا مگر کچھ ایسا چھوٹا بھی نہ تھا۔ کنارے کنارے جھاڑیان لگی ہوئین تھین جنگلی درخت بہار دکھا رہے تھے۔ لطافت بار ہوا لگنے سے

قلب کو سرور آنکھوں مین نور پیدا ہوا۔ دماغ مین تازگی آئی۔ ادھر ادھر خوب دیکھ بھال ہوئی۔ کسل مٹا۔ کچھ دیر دم لے کر کسی شے کی تلاش کرینلگے جستجو کرتے کرتے جب ناامیدی ہوئی۔ کسی کا پتہ نہ چلا۔ لوٹنے کی ٹھن گئی اور اُسی پہاڑی درّے مین ٹھوکرین کھاتے باہر نکلے۔ باہر آکر فتح خان نے پوچھا۔

فتح خان۔ تم لوگون کو مطلق تمیز نہین۔ جاسوسی خالاجی کا گھر سمجھ لی ہے افسوس! افسوس!! یہ بھی نہین جانتے وہ لوگ کہان ہین۔

مردان علی۔ حضور! جہانتک خانہ زاد کا قیاس کام کرتا ہے وہ لوگ اسی مقام پر ہونگے۔ قبل اسکے ایک روز فدوی نے انھین اسی درّے مین دیکھا تھا۔ غالبًا اسی گرد و نواح مین پڑاؤ ہوگا۔

فتح خان۔ کونا کونا چھان ڈالا۔ کیا زمین کھا گئی۔ اگر ہوتے دکھائی نہ دیتے افسوس ہوس رہ گئی۔ خالی ہاتھ پلٹنا پڑا۔ کہین ملجاتے تو تماشا دیکھتے یا تو ہماری شمشیر خون آشام اعدا کا خون پیتی ہوئی۔ یا ہماری اطاعت قبول کرتے اور ہاتھ رسن سے بندھے ہوئے ہر ایک اپنی جان کی امان مانگتا ہوتا۔

مردان علی۔ حضور! فدوی کا قیاس غلط نہین ہے۔ یہ دیکھیئے پتھر پر نشان بھی بنا ہوا ہے۔ یہ انہین لوگون کا نشان ہے۔ اسی نشان سے ہر ایک آدمی اپنے پڑاؤ پر آجاتا ہے۔

فتح خان۔ تو کیا وہ لوگ یہان سے چلدیئے۔

مردان علی۔ شاید ایسا ہی ہے۔ ہمارا آنا سنکر دشمنون کی جماعت بھاگ گئی ہو۔

غلام حسین۔ نہین صاحب! ہم لوگون کے آنے کی خبر اتنی جلدی پھیل جانی غیر ممکن ہے۔ اگر باور بھی کرلیا جائے تو بھی اسقدر عجلت کے ساتھ بھاگ جانا بہت مشکل امر ہے۔

فتح خان۔ اس سے تو پایا جاتا ہے یہین کسی پہاڑی درے مین پناہ گزین ہون گے۔

غلام حسین۔ ممکن ہے۔

فتح خان۔ اگر ایسا ہے تو فبہا۔ چلو پہاڑی دردون مین تلاش کرین۔
فتح خان کی بات سُننے ہی جتنے سپاہی تھے ادھر اودھر منتشر ہو گئے۔ پہاڑی دردون کی تلاش ہونے لگی۔
ان لوگون کا دشمن کون ہے۔؟ آج ہی یہ سب اورنگ آباد سے آئے اور آج ہی اپنے دشمنون کا پتہ کیونکر لگا لیا۔ معلوم ہوتا ہے خفیہ جاسوس پہلے ہی سے تاک جھانک کر رہے تھے۔ شاہی فوج ادھر آئے گی۔ دشمنون کا پتہ لگا رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ در پردہ جاسوسون نے دشمن کا بھی پتہ لگا لیا اور اپنے افسر فتح خان سے جو کچھ کیفیت دیکھی تھی بیان کر دی۔
آج سے کچھ روز اودھر یہی تینون جاسوس سنیاسی بانے مین پہاڑی کی اوس گھاٹی مین آئے تھے اور اُسی روز انہون نے چندر شیکھر سنیاسی اور ویر راجپوت کو باتین کرتے دیکھا تھا۔ شاید یہ لوگ ویر راجپوت اور سنیاسی جی کو اپنا عدو سمجھتے ہین کیونکہ انکی ہمراہی مین جوانان صف شکن کا قافلہ بھی تھا۔ ناظرین سمجھ لین کہ ویر راجپوت نے اپنی جماعت کے ساتھ قریب قریب ایک ہفتہ کے اسی پہاڑی پر اقامت کی تھی۔
فتح خان اور اسکے ہمراہی ننگی تلوارین لیئے ہوئے تمام پہاڑی کے گرز بنگئے۔ ہر ایک درہ ہر ایک جھاڑی کوئی مقام ایسا نہ تھا جہان ویر راجپوت اور سنیاسی کی تلاش نہ کی گئی ہو مگر کہین پتہ نہ لگا۔ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے شام ہو گئی۔ آفتاب بھی دن بھر کی مسافت سے تھک گیا تھا۔ آرام کرنے مغربی استراحت خانے مین چلدیا۔ اندھیرا پھیل گیا تھا۔ پہاڑ۔ درخت جھاڑیان ہیبت ناک شکلین دکھانے لگین۔
یہ لوگ تھک گئے تھے دم لینے کیلئے بیٹھ گئے۔ اتنے مین کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ سبھون نے کان کھڑے کر لیے۔ یکایک ایک خونخوار شیر اپنی پیٹھ پر مغل جوان کو لادے ہوئے بھاگتا دکھائی دیا۔ یہ لوگ مغل کی چیخ پکار سے اوٹھ کھڑے ہوئے شیر کا پیچھا کیا۔ لیکن کچھ ہمت کام نہ آئی۔ شیر مغل کو لیے ہوئے جھاڑی مین گھس گیا پھر کسی کی ہمت نہ پڑی کہ جھاڑی مین گھسکر شیر کی تلاش کرتے اوس

ادہیں بیچارے مغل کی جان بچاتے۔

فتح خان۔ بیکار دشمنون کی تلاش کرنا ہے۔ یہ مقام بہت مخدوش ہے چارون طرف بیابان جنگل۔ صحرائی درندون کا مسکن۔ ایسا نہو۔ ہم مین سے کسی کو لے بھاگے۔ اسلیئے یہان سے نکل چلنا چاہیئے

سردار علی۔ حضور کا خیال درست ہے۔ دشمن ہوتا تو پتہ لگ جاتا۔ وہ بھی اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ بیکار کی سرمغزی ہے۔

فتح خان نے جیب سے بگل نکالا۔ پھونک دیا۔ جتنے سپاہی ادہر اودہر پریشان مارے مارے پھر رہے تھے۔ جمع ہو گئے۔

جب تمام لشکری فراہم ہو گئے فتح خان معہ اپنے جاسوسون کے چل کھڑا ہوا سپاہی بھی ساتھ ہو لیئے۔ اور جس راستے سے آئے تھے اُسی راستے سے ہوتے ہوئے ایک میدان مین پہونچے۔

یہ میدان جو کل تک جنگلی درختون سے آباد تھا۔ جہان آدمی کی بو تک سونگھائی نہ دیتی تھی آج متعدد خیمون۔ قناتون اور متعدد گھوڑون اور باربرداری کے جانورون سے انبوہ ہو گیا ہے۔ آدمیون کی بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ پھولون کے درخت جابجا کھنچے ہوئے ہین۔ شاخین ٹوٹی ہوئی ہین۔ رسالے کے سپاہی گشت کر رہے ہین۔ ایک پرتکلف خیمے کے چارونطرف پہرا لگا ہوا ہے۔ کچھ سپاہی چھولداریون مین بیٹھے ہوئے چلم پی رہے ہین۔ اونٹ لمبی لمبی گردن اٹھائے ادہر اودہر گھوم رہے ہین۔ گھوڑے ہنہنا رہے ہین تمام میدان مین جہان سناٹا چھایا رہتا تھا۔ اسوقت عجیب چہل پہل ہے۔

الغرض پرتکلف خیمے کے اندر سردار فتح خان نے اقامت فرمائی۔ تینون ہمراہی جاسوس سردار صاحب سے ملنے آئے۔ دربان باہر پہرہ دے رہے تھے ہٹ گئے کسی نے روک ٹوک نہ کی۔ بقیہ لشکریون نے اپنی اپنی چھولداریون مین پہونچکر کمرین کھولین اور چلم پر دم پڑنے لگے۔

فتح خان جاسوسون کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اپنے ساتھ آنیکا اشارہ کیا جاسوس ہمراہ ہو لیئے اور چارون شخص متعدد کوٹھریون مین ہوتے ہوئے ایک وسیع کمرے مین پہونچے جہان ایک شخص مسند لگائے بیٹھا تھا۔ چہرے سے جلال ٹپک رہا ہے

بڑے بڑے دیدے دیکھنے سے خوف پیدا ہوتا ہے۔ رعب دبدبے سے جی تھراتا ہے۔ رنگ گورا ہے مگر سُرخی مائل۔ داڑھی کے بال سینے تک اُترے ہوئے سُرخ سُرخ آنکھون سے انگارے برس رہے ہین۔

سردار فتح خان نے ادب سے سلام کیا۔ تینون جاسوس بھی فراشی سلام بجا لائے۔ سلام کا جواب دیکر اُس بارعب شخص نے جسکا نام شایستہ خان تھا چارون جوانون کو اپنے پاس بٹھالیا۔ باتین ہونے لگین۔

شایستہ خان۔ فتح خان! کیا خبرین ہین۔ معلوم ہوتا ہے چڑیا جال مین نہین پھنسی۔ نشانہ کارگر نہین ہوا۔

فتح خان۔ جناب عالی! بہت صحیح فرماتے ہین۔ بیشک چڑیا ہاتھ سے نکل گئی۔ پھندے مین نہین آئی۔ افسوس ہمارا ایک سپاہی بھی کام آگیا۔

شایستہ خان۔ (گھبراکر) کیا دشمنون سے مقابلہ ہوگیا۔ کیا شکست اُٹھانا پڑی۔ کیا ایک بہادر بھی کام آگیا۔

فتح خان۔ نہین پیرومرشد! اون موش صحرائیون کی اتنی مجال کہان کہ ہم سے شیرون کا سامنا کرتے۔ فتح خان کی دھاک بندھی ہوئی ہے۔ نام سے دشمنون کا پیشاب خطا ہوتا ہے۔

شایستہ خان۔ یہ تو معلوم ہے۔ مگر بتاؤ تو کیا اُفتاد پڑی۔

فتح۔ پیرومرشد! تمام دن جنگل کی خاک چھانتے گذر گیا۔ کوئی ذرہ کوئی پہاڑی ایسی نہ تھی جہان خانہ زاد کے سپاہی نہ گئے ہون۔ مگر سب کوشش فضول ہوئی دشمن کا ایک متنفس بھی دکھائی نہ پڑا۔

شایستہ خان۔ کیون جی مردان علی! تم تو کہتے تھے ہم نے دیکھا ہے کہین پہاڑیون پر جنون کا تو مسکن نہین ہے۔ کسی جن سے ملاقات ہوگئی ہوگی۔

مردان علی۔ حضور عالم! جب سنیاسی کی شکل مین دشمنون کا سراغ لینے چلے ہین۔ اتفاق سے ایک سنیاسی کو پہاڑ پر چڑھتے دیکھا۔ ہم لوگ اسکے پیچھے ہولئے۔ پہاڑ پر گئے۔ دیکھتے کیا ہین خیمل کا خیل راجپوتون کا بیٹھا ہوا ہے۔ سنیاسی کو دیکھکر سب لوگ اوٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کیا ساتھ بٹھالا

باتین ہونے لگین۔ ہم نے اور ہمارے ساتھیون نے چھپکر اون لوگونکی تمام باتین سُن لین۔ حضور آج بھی اُسی پہاڑی پر سردار صاحب کو لیگئے تھے لیکن آج بے نیل مرام واپس آئے۔ آدمی کی شکل نہ دکھلائی دی۔

شایستہ خان۔ کیا کیا باتین سنین کیا منصوبے ہین۔ کچھ کہو تو۔

مردان علی۔ حضور! وہ تو عجیب خیالی پلاؤ پکاتے تھے۔ باہم عہد وپیمان ہوگئے ہین۔ اصل مقصد اونکا یہی ہے کہ مغلون کو ہند سے باہر نکالدین۔ حکومت مغل متزلزل کردین۔

شایستہ خان۔ پھر آج کیون پتہ نہین چلا۔ کہان چلدیے۔

مردان علی۔ واللہ اعلم۔ کہان غائب ہوگئے۔ شاید شاہی لشکر کے آنے کی خبر اون لوگون کو لگ گئی۔ اس لیئے پہلے ہی سے روپوش ہوگئے۔

شایستہ خان۔ ممکن ہے اسی خیال سے بھاگ کھڑے ہوے ہون۔ خیر اب کیا بندوبست کرنا چاہیئے۔

مردان علی۔ حضور! لشکر مین منادی کرادیجائے کہ غیر کف آدمی یا غیر ملک کا باشندہ۔ یا غیر قوم کوئی ہو ہتھیار لگاکر کیمپ کے اندر نہ آنے پائے۔ جو شخص حضور سے ملاقات کا متمنی ہو اُسکی تلاشی لے لی جائے۔

شایستہ خان۔ پہلے ہی سے اس بات کا پیش وپس تھا کہ حریف دغاباز ہے ایسا نہو ہمارے ڈیرے مین گھُس آئے۔ اور فساد برپا کرے اس لئے اینجانب نے پڑاؤ پڑنے کے قبل ہی حکم لگادیا ہے کہ خبردار کوئی شخص مسلح کیمپ مین نہ داخل ہوسکے۔

مردان علی۔ بہت مناسب۔

شایستہ خان۔ دیکھو! تم سب غفلت کی نیند نہ سونا۔ خوب ہوشیار رہنا خفیہ طور سے دشمنون کا سراغ لگاتے رہنا۔ اور اس بات کی بھی ٹوہ لینا کہ پونا کے عمائد اور رؤسا کا خیال کیا ہے۔ یہ لوگ کس طرف ہین۔ کون دشمن کا دست وبازو بننا چاہتا ہے اور کون شاہی لشکر کی اعانت پر کمربستہ ہے۔ یہانکی صحرائی چورگھاٹیان اور پہاڑی درون کی بھی تاک رکھنا دیکھنا کہین غنیم چھپا تو

نہین ہے۔ دم دم خود لشکر کشی نہ کر بیٹھنا تاوقتیکہ ہمارا استمزاج نہ لے لیا جایا کرے۔

مردان علی۔ بہت خوب۔ بس اب اجازت دیجئے رخصت ہوتا ہون پریشانی بہت ہو گئی ہے۔

شایستہ خان۔ خیر۔ اجازت ہے۔ جاؤ آرام کرو۔ مگر خوب ہوشیاری سے کام کرنا۔

مردان علی۔ جی نہین۔ خانہ زادون کو آرام کہان۔ جبتک غنیم پر قابو نہ ہولیگا آرام کجا۔ کچھ دیر ٹھہر کر اب ہے کام کو نکل جائین گے۔

شایستہ خان۔ بہتر ہے۔ جاؤ۔

یہ تینون جاسوس سلام کر کے رخصت ہوے۔ ایک تو اندھیری رات دوسرے پہاڑی درختون نے اور بھی گھٹا ٹوپ اندھیرا کر رکھا تھا۔ تینون جاسوس آنکھون کی قدرتی روشنی پر ایک سیاہ پردہ ڈالے ہوے چل کھڑے ہوے اور درختون کے کنج مین خدا جانے کدھر نکل گئے۔

باب ساتوان

چلا ہی جاتا ہون مین گو چلا نہین جاتا
غضب ہے شوق رسائی و دوری منزل

دو پہر سے زیادہ رات جا چکی ہے۔ ماہتاب کا کوسون پتہ نہین ظلمت شب نے زور باندھ رکھا ہے نظر کو کچھ دیکھنے نہین دیتی۔ ہر طرف اندھیری چھائی ہے۔ چرند پرند بھی کالی کالی گھٹاؤن کو مات کرنے والی تاریکی کے خوف سے ادھر ادھر دبکے بیٹھے ہوے ہین۔ زمین سے آسمان تک ایک رنگ کی سیاہی دوڑی ہوئی ہے۔ اس بھیانک رات مین اور اس اندھیرے کی پروا نہ کر کے ہم راہگڈھ کے قلعے مین پہونچے۔ دیکھا تو ایک متنفس بھی نہین۔ کل قلعہ خالی پڑا ہے۔ مغلون کے سپاہی البتہ جا بجا پہرے پر تعینات ہین۔ وہان سے غیر کرتے ہوے پوشیدہ ہم نے

نرسنگھ گڈھ مین آکر دم لیا۔ سامنے پہاڑی پر ایک سربفلک عمارت مگر پرانی بوسیدہ بنی ہوئی تھی۔ معلوم ہوا سیواجی اس عمارت مین فروکش ہین۔ راج گڈھ سے قطع تعلق کرلیا۔ ہم بھی چوکیدارون سے چھپتے چھپاتے۔ عمارت کے اندر داخل ہوے دیکھا چند مشیر اور سردارون کے حلقے مین تخت پر مہاراج سیواجی متمکن ہین سطوت وصولت قدموسی کر رہی ہے کر و فر شاہی چہرے سے عیان ہے۔ اقبال مگس رانی کر رہا ہے۔ تخت کے پاس ہی چوکی پر ایک سنیاسی بیٹھے ہوے ہین سنیاسی جی کو ہمارے ناظرین اچھی طرح پہچانتے ہین۔ یہ وہی سنیاسی ہین جنسے اور رگھناتھ راؤ سے ابتدا مین بہت کچھ مشورے ہوے ہین نام چندر شیکھر ہے۔ چندر شیکھر کے بائین پہلو پر پرتاب راؤ گوجر دوزانو بیٹھا ہوا ہے۔ اور دائین پہلو پر ہمارا شیر دل نوجوان رگھناتھ راؤ زینت جلوہ فرما ہے۔ انکے علاوہ باباجی بالوجی اور چمناجی بالوجی وغیرہ بڑے تمکنت کیساتھ فرش پر بیٹھے ہوے سیواجی کی طرف دیکھ رہے ہین۔ جملہ سردار مسلح ہین۔ فوجی لباس زیب جسم ہے۔ کندھون پر ڈھالین اور پرتلے مین پڑی ہوئی تلوارین شان شجاعت دکھلا رہی ہین۔ ان سردارونمین زیادہ تر وہی لوگ ہین جنکو ہم ناگپور اور پونا کی پہاڑیون پر دیکھ چکے ہین۔

حاضرین مین سکوت چھایا ہوا ہے۔ سیواجی کی ہیبت سوار تھی اونکا رعب و داب اُنکی عظمت و شان ایسی نہ تھی جنکے نام سننے سے بڑے بڑے مغل افسرون کے ہوش فقرو نہ ہوجاتے ہون۔ اور نگ زیب تو قہر خدا کہتا تھا۔ اور بعض وقت موش صحرائی کے لقب سے نامزد کرتا تھا۔

(نوٹ) کرشناجی انت نے سیواجی کی وفات کے چودہ سال بعد مرہٹی زبان مین ایک تاریخ لکھی جسمین انہون نے سیواجی کے فتوحات اور کارنامون کا ایک مختصر تذکرہ درج کیا ہے اور چونکہ انمین بہت سے واقعات کو مؤرخ نے دیکھا یا سنا تھا۔ اس لیئے یہ نسبت دیگر تاریخون کے یہ تاریخ سیواجی کی سب سے زیادہ معتبر سمجھی جاتی ہے۔

کرشناجی انت اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ جب افضل خان کی قتل کی خبر بیجاپور مین پہونچی تو وہان بہت بڑی کھلبلی پڑگئی۔ علی عادل شاہ تخت سلطنت سے

آج مجلس پھر منعقد ہوئی معزز سردار بیٹھے ہوے ہین - سیواجی نے ایکبار چارون طرف دیکھا اور تیز آواز سے اپنے ساتھیون کو مخاطب کیا۔

"بھائیو! میرے جان باز دوستو!! آپ نے جس ہمدردی اور خیر خواہی سے ہمارا ساتھ دیا اور دھرم بنایا اُس سے آپکی حب الوطنی اور وطن پرستی کی عظمت

(بقیہ صفحہ ۵۶) اُتر کر محل کے اندر جاکر پلنگ پر جا پڑا۔ اور بہت رنج کیا۔ اسیطرح بادشاہ زادی بھی یہ خبر سُنکر پلنگ پر زار زار رونے لگی اور کہنے لگی۔

"اے اللہ اے خدا یہ کیا ہوا خدا نے مسلمانون کی بادشاہی غارت کردی"۔

تین دن اُسنے کچھ کھانا نہ کھایا اور سب کے دلون پر اسقدر خوف طاری ہوگیا کہ اُنکو ہر دم یہی دھڑکا رہتا تھا کہ کہین سیواجی آکر شہر پر حملہ کرکے اُسے تباہ نہ کردے۔ غرضکہ بیجاپور کے کل باشندون کی ایک سکتے کی سی حالت ہوگئی اور سیواجی سے بچنے کا کوئی علاج اُنکو نہ سوجھا اور جب یہ خبر اورنگ زیب کو پہونچی۔ اسکے دل پر بہت بڑا اثر ہوا۔ اُمرا و وزرا کی ایک انجمن ترتیب دی۔ جسمین طے پایا کہ شایستہ خان جم غفیر لیکر سیواجی کے ملک پر دھاوا کرکے اُسے تباہ کردے۔ چنانچہ نواب شایستہ خان نے فوج کثیر لیکر راجگڈھ کا محاصرہ کرلیا۔

ادھر سیواجی شایستہ خان کے آنے کی خبر پہلے ہی سُن چکے تھے انہون نے اپنے مشیرون کو بلاکر مشورہ کیا اور کہا۔ کہان میری فوج اور کہان بادشاہی لشکر بھلا مین مغلون کے ٹڈی دل سے مقابلہ کرسکتا ہون اسلیئے یہ ضرور ہے کہ حکمت عملی ہی سے شایستہ خان کا دفعیہ کیا جائے۔

چنانچہ سیواجی نے اپنے سردارون مین سے مثل باباجی بالوجی و چمناجی بالوجی کے چند بہادر جوان مرد نفوس کو منتخب کرکے اپنے ساتھ لیا اور اپنی فوج کے دو حصے کرکے شایستہ خان کی فوج کے ارد گرد ایسے فاصلے پر کہ شایستہ خان کو اسکی خبر نہ ہو۔ کھڑا کردیا۔ اور خود اپنے جان باز و جان نثار ہمراہیون کو لیئے ہوے قلعہ نرسنگھ گڈھ مین دیرا ڈال دیا۔

دوبالا ہو رہی ہے۔ یہ آپ کی فرض شناسی کبھی بھول نہین سکتی۔

سب نے متفق ہو کر جواب دیا۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ اپنے ملک اور اپنے دھرم پر جان لڑا دین۔

سیواجی۔ آفرین ہے آپ کی جیوٹ اور ہمت پر۔ مگر یاد رکھو افضل خان کی قیمتی زندگی کا قافلہ لٹ گیا۔ شایستہ خان کا معرکہ ایک نشد دو شد کا مصداق ہے۔ شاہی اہلکار اپنی سہاگ پر بھولے ہوے ہین۔ شرارت پیشہ مغلون کو بخار نکالنے کا موقع مل گیا۔ ہندؤن کے پیچھے پڑے ہین۔ ایک چوٹی کے بدلے سر لینا کوئی بات ہی نہین ہے۔ ہندو جان سے تنگ ہین مغل موت مجسم رونے بھی نہین دیتے۔ ہم دبے ہوے ہین۔ دلون پر سب کا زور چلتا ہے دیکھتے ہو کس طرح جزیہ وصول کیا جاتا ہے۔ ذرا بھی کسی نے چین چپڑ کی تلوار کے گھاٹ اوترا۔ بوٹی بوٹی اُڑا دی گئی۔ اگر ہم چپکے بیٹھ رہین۔ متعصب اورنگ زیب ہم کو پیس ڈالے۔ دھرم کی رکشیا۔ گؤنش کی رکشیا۔ دیوتاؤنکی رکشا۔ جاتی کی رکشا۔ گؤ براہمن کی رکشیا ہمارا فرض ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ان سب کی رکشا سے نتیجہ کیا۔ بھائیو! دنیا مین ماں باپ۔ بھائی۔ دوست روپیہ۔ پیسہ کوئی ساتھ نہین دیتا۔ صرف جس اور اپجس رہجاتا ہے۔ اسلیے ہم سب کا فرض ہے کہ اس دھرم کا پالن کرین جس سے لوک اور پرلوک دونون بنجاتے ہین۔ جانتے ہو۔ اورنگ زیب نے ہم پر کیون چڑھائی کی۔ ہمنے ایک عرضداشت معافی جزیہ کے لیے بھیجی تھی۔ جسکو پڑھکر غضب شاہنشاہی کا شعلہ بھڑک اُٹھا۔ آنکھون سے چنگاریان اُڑنے لگین۔ دویم افضل خان کی ہلاکت سے اور بھی بارود مین آگ لگ گئی۔ مخالفت نے جڑ پکڑ لی۔ دلی رنجشون کا نتیجہ یہ نکلا کہ کئی دفعہ ہمارے قلعون پر فوج کشی ہوئی۔ ہمارے جوانمرد بہادرون کے سامنے کچھ نہ چلی۔ ہمیشہ مغل میدان سے بھاگے۔ اب کے اُسنے شایستہ خان کا دامن پکڑا ہے۔ جسنے ملک بنگال مین اپنی دھاک بیٹھا دی۔ اوسکی ہیبت سے اہل بنگال تھر تھر کانپتے ہین۔ بہادرو! اگر تم مردانگی کروگے تو یہ بلا بھی رد ہو جائے گی۔

ہمارے ناظرین کو سیواجی کی عرضداشت دیکھنے کا اگر شوق ہی تو ہم بجنسہٖ نقل درج کیے دیتے ہین۔

عرضداشت سیواجی
بنام
شہنشاہ اورنگ زیب

شکر عنایات آلہی کہ بہ تقریب مہم خیر خواہ زرہا بر باد رفتہ وخزانہ بادشاہی تہی گشتہ بنابران فرمودہ اند کہ از فرقہ ہنود مبلغی بصیغہ جزیہ تحصیل نمودہ سامان سلطنت سرانجام دہند۔

حضرت سلامت بانی مبانی کشورستانی حضرت عرش آشیانی اکبر بادشاہ تامدت پنجاہ ودو سال باستقلال تمام داد فرمانروائی دادند وبا دین وآئین عیسوی وموسوی وداودی ومحمدی وفلکیہ وملکیہ وعصریہ ودہریہ وبرہمن وسیورہ طریقہ انیقہ صلح و کل اختیار نمودہ۔ رعایت وحمایت ہریک پیش نہاد خاطر دریا مقاطر ساختہ بخطاب مستطاب جگت گرو معروف وموصوف گردیدند وبمیامن این نیت علیہ بہر جانب کہ نگاہ میفرمودند فتح واقبال استقبال می نمود واکثر ممالک دران زمان بحیطہٴ تسخیر در آمدند۔ وحضرت جنت مکانی نورالدین جہانگیر بادشاہ بست ودو سال بر تخت دولت واقبال تکیہ زدہ دل بیار ودست بکار کامرانی فرمودند حضرت بہشت مکانی صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ تا سی ودو سال سایہ فیض مایہٴ تاج مبارک بر تارک جہانیان گستردہ حیات جاودانی کہ عبادت از نیکی ونیکنامی ست حاصل روزگار فرخندہ آثار کردند۔ اندازہ شوکت وصلابت شان ازینجا قیاس توان کرد کہ بادشاہ عالمگیر در پیروی ونگاہداشت دستور آنہا درماندہ است آنہا نیز در اخذ جزیہ قادر بودند اما عنایت ایزد متعال را شامل حال مذاہب مشارب دانستہ غبار تعصب را گرد خاطر راہ نمیدادند خلق اللہ را امانت خالق خیال نمودہ رعایت واحسانہا مرعی داشتہ اند کہ بر صفحہ روزگار باقی ست ودعاے وثناے آن پاک گوہران تا ابد الدہر بر دل وزبان صغیر وکبیر جاگیر است ازینجاست کہ از برکت نتائج نیت مدارج دولت ومعارج آنہا روز بروز

درافزونی افزائش بوده خلق اللہ در آن عہد با من و امان فارغ البال و آسودہ حال در کسب کار خود اشتغال میداشت و در و در حضرت اکثر ملک و قلعجات از تصرف بدر رفته و ما بقی عنقریب می رود که در خراب و ویران نمودن تقصیرے نمی شود۔ رعایا پائمال و حاصلات ہر محال در پایہ اختلال بجائے صد ہزار یک ہزار دشوار و ہر گاہ فلاکت و افلاس در دولتخانۂ بادشاہ و بادشاہزادگان خانہ کردہ باشد۔ احوال زمینداران و منصبداران معلوم وقتے ست که سپاہی در شورش سوداگر در تابش مسلمان گریان و ہندوان بریان اکثر مردمان بنان شب محتاج اندر و لطپانچہ سرخ نمی نمایند فتوت سلطانی چگونہ اقتضا کند که یک تکلیفات جزیہ ضمیمہ این حالت پُر ملالت گردد و از مشرق تا مغرب شہرت میرود و برکتابۂ روزگار ثبت می شود که بادشاہ ہندوستان برکجکول گدایان رشک آوردہ از برہمنان و سیورہ و جوگیان و بیراگیان و محتاجان و مسکینان و درماندگان و افتادگان جزیہ میگرد و بر کیسۂ گدائی جوانمردی میکند و نام و ناموس تیموریہ فرو می اندازد۔ حضرت سلامت در کتاب آسمانی و کلام ربانی اگر اعتبار نمایند رب العالمین فرمودہ اند نہ رب المسلمین و کفر و اسلام نقطۂ مقابل اند بر رنگ آمیزی و طرح انگیزی نقشبند حقیقی ست اگر مسجد لیست بیاد او بانگ میزند و اگر بتخانہ الیست بہ شوق او جرس می جنباند تعصب بر دین آئین کسے نمودن از کتاب منحرف گردیدن و بر نقش نقاش خط کشیدن و خط خطا چیدن است۔ ؎

زشت و زیبا ہر چہ بینی دست از و بر روئے منہ
عیب صنعت ہر چہ گیری عیب آن صنعت گر است

در عالم عدالت العالیہ جزیہ بہیچ وجہ جائز نیست و از روے حکومت بشرطے درست تواند بود که رعایا از جمیع تکلیفات محفوظ و محظوظ باشد و ضبط و ربط بحدے باشد که زن جمیلہ تنہا با زر و زیور از ملکے بملکے امانت و سلامت برسد در این دور که شہرہا بتاخت و تاراج میرود از صحرا چہ گوید قطع نظر از

سخن انصاف وعدالت آنکہ جزیہ بر قانون ہند ناسزاست و در زمان پیشین احمد گجراتی کہ روزہاے تیرہ از شاہراہ حقیقت برآوردہ در خارزار چنین خیال باطل افگندہ زدو مست اصل و مقطوع النسل گردید و در جراید زمان واقعہ گرفتار شدن مراد بخش نامراد بجبر داین ارد فاسد عبرت نامہ ایست براے ظالمان و جز وے مبلغے منجلے خزانہ صیغہ مذکور کہ از احمد آباد خانہ مراد بخش بخانہ دارا شکوہ رفت چون شعلہ آتش خانمانش جا گرفت۔ ع

	آتش سوزان نکند با سپند آنچہ کند دود دل مستمند	

بہمہ حال صلاح دولت موافق وقت آنست کہ خاطر دریا مقاطر را از کدورت تعصب مصفا ساختہ آزار مردمانے کہ حلقہ اطاعت وانقیاد بگوش دارند منظور نظر مرحمت اثر نفرمایند اگر دینداری بر مردم آزاری و ثواب در عذاب ہندوان منحصر و تصور فرمودہ اند اول از رانا جے سنگہ باید گرفت کہ سر گروہ ہندوان ست و بعد ازان از خیر خواہ بگیرند چندان مشکل نیست کہ براے خدمتگاری حاضر اما موران و مگسان را آزردن از عالم مردی و مردانگی بعید خواہد آمد عجب از نمک خوارگی دولتخواہان است کہ از حق نفس الامر اغماض می کنند و آتش پارہ را خس پوش می نمایند۔
زیادہ چہ عرض نماید آفتاب عمر و دولت از مطلع مسکین نوازی و غریب پروری تابان و درخشان باد۔"

ناظرین! عرضداشت کے مضامین کے ہر ہر پہلو کو دیکھیں جسکو اورنگ زیب موش صحرائی کہتا تھا جسکو الف کے نام بے نہیں آتی تھی اُسکے خیالات کی بلند پروازیاں کسقدر قابل تعریف ہیں۔ کیسی کھری چٹکیاں لی ہیں اورنگ زیب کا دل جانتا ہوگا۔ ایسی ایسی کھری باتیں سنکر غضب شاہنشاہی کی آگ بھڑک اوٹھی۔ شایستہ خان کو فوج جرار کے ساتھ پونا کی طرف روانہ

ہی کر دیا۔

ادھر سیواجی نے اپنی اسپیچ ختم کی ادھر جے ماتا جے بھگوت جے دیوی کی صدا گونج گئی۔ حاضرین نے بڑے زور کے نعرے لگائے۔ عہد و پیمان ہوئے لوگوں نے قسمین کھائین۔ مہاراج! ہم ہندو ہین۔ دغا فریب جانتے نہین۔ ہماری جانین ملک وقوم پر نثار ہین۔ مجال کیا جو مغل ہماری طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھ سکین۔ دیدے نکال لین۔ بارہا شکستین دی ہین۔ شایستہ خان کس کھیت کی مولی ہین۔ جب چاہین گے اوکھاڑ کر پھینک دینگے۔

پرتاب راؤ گوجر بولے۔

"ویرو! تمھاری جرات اور حوصلون کے امتحان کا وقت آگیا ہے مغلون کے اس آئے دن کی فتح و شکست اور بار بار کے حملون نے مہاراشٹر کی بیخ و بنیاد تک کو ہلا دیا تاہم زمانہ مین تم سا شجاع بہت کم بلکہ نہ ملے گا۔ اس لیئے تمھارا شکریہ ادا کیئے بغیر نہین رہ سکتا تمھاری غیر معمولی ہمت اور با حوصلہ دل نے بہت کچھ تقویت دی ہے۔ مگر بہادرو! مادر ہند مغلون کے جوش و خروش اور ظلم و بدعت سے تھر تھر کانپ رہی ہے۔ گایون کی گردنون پر چھریان پھر رہی ہین۔ بھارت کے سپوت قومی آن و بان کو کھو کر مغلون کا ساتھ دے بیٹھے ہین قومی عظمت پر پانی پھیر دیا۔ ہندوستان کی بربادی دیکھکر پرتھوی رسا تل کو دھنسی جاتی ہے۔ ہاے کوئی سہارا دینے والا نہین۔ قومی کشتی طوفان بے تمیزی مین غوطے کھا رہی ہے۔ کوئی سنبھالنے والا نہین۔ گائین براہمن۔ چھتری۔ ویش دن بدن کم ہوتے جاتے ہین۔ سیکڑون من جنیؤ پانون سے ٹھکرائے جا رہے ہین۔ ہماری عورتون کا لازوال عصمت غارت کیا جا رہا ہے۔ ستی استریون کا دھرم برباد کیے دیتے ہین۔ بھائیو! مجھے دیکھنا ہے۔ کون ایسی نازک حالت مین اپنا دھرم بچانا چاہتا ہے۔ کون اپنے پرجوش ہاتھون سے قومی جھنڈا گاڑنا چاہتا ہے۔ کون اس مصیبت کے زمانے مین جان کے رہتے جسم مین ایک قطرہ لہو کے ہوتے ان خرابیون کے دور کرنے مین پہلو تہی نہین کرسکتا۔

پرتاب کی زبان سے یہ الفاظ پورے بھی نہین ہوے تھے کہ مرہٹون کی تلوارین نیام سے باہر ہوگئین بجلی کی طرح چمکنے لگین۔ بہادرون کی رگون مین شجاعت و بسالت کا خون حرکت کرنے لگا۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے۔ جس طرح ہو دشمنون سے لڑون اور میدان جنگ مین جان لڑا دون تاکہ اس ننگ و عار سے چھوٹون جوش قومی اور حب الوطنی کی آگ سے سینے بھبک اٹھے۔ آنکھون سے لہو کی بوندین گرنے لگین۔ خون کے تاؤ کھانے سے ہر قطرہ لہو کھولتے ہوئے پانی کی طرح زمین پر گرنے سے طبیعت ابال کھانے لگی۔ جوش ترقی کررہا ہے۔ دلمین پیچ و تاب ہے اور بڑھتی ہوئی حرارت آہ سرد بن بنکر اف کے ساتھ نکل جاتی ہے۔

ان سب سورماؤن کے دلی انقباض کو استقلال اور ثابت قدمی نے ابھرنے نہ دیا۔ وہ چاہتے تھے اسی دم جاکر دشمنون پر ٹوٹ پڑین اور دکھا دین ہندؤن مین ابھی دھرم کی آن باقی ہے۔ یکایک سب کی نظرین رگھناتھ راؤ پنت کی طرف پھر گئین۔ رگھناتھ راؤ بہادرون کی حمیت اور قومی پاسداری دیکھکر اٹھ کھڑے ہوے اور اپنے روح افزا کلمات سے سب کو محظوظ کر دیا۔

رگھناتھ راؤ۔ آپ لوگون کو اورنگ زیب اور سیواجی کی دلی کاوشون کی خبر ہے۔ آپ دیکھ رہے ہین دونون کی رنجشون اور باہمی تعصبون سے کیا کیا خراب نتائج پیدا ہورہے ہین۔ اورنگ زیب کٹر مسلمان ظاہر مین دیندار خدا شناس اور باطن مین ہمہ تن دنیا پرست ہے اور سیواجی کٹر ہندو اور دولت شاہجہانی کا جان نثار آگ پانی کا ساتھ کیا۔

اورنگ زیب پھوٹ کا درخت لگا رہا ہے اور ہمارے قومی بھائی اوسکو سینچ رہے ہین تو ایک دن یہ پھوٹ کا درخت پھل لائیگا۔ ہمارے آپ کے درمیان جو اسوقت یک جان دو قالب ہو رہے ہین نفاق پیدا ہوگا پھر ہماری ہستی تختہ دنیا سے مٹ جائیگی۔ ہائے بلبل فکر دام صیاد مین پھڑک پھڑک کر نالہ زنی کر رہی ہے کوئی بھی نہین سنتا۔ آئے انقلاب دوران دیکھین تو

کیا کرتا ہے۔

گر رحم غریبی پہ مری گردش ایام
برگشتگی بخت نہ رکھ اتنا تو ناکام

بد عہدی دوران نہ کرا اتنا مجھے بدنام
اے شوخی تقدیر نہ دے صدمۂ آلام

بے مہری جانان تو مرے ساتھ وفا کر
اے نالۂ شبگیر مرے حق مین دعا کر

اے رنج تو ہی دل کی مسرت کا سبب ہو
او سوزش دل واسطۂ دوری تب ہو

حرمان تو ہی اب دافع اقسام تعب ہو
اے روز سیہ جلد کہین وصل کی شب ہو

اے گرد رہ یار تو آنکھون کو ضیا دے
طوفان تو ہی کشتی کو کنارے سے لگا دے

او وحشت جنون میرے گریبان سے خبردار
اے نیشتر رنج رگ جان سے خبردار

اے خار مغیلان مرے دامان سے خبردار
اے اشک سیہ دیدۂ گریان سے خبردار

رنجیدگی یار عنایت کی یہ جا ہے
گر عفو گناہون کو مرا حال بُرا ہے

مجھ عاشق جانباز کو کیون تو نے ستایا
زندہ کو کیا مردہ مردے کو جلایا

بتلا دے کسی بات سے باہر مجھے پایا
اے عیسٰی دوران تجھے کچھ رحم نہ آیا

کیون چرخ ستمگر یہ مرا حال تباہ ہے
شہباز کو کنجشک کے پنجہ مین کیا ہے

آہ! ہماری دلی کاوشون اور باہمی نقیضون نے ہندوستان کے تمام خلد سے سامان اور فردوس کی سی آسائشین ہمیشہ کے لئے دریابرد کر دین۔ اب بھی اگر جو نکین اور بھائی کو بھائی کی طرح دیکھین۔ وطن کی قدر کرین تو ہمارا دھرم بچ جائے۔ اور ہم پھر اُسی عروج پر پہونچ جائین اور وہی شان دکھائین جسکی شوکت وصولت کے قصص ہماری آنکھون کے سامنے پھر رہے ہین جن ممتاز راجون نے دھرم کے لئے حفظ جان ومال آبرو وسلطنت کی بھی پروا نہ کی کیا ہم اونھین سورویرون کی اولاد نہین ہین۔ کیا ہم مین حس نہین کیا ہم لنگڑے لولے ہوگئے۔ نہین دوستو! ابھی تک ہم مین ہندوؤن کا خون ہے۔

ہم جان کو ہیچ سمجھتے ہین - ہم اپنے مقدس بزرگون کی طرح قول کے دھنی بن جائین
ہم بات کا پاس اور قول کا نباہ رکھین - ہم دولت سلطنت حکومت کو اپنی بات
کے سامنے کوئی چیز نہ سمجھین تو شاید ہماری قوم کی اہمیت دنیا کی تاریخ مین اب بھی
آب زر سے لکھنے کے قابل بن جائیگی - دوستو! اٹھو! دھرم کا پھریرا مہاراشٹر ہی
مین نہین بلکہ تمام بھارت ورش پر گاڑ دو - راس کماری سے ہمالیہ پربت تک
ہمارا ہی سکہ بیٹھے ہمارے ہی نام کا نقارہ بجے - ورنہ سمجھ رکھو - ہمارا ملک مہاراشٹر
بھی جہان ابتک اسلام کا ڈنکا نہین بجنے پایا - جہان غیر قومون کے قدم ابتک نہین
جم سکے - ایک نہ ایک دن پامال ہو جائیگا - اور ہماری زندگیان تلخ ہو جائینگی ہماری
قوم کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے گا - ہم طوق غلامی پہنین گے اور اسلام کے زیرنگین
ہو کر اپنے مذہب کی خود جڑ کھو دین گے اسلام کا کلمہ بچے سے بڈھے تک کی زبان
پر ہوگا - مہاراشٹر کے سچے ویرو! اٹھو دیر نہ کرو - مسلمانون کا ٹڈی دل پونا مین
پہونچگیا - ذرا بھی توقف ہوا - ذرا بھی کاندھا ڈالا تو سمجھ لو سارا مہاراشٹر طوق غلامی
پہن کر ایک ایک مسلمان کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھرے گا - کشکول گدائی لے کر
بھیک مانگتا پھرے گا - پیارے اپنے قومی شیرازے کو منتشر نہ ہونے دو - یگانگت
کا رشتہ مضبوط کر دو پھر کوئی بھی آنکھ نہین اٹھا سکتا - دیکھو یہ وہی اورنگ زیب ہے
جسنے باپ کو قید کیا - بھائیون کا خون پیا - اورنگ زیب کی بیل منڈھے چڑھی
خداداد فتح نصیب ہوئی - اجمیر کی لڑائی مین اسکے پیچھے ہی کام آئے -
مرزا مراد اسی کے ہاتھ کی کٹھ پتلی تھا - جان توڑ کے لڑا مگر تھا شرابی مجنون
اور اورنگ زیب مطلبی مراد کو جنگ پر چڑھایا سلطنت مراد کے نام لکھدی خود
حج کے واسطے تیار بیٹھا رہا - نتیجہ آپ نے دیکھ ہی لیا - کیسا حج اور کیسی عزلت
نشینی مطلب نکالنے کے لیے دم دہا گئے تھے - اورنگ زیب پالیسی باز ہے
اسکی مکاریان دیکھ چکے ہو - جو اپنے باپ کا نہ ہوا - بھائیون کا نہ ہوا - اس سے
ہندو قوم مراعات حاصل کرے غیر ممکن -
اورنگ زیب نے شاہجہان کے ساتھ کس حکمت عملی کے برتاؤ کیے تاریخین شاہد
ہین - ہم اپنی طرف سے کیون کچھ کہین خود حضرت صاحبقران شاہجہان نے

قلم سے جو الفاظ نکلے وہی آپ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں سیف!
رقعہ شاہجہان بنام اورنگ زیب!!

رباعی

خدائے راست بزرگی و ملکِ بے انباز
بدیگرے کہ تو بینی بعاریت داد است
کلید فتح اقالیم در خزائن اوست
کسے بقوت بازوے خویش نکشاد است

گر اہل معرفتی دل بآخرت بندی
نہ در خرابۂ دنیا کہ محنت آباد است
جہان بر آب نہاد است عاقلان دانند
کہ روے آب نجاے قرار بنیاد است

در انجاح حاجات و برآمد مرادات تحریرت مساعد و اقبال یاور بوده در ہر وقت و ہر حال دوار چرخ و انقلاب لیل و نہار بکام آن فرزند ارجمند باد۔
ازین واقعۂ حیرت افزا کہ نصیب خلیفۂ زمین و زمان گردیده و این پایہ کدورت و الم گرد صفوت کده ضمیر منیر خدیو ہفت کشور گشتہ کار بجاے رسیده کہ دور فلک در ہیچ مراتب آزار ہیچ وجہ کوتاہی نمیکند و اقبال در ہر مرحلہ از دستیاری باکشیده از تقدیم پا مروی دست باز نمیدارد لاجرم از افسردگی خراش سپہر بے مدار و حرکت ناہنجار گردش روزگار دست از کار رفتہ کہ رخصت بیان آن نمی دہد و این مایہ حزن و اندوه و جذبۂ خواہش خاطر صفا پرور دل سنگین آن بے مہر را از جا در نمی آرد در این مدت متمادی بود دقیقۂ از دقائق از شب حفظ مراتب آن فرخنده فرزند بظہور نیامده و جز بتحصیل رضا و سعی در مرضی والد بزرگوار خود امرے دیگر ازو بوقوع نہ پیوستہ اکنون کہ مایہ توفیق عنایت یزدانی از سلطنت صوری گذشتہ بادشاہی معنوی اختیار نموده ام و باعلام الٰہی از کیفیت زمانہ آگہی یافتہ در زاویۂ عزلت بہ ستائش حضرت باری تعالی جلشانہ در آمده ایم بداے کار فرمائے روائے کہ مدار رتق کارخانہ خدائی برآنست۔

او بخود تعلق می شناسد ونگاہداشت سررشتۂ نظام عالم چہ برین داشتہ کہ باقتضاے بداندیشی ہاے غرض پرستان وکجروی ہاے ناراستان بخیال محال ونپدارد وراز کار این مکان ظاہر آباد وباطن خراب (کہ کاروبارش فی الحقیقت خوابے ست بیداری نماد سُرابیست آب سیما)۔ ازجا درآمدہ خودرا بدنام ومارا خفیف می سازد وبخلاف منشی ہا بخاطر نمی آرد کہ والدوالا قدر راوچہ قدر تطادل کوتہ اندیشان را گذرانیدہ تحمل جرات ہاے این مشتے دراز دست بے ادب مے نماید ہر کہ اندک مایہ خرد دقیقہ یاب دارد حقیقت این حقیقت بر و روشن ست کہ دارالمکافات دنیا کارکنان قضا وقدر ہمہ وقت بر سرکار بودہ از احوال ماہ تا بماہی جسے وحرکتے کہ بہنجار کنند واز نفسے کہ باندازہ زنند قیاس وشمار برمیدارند ؎

اے کہ وقتے نطفہ بودی در شکم ۔۔۔ وقت دیگر طفل گشتی شیرخوار
مدتے بالا گرفتی تا بلوغ ۔۔۔ سرو بالاے شدی سیمین عذار
ہمچنین تا مرد نام آور شدی ۔۔۔ فارس میدان ومرد کارزار
آنچہ دیدی برقرار خود نماند ۔۔۔ واین چہ می بینی نماند برقرار
پیش ازان کز دست تو بیرون برد ۔۔۔ گردش گیتی زمام اختیار
شکر نعمت این نکوئی کن کہ حق ۔۔۔ دوست دارد بندگان حق گذار

با ولی نعمت سلوک نیک کن
تا ہمہ کامت برآرد کردگار

زین رو کہ وپیرایہ آئین این کہن دیر بے بقا در آخرکار مقتضی تعب ست وبرسم مجموداین بہ باطے بے ثبات را عاقبت رنج ولوابت در عقب عشرتش آمادہ عشرت ست وجمعیتش سرمایہ پریشانی وحسرت اگر گزندے از چشم بدروزگار باین پایہ آبرو [illegible] این دولت ومال وجواہ ستہ مکتسب مورو دشاد رخور دجمعیت حواس شرافت اساس بہ تشویش نمی گراید ودر نشئیدہ مبانی ثبات وقرار ونیروے توکل ما فتور وزہن وسستی اعتقاد راہ نمی یابد ہمانا منظور نظر فیض اثر این معانی اظہار ما فی الضمیر واعلام قرار وخاطر خطیر آنست کہ ظاہر بینان بے بباطن پردہ را الم نہ کنند وہمگنان علی الخصوص آن فرزند سعادتمند

از نقلبات لیل ونہار وگردش روزگار حساب برداشتہ مغرور بہ کارکشائی اقبال ظاہر (کہ فی الحقیقت وجودے ندارد) نگردد بہمہ حال اگر نظر دور بین بہ منتہائے مطالب سرانجام برگماشتہ برافق احکام کتاب مستطاب آسمانی وسنت حضرت سید المرسلین وطریقہ انیقہ ائمہ دین مبین عمل نمودہ اطاعت والد والا قدر کہ درحقیقت خدائے مجازی ست وباعداد عبادت واطاعت معبود حقیقی معدود داند خواہند کرد عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور خواہد بود فقط"

یہ تحریر ایسی نہین ہے کہ اس سے پتھر کا دل نہ پگھل جائے مگر اورنگ زیب کے دل پر کچھ بھی اثر نہ ہوا اور بھی کھلانے پلانے مین تخفیف کی۔

محمد صالح یکے از امرائے شاہجہانی اپنی تاریخ مین رقم طراز ہے۔

"چون خواستہ آلہی بران رفتہ و مقتضائے قضا برین جملہ تعلق پذیر گشتہ کہ روزگارے دراز اہل روزگار از احساس دنیکو کاری آن حضرت محروم گشتہ از لذت آسائش وفیض فارغ البال وبیگانہ باشند بے رعایت مراسم حزم واحتیاط ولوازم آگاہی قلعہ را خالی نمودہ تسلیم ملازمان سرکار عالی نمودند ہمین کہ بندہائے شاہی بکشاد وبست مداخل ومخارج دست یافتہ ہمگین ابواب آن حصن حصین بتصرف خود آوردہ وبحسب مشیت آن سرور سرداران زمان کہ بتقدس ذات وصفوت صفات برکت لیل ونہار وسرمایہ عشرت روزگار بود بکمال دشمن کامی وشماتت اعد النظر بند حوادث زمانہ گشت واز بیمہری زمانہ کار بجائے رسید کہ جمعے شدید بہ کشک داری آنحضرت تعین گشتہ مدتہا بجز خادمہ چند کسے درخدمت آنحضرت ہیچ وجہ راہ آمد وشد ورد تردد بل قدرت سخن کردن از دور نیز نداشت۔ ؎

اے مسلمانان فغان از دور چرخ چنبری
وز نفاق ماہ قصد تیر وسیر مشتری
نہ دغا فقش را وفاے عہد گردد آشنا
نہ خلافش باشد از الائش خبلت بری

؛ نہین حالات پر منحصر نہین ہے۔ بلکہ شاہجہان ایک ایک پانی کے قطرے کو ترس گیا۔ جسکو وہ خود اس رباعی سے دل کے بخار نکالتا ہے۔

رباعی

اے پسر تو عجب مسلمانی
زندہ جان را آب حیوانی
آفرین باد صد ہزاران بر جد
ہر دو را سے و ہند دانکہ آب یا

اورنگ زیب نے علو درجہ کیا پائی۔ سمجھ جہاں کر ہندوؤن کے دین ومذہب کی بیخ کنی کر گیا۔ انتہا یہ ہے کہ ہندوؤن کے نام لینے سے نفرت ہے۔ کانون پہ ہاتھ رکھے جاتے ہین۔ ہندوؤن پر جزیہ قائم کر کے جو بد بختیان کی ہین اپنے منھ سے کیا کہون۔ سیکڑون مندر گھر ڈھا دیے گئے۔ مورتین توڑی گئین۔ ہمارے مقدس تیرتھون پر مسجدین تعمیر ہوئین۔ کون ہندو ہے جسکی آنکھون سے اس قسم کی بے شنوائیان دیکھکر آنسو نہ گر پڑے ہون۔

بھلا یہ سختیان یہ بد بختیان ہندوؤن پر ہون اور آپ تماشا دیکھین مجھے افسوس ہے کہ آپ کی گذشتہ و موجودہ زندگی تمام دنیا کے لئے ایک معما ہو رہی ہے مین نہین جانتا کہ اب آپ کی تلوارین کیون زنگ آلود ہو گئین۔ آپ مین وہ اگلا سا جوش کیون نہین رہا۔ کیا آپ آریہ پتر نہین ہین۔ کیا آپ مہاراج بھیشم ارجن کرن اور راجہ جدھشٹر کی اولاد ہونے سے گریز کرتے ہین آپکی جسارت اور دلیری کیا ہوئی۔ ہاے وہ تیغ ہندی کیون کند ہو گئی جسکی جھڑپ سے دنیا کے طبقے الٹ جاتے تھے۔ یورپ امریکہ افریقہ وغیرہ ممالک مین آپکے بزرگون نے کیا کیا کارنمایان نہین کیے۔ پھر اب کیون آپ کی ہمت پست ہوئی جاتی ہے۔ کیون قدم نہین جمتا۔

ہر چند کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ دل الیشور نے دیا ہے اُسے کوئی بدل نہین سکتا خونریز معرکون مین آپ کے تیور ہمیشہ کچھ اونچے ہی رہے ہین۔ خون کی ندیان دیکھ دیکھ کر آپکا کلیجہ ہاتھون بڑھتا تھا دو گنے چوگنے دشمن تمھاری نظر مین مچھر سے زیادہ نہ تھے۔ مگر آج تمھاری تلوار میان پر ہاتھ پہونچنے ہی

نہین دبتی۔

بھائیو! تم مین جیوٹ ہے بہادری ہے شجاعت ہے۔ یہ سب کچھ ہے صرف حوصلہ درکار ہے۔ اٹھو! اور اپنی خونچکان شمشیر کے جوہر دکھاؤ۔ باہمی بغض و عناد پر خاک ڈال دو۔ پھر آپ کے معرکے کو تاریخی دنیا اور زمانہ ہیرو) حکومت کا ایک نمایان کارنمایان بنادے گی۔ آپ کی بہادری کے چرچے ہماری آئندہ آنے والی نسل کی زبان پر ہونگے۔

بس زیادہ نہین کہہ سکتا۔ اُمید کرتا ہون اب عملی کام ہوگا نہ کہ زبانی جمع خرچ ویر راجپوت کی پرجوش تقریر نے حاضرین کی رگون مین تازہ خون دوڑا دیا شیر کی طرح تیور ون پر بل پڑ گئے۔ بدن سے چنگاریان نکلنے لگین اور اکدم سے سب ہاتھ شمشیر پر پڑ گئے۔ اور جے کالی اور جے بھارت ماتا کے شور سے تمام ایوان گونج اوٹھا۔ خیریت ہوئی۔ کانون کی جھلی نہین پھٹی سینے نہین چاک ہوگئے یہی تعجب ہے۔

اسکے بعد چندر شیکھر سنیاسی اوٹھ کھڑے ہوے اور بولے۔

چندر شیکھر۔ مہاراشٹر کے شیردل جوانو! یہ وقت تمھارے لیے بہت غنیمت ہے اسی وقت تم اپنی تلوار کے جوہر دکھا سکو گے۔ دشمنون کو خاک پر سلا دینے کا یہی وقت ہے۔ تمھاری جسارت اور دلیری کی آزمائش اسی وقت ہو سکتی ہے اگر تمہین دھرم کی شرم ہو گی تو دھرم یُدھ مین بشواس گھات کو دخل نہ دو۔ مین دعوے کیساتھ کہتا ہون تمھارا دھرم تمھارا ساتھ دیگا۔ بشرطیکہ تم اسکی قدر کرو۔ وہ تمکو دشمنون پر فتحیاب کرے گا اپنے بھائیون کے خون کا عوض لو گے۔ اپنی مذہبی توقیر بڑھاؤ گے تمھاری قدرتی جیوٹین نامرد کو بھی مرد بنا دینگی۔ بشرطیکہ استقلال کی باگ ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

چندر شیکھر نے تلوار بلند کی اور تمام حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔

بہادرو! تم جانتے ہو یہ کیا چیز ہے۔ میرے جری جوانو! یہ تلوار ہے جو تمھارے دشمنون کا فیصلہ کرنے والی ہے یہ تمھارے غنیم کو شکست دینے والی ہے۔ یہ وہی تلوار ہے جو تمھارے عہد و پیمان کی گواہ ہے جو آج ...

پونا کی پہاڑی پر تمہارے اور تمہارے سردار رگھناتھ راؤ پنت کے قومی ارادون سے مضبوط باندھ دی گئی ہے۔ اگر تم نے میدان مصاف سے کنارہ کشی کی یا میدان رستخیز مین قدم بڑھانے سے رُکے۔ جرأت و ہمت نے دھوکا دیا۔ تلوارین میان مین کر لین یا جان کے خوف سے دب سمٹ کر کہین بیٹھ رہے تو نتیجہ تو ہمارا اشٹر پر بھی اسلامی جھنڈا لہرانے لگے گا۔ تمہاری اُجول اور اٹل کیرتی مین دھبہ لگ جائیگا۔ تم آریہ سنتان کہلانے کے مستحق نہ رہو گے۔ پھر نتیجہ یہ ہوگا تمہاری آتما ئین نرک مین جائینگی۔ تمہاری قومی عظمت دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگی۔

گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے

ویرو! بھارت جننی کی سیوا کرنا ہی جنم لینے کا سچا پھل ہے۔ حالانکہ تمہاری جماعت بہت کم ہے اور غنیم کے پاس جنگی سامان کی کمی نہین۔ طرح طرح کے ہتھیار ہین پر اس سے کیا۔ سنگھ کبھی ہاتھیون کے جھنڈ کو دیکھکر خوف زدہ نہین ہوتا۔

بہادر بیٹو! بھارت ماتا کے!! مرنا تو ایکھ ہے۔ اُسی دن لکھدیا گیا جس دن پرتھی پر آئے۔

ویرو! موت کا خوف ہی کیا۔ جو آیا ہے مریگا۔ اِس خوف کو دل سے نکال دو اور جو کچھ کرنا چاہتے ہو دیش کی بھلائی کے لیئے کر گذرو۔

دھو ڈال بہتے پانی مین موج حیات ہاتھ
ہے دو ہی ایکدم کی روانی حباب مین

سچے چھتری سنتان اپنے دھرم سے کبھی منھ نہین پھیرتے دھرم چھوڑنے والے کے لیئے نرک کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ اور میدان جنگ مین کام آنے والون کے لیے بیکنٹھ اپنی گود پھیلائے ہوئے ہے۔ سنگرام مین مرے دین و دُنیا دونون بن گئین۔ اور تمام جگت مین کیرتی کی دھجا پھہرانے لگی۔

پیارے بہادرو! جننی کی سیوا کرو۔ یہ تمہارا بھارت ورش جسکی عظمت و شان و شوکت کی چمک سے بڑے بڑے ملکون کی آنکھین چوندھیا رہی ہین۔ آج وہ

تم سے نکلکر غیر قوم کے ہاتھ مین آگیا - جہان دھرم کا پھریرا لہرایا کرتا تھا آج
اسلامی جھنڈا اگڑا ہوا ہے - ہندو قوم تیرے دُربھاگیہ سے مسلمانون کا راج ہوا
تیری پُرانی عزت اور پُرانی ناموری مین دھبہ لگ گیا - آریون کی تہذیب پر
پانی پڑ گیا - ہمارے شاستری اصولون کی بنیادین ہل گئین - مسلمانون کی ماتحتی
مین ہماری شخصیت بالکل زائل ہوگئی - ہماری رسم ورواج پر آرے چل رہے
ہین عادات واطوار بدلتے جاتے ہین - ہمارے سرون کی شکل بدل گئی - ہمارے
لباس مین ہمارے کھانے پینے مین بہت کچھ تبدیلی ہو گئی - یہ کیون ؟ طوق غلامی
پہن لینے سے - اسلام کا دم بھرنے سے - ایک لمحہ کو بھی نہین سوچتے کہ یہ تبدیلی
ہمارے واسطے مفید اور آرام دہ نہین ہے ہمارا دھرم خراب کیئے دیتی ہے
ہم مین نفاق کی آگ بھڑک اٹھی ہے - ہمارے بھائی ہم سے چھوٹتے جاتے
ہین - بہت سے مسلمان ہو گئے - اور بہت ہوتے جاتے ہین - ہماری مذہبی
درسگاہین برباد کردی گئین ہین ہمارے کتب خانے جلا دیے گئے - یہ کیون
ہم شخصیت کو کھو بیٹھے - ہمین خودداری کا سبق ہی نہین پڑھایا جاتا - ہم اپنے
ورثون اور بزرگون کی نسل ہی سے نہین سمجھے جاتے - ہم تعریف اور فخر کے
قابل کیونکر ہو سکتے ہین - جبتک ہم اپنے قدیم رسم ورواج اور مذہب کے پیرو
نہون - ہماری آزادی چھین لی گئی ہم پران - وید شاستر کو قصہ کہانی سمجھنے لگے
ہم عربی کے فاصل بن گئے - ہم روزہ نماز کی تقلید کرنے لگے ہماری عادتین بگڑ گئین
پشت ہا پشت سے جو باتین چلی آتی تھین بالکل چھوڑ دین - پھر ہمین
بھارت مین کوئی بھی بھارت کا سچا سیوک نہین دکھائی دیتا جو ہمین ہماری
شاہراہ پر پہونچاوے - مگر نہین - وقت ہے اور سچا سیوک بھی موجود ہے -
وہ بہادر ہے قول کا دھنی اور دھرماتما باپ کا لڑکا - وہ دیش بھگت ہے -
قومی خلاحیت کا دلدادہ اور دھرم پر جان قربان کرنے والا بہادر ہے - وہ بھی
موقع محل دیکھتا ہے - ہونہار بچو ! اگر ہم اوسے تلاش کرین اور اُس سے پریم
کرین تو وہ تمہین مل سکتا ہے - تمہاری مدد کر سکتا ہے - تم کیون خوف کھا رہے
ہو کیون اُس بے بہا رتن کی قدر نہین کرتے - وہ دیش کی رکشیا کے لیئے

ہتھیلی پر جان رکھے ہوئے ہے۔ دیکھو سنبھلو۔ چوکنے کا وقت نہیں خود داری کے اوصاف سے اپنے تئین مملو کر دو۔ اور اُس ویر پُرش کے دست راس بنکر میدان مین نکل کھڑے ہو۔ کہین موقع ہاتھ سے نکل گیا تو سوائے خجالت اٹھانے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ مہاراشٹر مغل فوج سے بھر جائیگا تب ہم لوگ کچھ بھی نہ کر سکینگے ابھی سویرا ہے۔ زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں کیونکہ سورما دنت جودھاؤن کا دل مخالفون سے اپنے کو بچانے کیلئے جوش کھاتا رہتا ہے۔

جے دُرگے جے دُرگے پر جوش متواتر نعرون سے ہر بہادر کا دل جوش جرأت سے تھمتا اوٹھا۔ چندر شیکھر سنیاسی بیٹھ گئے۔ کچھ دیر سکوت رہا۔ مگر دلیران جنگ مین غضب کا جوش اور بلا کا اضطراب ہے۔ دلون مین لڑائی کے ولولے بھرے ہوئے ہین۔ جرأت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے۔ مگر بات منھ سے نہین نکلتی آئینہ حیرت بنے ہوئے مہاراج چندر شیکھر اور ویر راجپوت کا منھ تک رہے ہین

ان شیرون کے تیور دیکھ کر پرتاب راؤ گوجر نے سیواجی سے کہا۔

پرتاب راؤ۔ مہاراج! اورنگ آباد سے شایستہ خان فوج کثیر لیکر ہماری سرحدون پر آگیا۔ اور اُس مقام پر پڑاؤ ڈال دیا جو بچپن مین آپکے کھیل کود کا جولانگاہ تھا۔ شایستہ خان اپنی فوج پر پھولا ہوا ہے یہ نہین سمجھتا ہم شیرون کے سامنے گیدڑ کیا کر سکتے ہین حکم ہو تو ابھی جاکر قلع قمع کر دون۔ یقین ہے آج ہی کی لڑائی مین فیصلہ ہو جائے۔ یا تو ہماری تلوارون کی آنچ نہ سہکر روباہ مثال بھاگ کھڑا ہو یا تیغ اجل کا نشانہ بنے۔

سیواجی۔ لیکن شایستہ خان ایسا موم کا نہین۔ اُسکی بھی چوٹ اور دلیری کی دھاک بندھی ہوئی ہے۔ میری رائے مین ایسے کام مین عجلت نہ کرنا چاہیے بلکہ ثابت قدمی سے آہستہ آہستہ اس ٹڈی دل کو پیٹ لینا بہت مناسب ہوگا۔

چندر شیکھر۔ بہادر ویر ا دشمن سے مقابلہ کرنے کی کونسی حکمت سوچی گئی۔ کس طرح لڑنے کا عزم ہے۔

سیواجی۔ مہاتما جی! یہ تو ظاہر ہے کہ حریف لڑائی لڑنا نہین جانتا۔ ذاتی بہادریون کا سبق ہی نہین یاد کیا۔ ہمیشہ حکمت عملی اور دغا سے کام لیکر

بھارت کو برباد کیا۔ ہم لوگ تھوڑی سی فوج سے غنیم کے لاتعداد لشکر کے سیلاب کو روکنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہین۔ گو ہم سمجھتے ہین ہماری تلوار کی آنچ سہنا بہت مشکل ہے تاہم دانائی سے بعید ہے کہ مٹھی بھر جماعت حریف کا مقابلہ کر سکے۔ اس لیے جیسی کہ حریف کی پالیسی ہے ہم بھی پالیسی سے کام لین اور حکمت عملی سے اُسکا خاتمہ کر دین۔

چندر شیکھر۔ راجن! یہ باتین بہت دور اندیشی کی ہین اور واقعی ہے بھی دشمن لاتعداد فوج سے آیا ہے۔ میدان پکڑ کر لڑنا ٹھیک نہین۔ راج نیت بھی یہی کہتی ہے۔

سیواجی۔ شایستہ خان اپنی طاقت کے نشے مین مست ہے۔ اُس نے ہمارے وطن پونا کا قلع و قمع کر دیا۔ بہت سے قلعے جاتے رہے اگر ہم دلیرانہ میدان مین کھڑے ہونگے تو اسمین شک نہین ہمارے بہادر جوان کبھی پیٹھ نہ دکھائینگے شیر کی طرح بپھرینگے۔ اور جب صف پر ٹوٹ پڑینگے غارت کر دینگے۔ لیکن دانائی سے بعید ہے ہماری فوج بھی کچھ کام ہی آجائیگی نقصان ہوگا۔ ہمارے سور ویرون کے مرجانے سے کسقدر ہمارے بازو کمزور پڑ جائینگے۔ اور پھر ہمین فوج فراہم کرنا بھی مشکل ہوگا کیونکہ غنیم کی لاتعداد فوج محاصرہ کیے ہوگی دلی سے برابر پلٹنین آتی رہین گی۔

چندر شیکھر۔ بہت مناسب رائے ہے اور میرا بھی خیال ایسا ہی ہے جفاشعار دشمنون کو جس طرح ہو زک دینا چاہیے۔ یہی راج نیت ہے۔ فوج مغل کئی روز سے پونا مین اقامت گزین ہے۔ اُسکے نکال دینے کی کوئی ترکیب سوچی ہے

سیواجی۔ میرا قصد ہے کہ چند جانباز افسرون کے ساتھ خفیہ طور سے نواب کے محل مین گھس پڑون۔ اور اسکا خاتمہ کر دون۔ اس ترکیب سے شاہی فوج بھاگ کھڑی ہوگی۔ کیونکہ بے افسر کی فوج کے قدم ٹک نہین سکتے۔ تاب مقاومت نہ لا سکے گی۔

سنیاسی۔ چند افسرون کے ساتھ شایستہ خان تک پہونچنا دشوار سا معلوم پڑتا ہے۔

سیواجی۔ آپکی دیا اور سری درگا جی کی کرپا سے مین بلا کسی مزاحمت کے حریف کے قلعے پر پہونچ سکتا ہون۔
چندرشیکھر۔ فرض کیجیے آپ بلا روک ٹوک حریف کے قلعے تک پہونچ گئے پھر اندر جانا کارے دارد۔ اول تو یہ جائے پناہ نہایت ہی مستحکم ہے۔ اجنبی کا خیال بھی وہان تک نہین پہونچ سکتا۔ دوم مور د ملخ کی طرح چہار طرف لشکر چھایا ہوا ہے بڑے بڑے کوہ پیکر دن۔ کے حوصلے پست ہوتے ہین۔ آپ کیونکر شایستہ خان تک پہونچ سکین گے۔ چوکی پہرا معقول ہوگا۔
سیواجی۔ مہاتمن! کوئی بڑی بات نہین۔ حوصلہ چاہیے۔ چیونٹی ہاتھی کو مار سکتی ہے۔ کسی نہ کسی طرح شایستہ خان کے کمرے تک پہونچ گئے تو پھر اپنا کام بن جائیگا۔
چندرشیکھر۔ کیا پہرے دار حاجب دربان سب کی آنکھو مین خاک جھونکیے گا۔ کیا کشت وخون کی نوبت نہ آئیگی۔
سیواجی۔ نہین جناب۔ کشت وخون کی نوبت نہین آنے پائیگی۔ کشت وخون سے تو شور مچ جائیگا۔ جوق جوق سپاہی دوڑ پڑینگے۔ اپنی جان بچانا دشوار ہوگا۔ فوجی کیمپ وہان سے گولی بھر کے ٹپے پر ہے یہی خیریت ہے۔
چندرشیکھر۔ پھر کیا ترکیب سوچی ہے۔
سیواجی۔ ایک چور گھاٹی ہے اسی گھاٹی سے جانے کا ارادہ ہے۔
چندرشیکھر۔ ہان اگر ایسا ہے تو واقعی آپ کامیاب ہو سکتے ہین۔ اچھا کسقدر آدمی ساتھ لے جانے کا قصد ہے۔
سیواجی۔ بیس پچیس آدمی کافی ہین۔
چندرشیکھر۔ (تعجب سے) صرف اسی قدر۔
سیواجی۔ ہان مہاراج!۔
چندرشیکھر۔ کب چلنے کا ارادہ ہے۔
سیواجی۔ انہین دو تین دن کے درمیان۔
اس بات کو سنکر ایک جودھا زرہ کھڑکھڑاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا۔

اور سیواجی کے سامنے آکر بولا۔
جودھا۔ مہاراج! بغیر اجازت کوئی کلام نہین کر سکتا۔ مگر گستاخی ہوتی ہے۔ کچھ عرض کیا چاہتا ہون۔
سیواجی۔ کہو۔ کیا چاہتے ہو۔
جودھا۔ ہم لوگ بے صبر ہو رہے ہین۔ دو تین دن بہت ہین۔ دشمن کو آئے ہوے کئی روز کا عرصہ ہو گیا۔ وہ خیال کرتا ہوگا کہ مرہٹون کی بتی بول گئی وہ بزدلے ہین۔ سامنے نہین آتے۔ شریمان! ہمارے دھرم مین ہانی ہوتی ہے ہم چاہتے ہین شیرون کی طرح گرجتے ہوے جائین اور بھیڑیون کیطرح شکار پر لوٹ پڑین وہ بھی جانین مرہٹے دسٹے سپچے نہین۔ لوہے سے کام پڑا ہے۔ انسے بھڑینگے تو ملک الموت اچھی طرح سے صفایا بولدیگا۔ دویم ان زشت خوون کے آنے سے ہمارا مقدس مسکن (مہاراشٹر دیس) ناپاک ہو رہا ہے اس لیئے انکو جہانتک جلدی ہو سکے نکال ہی دینا اچھا ہے۔
سیواجی۔ بہادر ویر! گھبراؤ نہین۔ درگا ماتا کا اسمرن کرو۔ وہی تمہاری حمایتی ہین۔ وہ تمہارا منورتھ پورا کرینگی۔ جلدی کا کام شیطان کا ہے۔ اس سے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اسلیئے خوب سمجھ بوجھکر کام کرنا چاہیئے۔
بہت خوب۔ منظور۔
یہ کہکر جودھا اپنے مقام پر بیٹھ گیا۔ ساتھ ہی جے درگے۔ جے کالی کا شور گونجنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد انجمن برخاست ہو گی۔

باب آٹھوان

کسی کی روک نہ تھی یان کے آنے جانے مین
کسی سے کچھ نہین پرسش کہ کون آیا کہان آیا

آج کی رات پر کچھ ایسا خلمت کا پردہ پڑا ہوا ہے کہ نور بصر بھی جواب دیئے دیتا ہے

کالی دیوی کا پہرا بیٹھا ہوا ہے۔ عجب بھیانک صورت بنا رکھی ہے۔ جسکی مہیب شکل دیکھ دیکھ کر کتنے پرانے اُٹھتے ہیں۔ سارے میدان میں اسقدر آدمیون کی کثرت سے بھی سناٹا چھایا ہوا ہے۔ راہ چلتون کی خوف سے جان نکلی جاتی ہے گویا دنیا عالم غفلت مین پڑی ہوئی ہے کوئی منکتا نہین۔ نہ کوئی آتا جاتا دکھائی دیتا ہے۔

ایسے وقت اور ہو کے عالم مین ایک برات پونا کی طرف آرہی ہے مشعلین جل رہی ہین۔ براتی مین اسنے گنے بیس پچیس آدمی دکھائی دیتی ہین۔

کیا خوب! یہ برات ہے یا بڑی سودائیون کی نقل۔ نہ کچھ ساز ہے نہ سامان جتنے براتی ہین موٹے موٹے کپڑے پہنے ہوے ہین۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے سبھون کے سرون پر مرہٹی پگیا سب دھوتیان پہنے۔ پگیا سے تمام چہرہ چھپا ہوا ہے۔ بھئی یہ تو ایک سوانگ معلوم ہوتا ہے۔ کسی کا منھ کالا کسی کا سرخ۔ گیرو سے پُتا ہوا۔ اسی سے کہنا پڑتا ہے یہ برات نہین۔ بلکہ سوانگ بنایا گیا ہے۔

کچھ ہی ہو۔ جتنے براتی تھے اُفتان خیزان دوڑے جا رہے ہین۔ کوئی کہین بیٹھ جاتا ہے کوئی ہانپتا ہے کوئی کہتا ہے بہت دور جنوا سا ہے۔ بھائی تھک گئے۔ کوئی بولا چلے چلو وہ مکان دکھائی دیتا ہے۔ اسی مکان مین جنوا سا ہے۔

بہزار خرابی گرتے پڑتے پونا مین آ گئے۔

آجکل شہر کے اندر آنا بہت مشکل ہے۔ نواب شائستہ خان کا حکم ہے کوئی شخص ہتھیار بند بلا اسمتبزاج نواب صاحب شہر مین قدم نہین رکھ سکتا۔ جو شخص ضد کرتا ہے پہرے دار اُسے گرفتار کر کے جیل مین بند کر دیتے ہین۔

چنانچہ ان براتیون کو بھی سنتریون نے روکنا چاہا لیکن سب کو نشے مین متوالا اور دہقانی سمجھکر زیادہ روک ٹوک نہ کی۔

یہ برات آہستہ آہستہ شہر مین ہو کر ایک عمارت کے پاس پہونچی اسی عمارت مین شائستہ خان استراحت فرما رہے تھے۔ پہرے چوکی کا انتظام

بہت سخت تھا۔ برات عمارت کے قریب پہونچکر ٹھہر گئی۔ مشعلین بجھادی گئین۔ اندھیری کا سکہ بیٹھ گیا۔ ہا ہین۔ یہ گھٹا ٹوپ اندھیرا کیسا۔ روشنی کیون نا خاموش کردی گئی۔ کیا یہ ڈاکو ہین۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ برات ہوتی تو مشعلین نہ بجھادی جاتین۔ ضرور کچھ دال مین کالا ہے۔ فتور برپا ہوگا۔ انکی برات مین جتنے ہین سب ڈاکو معلوم ہوتے ہین۔ پورے قزاق۔ پورے چالباز عیار۔ انکے جور وستم سے خدا بچائے۔

بھئی یہ غل وشور کیسا۔ کہین ڈاکا تو نہین پڑا۔ معلوم ہوتا ہے کہین ڈاکے گھس آئے مار ہونے لگی۔

اور لیجئے۔ وہ آگ بھی لگ گئی۔ تمام قناتین خیمے چھولداریان جلنے لگین لینا لینا جانے نہ پائے کے شور سے تمام میدان گونج اٹھا ہے۔ تلوارین چل رہی ہین۔ قتل کا بازار گرم ہے۔

بہادر مغل نیند کے متوالے ہو رہے تھے۔ وہ کیا جانین بلا سر پر آگئی۔ وہ غل شور سنکر چونک پڑے۔ ہر شخص یہی کہتا ہے۔ بھائیو! ہوشیار ہوجاؤ۔ ڈاکو آگئے ہین شرارت پیشہ قزاقون کو بخار نکالنے کا موقع مل گیا ہے۔ عزرائیل کے فرشتے چارون طرف پھر رہے ہین۔ مگر کوئی کسیکی سنتا نہین اپنی اپنی پڑی ہے۔ قزاق حوصلے پست کیے دیتے ہین سر اٹھانا محال ہو رہا ہے۔ ایک ایک قزاق کی تلوار تیس تیس چالیس چالیس مغلون کا خاتمہ کرکے دم لیتی تھی۔ کسی کی جرات نہوتی تھی کہ دو چار ہاتھ اٹکتا۔ بہادر بے موت حلال ہوئے جاتے ہین۔ کچھ تو آگ کے شعلون سے کباب ہوگئے۔ کچھ ان قطع الطریقون کی تلوارون سے ذبح ہوئے وہ بے دست وپا تھے۔ غفلت مین حریف ٹوٹ پڑا کیا خبر تھی آج یہ ہنگامہ ہونے والا ہے۔ مغل بھی چاق وچست ہوجاتے۔ اوران ڈاکوؤن کا مقابلہ لیتے الغرض وہ عالم غفلت مین پڑے خراٹے لے رہے تھے۔ تن بدن کا ہوش نہ تھا۔ سب کی بوٹی بوٹی کانپ گئی۔ کلیجے دہل گئے۔ موت سے امان نہین۔ ذرا دیکھا آپ نے اسی دار وگیر مین تین ڈاکو تلوارین علم کیے ہوئے ادھر ہی آرہے ہین۔ یہ وضع قطع سے ڈاکو نہین معلوم ہوتے پہچانیے یہ کون ہین۔؟ ان مین ایک تو سیواجی

ہین اور پست پر پرتاب راؤ گوجر اور ویر راجپوت رگھناتھ راؤ معلوم ہوتے ہین۔
تینون شخص شائستہ خان کی خوابگاہ پر پہونچے۔ خوابگاہ سے ملا ہوا برگد کا ایک درخت تھا۔ تینون شخص درخت پر چڑھ گئے اور چھت پر کود پڑے۔ چھت سے ہوتے ہوئے۔ دوسری چھت پر آئے جو اس چھت سے کسی قدر نشیب مین تھی اس جگہ پر آہنی حوض بنا ہوا تھا۔ تینون بہادرون نے اُس حوض کے پیندے کو توڑ دیا۔ ایک راستہ سا دکھائی دیا۔ جو شائستہ خان کے ڈیرے کی طرف چلا گیا تھا۔
یہان بھی چوکیدار اور پہرے کے جوان غفلت کی نیند سو رہے تھے۔ اور غنیم سے مطلق بے خبر تھے۔ سیواجی پرتاب راؤ گوجر اور رگھناتھ راؤ ڈیرون کے اندر گھس گئے۔ ان ڈیرون مین ایک طرف تو عورتین تھین۔ اس لئے اُنکو چھوڑ کر سیواجی اور اُنکے رفقا دوسری طرف گئے۔ جہان نواب صاحب استراحت فرما رہے تھے۔
دفعتہً سیواجی اور اُسکے ہمراہیون کا ڈیرون کے اندر گھسنے کا حال عورتون کو معلوم ہوا۔ اور انہون نے "غنیم آیا۔ غنیم آیا" کہکر غل و شور مچانا شروع کیا۔ جس سے شائستہ خان جاگ پڑا اور عورتون کی طرف جا کر اور تلوار ہاتھ مین لیکر سیواجی کی طرف بڑھا۔ سیواجی نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ شائستہ خان کے ہاتھ سے صرف تلوار ہی نہین گر گئی بلکہ تین انگلیان بھی کٹ گئین۔ زندگی کی رسی مضبوط تھی تین انگلیون ہی پر خیر ہوئی۔ مگر کچھ ایسی ہیبت سوار ہوئی کہ کھڑکی کی راہ سے باہر پھاند کر جان بچانی پڑی۔
اتنے مین شائستہ خان کا بیٹا دوڑ پڑا۔ رگھناتھ راؤ نے جھپٹ کر تلوار رسید کی وہ پہلی ہی ضرب مین چور نگ ہو کر رہ گیا۔ جس کھڑکی سے شائستہ خان نے بھاگ کر جان بچائی تھی سیواجی اور اُنکے تینون ہمراہی بھی حریف کے تعاقب مین اسی کھڑکی سے باہر کود ے۔ چونکہ اندھیرا پھیلا ہوا تھا شائستہ خان کا کہین پتہ نہ چلا۔
اتنے مین بہت سے پہریدار "غنیم کہان۔ غنیم کہان" کا شور مچاتے ڈیرون کے اندر گھس آئے۔ سیواجی معہ اپنے تینون رفقا کے باہر نکل کر اپنے

لشکر مین جو اطراف و جوانب مین کہین قریب ہی کھڑا انفا ٹل چکلے تھے۔ غنیم نے سیواجی کی ہوا تک نہ پائی۔

اس واردات کی خبر تمام فوجی کیمپ مین پھیل گئی۔ بڑے بڑے جلیل القدر مغل بڑے بڑے جیالے بہادرون کو اُس وقت مقابلے کی جرأت نہ پڑی شایستہ خان کا بھی اُس رات کو پتہ نہ لگا کیونکہ وہ جان بچا کر اپنے فوجی پڑاؤ مین بھاگ گیا تھا جو وہان سے کم سے کم میل بھر کے فاصلے پر تھا۔

پو پھٹتے ہی بہادران اسلام نے سیواجی کا تعاقب کیا۔ جیالے جیوٹ کے مرہٹے بھی میدان مین ڈٹ گئے۔ خوب منھ چوڑ لڑائیان ہوئین۔ جس وقت مرہٹے دانت کٹکٹا کر جھپٹے۔ باڑھین مارتے دل کے دل بادل کی طرح پھٹ جاتے۔ قدم جمانا دشوار ہو جاتا۔ مغل بھی دلیری اور جانبازی مین کم نہ تھے خوب جوڑ توڑ کی لڑائیان ہوئین۔ شام تک دونون لشکر موت کے منھ مین جانبازیان دکھایا کیئے۔ کبھی غالب کبھی مغلوب۔ شام کو سیواجی پیدا لیشی بہادر شیردن کا عوڑی دار حریف کی فوج مین گھس گیا۔ ایک طرف سے ویر راجپوت رگھنا تھ راؤ نے نرغہ کیا دوسرے پہلو کو پرتاب راؤ گوجر نے دبایا۔ تینون بہادر ریلا کر کے فوج مخالفت مین پل پڑے اور مار کاٹ شروع کر دی۔ بات ہی بات مین دس بیس سر ایک ایک ہاتھ مین کھیرے کی طرح تراش کر پھینکدیے۔ اب تو مغلون مین ہل چل مچی۔ کسی کو نہ معلوم ہوا کون مار اگیا۔ جیالے مرہٹون کی تلوارین خون برسا رہی تھین سیواجی چاہتا تھا شایستہ خان پر برس پڑے۔ شایستہ خان پیچھے ہٹا سیواجی کا خوف سما گیا تھا۔ پکار اٹھا لینا حرام زادے کو۔ اتنا کہنا تھا دو مغلون نے پیچھے سے آکر سیواجی پر ہاتھ جما ہی دیا۔ تلوار جو سر پر پڑی مغلون کا خیال کر کے پلٹا اور ایک ایک ہاتھ مین دونون مغل ڈھیر کر دیے۔ شایستہ خان کو یہ فرصت غنیمت معلوم ہوئی۔ سیواجی کے ایک چرکا لگ چکا تھا جوش غضب انتہا کا غصے کی حد نہ رہی مغلون کو شہید کرتا ہوا شایستہ خان پر جھپٹا۔ اور ایک مونڈھے کا ہاتھ رسید کیا جو اتفاق سے ہاتھی کی مستک پر پڑا

ہاتھی چوٹ کھا کر بھاگا۔ فوج بھی منتشر ہو گئی سیواجی مظفر و منصور اپنے پڑاو پر آیا اور اس بکی لڑائی کا اس طرح خاتمہ ہو گیا۔

شایستہ خان کے دل مین سیواجی کی طرف سے اسقدر خوف ہو گیا تھا کہ اُسنے اپنے لشکر کے سرداروں سے کہا۔

سیواجی نے اگر میری انگلیان کاٹ ڈالین کل سر قلم کر لیگا۔ مجھکو اپنے لشکر پر اعتبار نہین رہا۔ اسلیئے اب یہان سے کوچ کرکے دہلی واپس جاؤنگا۔

غرضنکہ دوسرے روز دہلی کی طرف کوچ کر گیا[ا]۔

باب نوان

یون ئے عشق سے دل خاک مین ملجاے شتاب

ہائے دل منھ سے نکلتا ہے کبھی ہائے شتاب

گل اندام چندر موہنی فراق کے صدمے سہتے سہتے سوکھ کر کانٹا ہو گئی۔ عارض شگفتہ کمہلا گئے۔ چہرے پر اداسی برس رہی ہے۔ رات دن آہ و بکا کے سوا دوسرا کام نہین۔ گرد ملال سے آئینہ رخسار کی جلا جاتی رہی۔ دن بیقراری سے کٹتا ہے تو رات اختر شماری سے بسر ہوتی ہے۔ کلام مین سوز و گداز ہے۔ ایک ایک لفظ تیر دلدوز جگر سوز کو برمائے دیتا ہے۔

جب اس واقعہ کی خبر چندر موہنی کو لگی کہ سیواجی نے شایستہ خان کو مار بھگایا۔ چونکہ اس معرکے مین کنور رگھناتھ راؤ بھی شریک تھے۔ اس خبر سے وہ اور بھی بجیال

[ا] یہ واقعہ گرانٹ ڈف کی تاریخ سے اخذ کیا گیا ہے اُسنے لکھا ہے کہ سیواجی نے اپنے رفیقون کے ساتھ ایک برات کے جلوس کے بھیس مین شایستہ خان پر اُس مکان مین حملہ کیا جسمین وہ اپنے بچپنے مین رہتا تھا اور اتفاق سے شایستہ خان اسی مکان مین فروکش ہوا تھا۔ خدا جانے آجکل کی تاریخ مین اس قصہ کا ذکر کیون نہین ہے

ہو گئی۔ مفارقت کی آگ سینے میں اور بھڑک اُٹھی۔ یارا ے ضبط نہ رہا۔ گھبرا کر پدم کماری کو بلانے کے لئے ایک کنیز بھیجی پدم کماری نے آکر دیکھا چہرہ اُداس ہے۔ سر خم کیے بیٹھی ہے۔ چشم پُرنم سے آنسو ڈھلک رہے ہیں۔ فراق محبوب میں بالکل بجیت ہو گئی ہے۔ نہ کچھ بولتی ہے نہ چالتی۔ غنچۂ خاطر کسی طرح شگفتہ نہ ہو گا۔ اس خیال سے اُسنے مدن موہنی کو بلوا بھیجا۔ مدن موہنی کو دیکھکر چندر موہنی کا چہرہ کسی قدر شگفتہ ہو گیا تھا۔ ہاتھ بڑھا کر پاس بٹھا لیا۔ پوچھا۔

چندر موہنی۔ کیوں بہن؟ سنتی ہوں کل یہاں پر بڑا معرکہ ہو گیا۔

مدن موہنی۔ ہاں! سیواجی مہاراج نے مغل فوج کے سردار شایستہ خان کی خبر لے لی۔ سنتا ہے اُسکے ہاتھ کی اُنگلیاں کاٹ ڈالیں۔

چندر موہنی۔ کیا سیواجی کے ساتھ تمھارے بھائی بھی آئے تھے۔

مدن موہنی۔ آئے کیوں نہیں۔ وہ تو اُنکے ساتھ ہی تھے۔

چندر موہنی۔ کیا تم جانتی ہو۔ لڑائی میں ادہر کے کتنے آدمی مارے گئے۔

مدن موہنی۔ تعداد تو اچھی طرح معلوم نہیں۔ مگر کچھ آدمی ادھر کے بھی کام آ گئے ہیں۔

چندر موہنی۔ تمھارے بھائی جی تو اچھی طرح ہیں۔

مدن موہنی۔ ہاں وہ تو اچھے ہیں۔

چندر موہنی۔ اور وہ (رگھناتھ راؤ کی طرف اشارہ)

مدن موہنی۔ وہ بھی اچھے ہیں۔ سنتا ہے کچھ زخمی ہو گئے تھے۔

چندر موہنی۔ زخمی ہو گئے تھے کہاں زخم لگا تھا۔

مدن موہنی۔ داہنے ہاتھ پر کچھ جھڑپ آ گئی تھی۔

چندر موہنی۔ (افسوس کے لہجے میں) ہائے کہیں گہرا زخم نہ لگ گیا ہو۔

مدن موہنی۔ نہیں بیوی! بہت گہرا زخم نہیں ہے۔ اب تو اچھا بھی ہو گیا ہو گا۔ چھلتی ہوئی تلوار پڑی تھی۔ چرکا لگ گیا۔

چندر موہنی۔ کیا ابھی تک وہ ہیں یا چلے گئے۔

مدن موہنی - سب کے سب رات ہی کو سیواجی کے ساتھ نرسنگھ گڈھ چلدیے چلتے وقت بھائی (رن بجے سنگھ) جی مجھ سے ملے تھے اُنھین کی زبانی یہ خبرین سننے مین آئین۔

رگھناتھ راؤ جی کا سیواجی کے ساتھ چلا جانا سُنکر چندر موہنی کو بڑا قلق گذرا لیکن غیرت نے گلا پکڑلیا زبان سے کوئی بات نہ کہی۔ جی بھر آیا تھا۔ ساغر چشم چھلک اُٹھے۔ اور دو چار قطرے زمین پر گر پڑے۔ جو کچھ دُکھ سیتا کو مہاراج رام چندر جی کی بیوگ مین ہوا تھا۔ جو قلق دمینتی کو راجہ نل کے فراق مین گذرا۔ جس آگ سے شکنتلا کو راجہ دُشینت کی مفارقت مین بے چینی ہوئی تھی۔ جس سوز دل کی تڑپ سے گوپیون نے کرشن چندر کی جدائی مین کھانا پینا حرام کر دیا تھا۔ وہی قلق۔ وہی سوز اور وہی آگ چندر موہنی کے جسم کو پھونکے دیتی ہے۔ اُسے یقین ہو گیا اب ان آنکھون کو وہ جمال دیکھنا نصیب نہ ہوگا اُنھون نے ہمکو بالکل فراموش کر دیا۔ چندر موہنی کا سینہ دھڑک رہا تھا۔ کلیجہ منھ کو آیا جاتا تھا۔ وہ سمجھتی ہے۔ اب ہمارا سفر آخرت ہے کس سے راز دل کہے۔ کون سمجھائے۔ ہائے اُسکے پر اضطراب دل کا کیا انجام ہوگا۔ جس طرف دیکھتی ہے یاس و حسرت کے سوا کوئی چیز نہین نظر آتی۔ کاش اُسے معلوم ہو گیا ہوتا کہ رگھناتھ راؤ اب کس حالت مین ہے تو بھی اُسکو ڈھارس ہو جاتی رگھناتھ راؤ کی تصویر ہر وقت آنکھون مین پھرا کرتی ہے اُسکا خیال ہر وقت اُسکے دل مین رہا کرتا ہے۔ اُسکی راتین جو ہمیشہ چین سے گذرا کرتی تھین آجکل فکرون مین گذر جاتی ہین۔ ایک وہ دن تھا کہ اُسکو کسی قسم کا غم ہی نہ تھا بلکہ غم کو کچھ چیز ہی نہ سمجھتی تھی۔ آج یہ حالت ہے کہ ہر وقت غمون مین مبتلا رہتی ہے اور کسی وقت خوشی کی صورت نظر نہین آتی۔ روزانہ اُسکا دستور تھا اپنے پر فضا باغ کی ہوا کھانا پھولون کی بہار لوٹنا اور شام کو اپنے گھر چلدینا۔ یا اب اس باغ سے جانیکو جی نہین چاہتا۔ اس چبوترے پر جہان رگھناتھ راؤ سے بات چیت ہوئی تھی گھنٹون بیٹھکر رگھناتھ راؤ کی محبت کا مالا جپا کرتی تھی۔ چارون طرف نگاہ پھاڑ پھاڑ کر دیکھتی تھی اور طرح طرح کے اوہام باطلہ اُسکے معصوم دل کو ستایا کرتے تھے۔

"رگھناتھ راؤ آرہے ہین پھاٹک کے پاس کھڑے ہین۔ نہین نہین پھاٹک کے سامنے جو تالاب ہے اُس تالاب پر بیٹھے ہوے کچھ گا رہے ہین۔ پھول توڑ رہے ہین۔ کدھر سے پیاری پیاری آواز آرہی ہے اُسی کی دلکش آواز ہے۔ جسکا نقشہ میرے دل مین کھینچا ہوا ہے۔ جسکی آواز میرے کانون مین گونجا کرتی ہے جسکی یاد دل کو بیقرار کئے دیتی ہے۔ اب یقین جان! تیری غمگینون پر رحم کھانیوالا تیرا پیارا آگیا۔ ذرا صبر کر۔ ایشور تیری تمنائین پوری کریگا۔ اس فوری خیال کے آنے سے اُسکا دل مطمئن ہوجاتا ہے۔ آنسو پونچھ ڈالے جاتے ہین۔ رنج و غم کا پردہ دل سے ہٹ جاتا ہے تب وہ سمجھتی ہے کہ یہان کوئی نہین۔ وہ روزانہ دل بہلانے یہان آتی ہے۔ مگر بعوض خوشی وہی فراق کی اذیتین اُس کو چھیڑتی اسکے قلب پر نشتر مارتی اسے گھبرا دیتی ہین۔

اسی طرح کچھ روز گذر گئے۔ آج پورن ماشی کا دن ہے۔ چاند اپنی بہار دکھانے کو کرۂ فلک پر جلوہ گر ہوچکا ہے پھول کھلنا شروع ہوگئے۔ باغ مین از سر نو تازگی آگئی۔ سبز پوشان چمن سنہری لباس اُتار کے شبنم کے پانی سے نہا رہے ہین۔ چندر موہنی اُسی چبوترے پر بیٹھی ہوئی اپنے رگھناتھ راؤ کی یاد مین بیخودسی ہوگئی ہے سامنے والا پھاٹک کسی کے دیدۂ انتظار کیطرح کھلا ہوا ہے۔ جہان تک نگاہ جاتی ہے تالاب کے کنارے کنارے درختون اور باغ کے لہکتے ہوے سبزے پر چاندنی کا فرش بچھا ہوا دکھائی پڑتا ہے۔ پدم کماری مدن موہنی اور بہت سی سہیلیان ادھر ادھر گھوم رہی ہین۔

چندر موہنی اپنے معشوق دلدار کی بحر محبت مین ڈوبی ہوئی ہے کبھی ہوش و حواس کا تموج اُسے دھکا دیکر ساحل پر لگا دیتا ہے۔ چندر موہنی جو قبل اسکے فکر و اوہام کے سیاہ پردے مین بیٹھی ہوئی تصویر سی بن گئی تھی۔ اب اُسکے ہاتھ پانوٗن حرکت کر رہے ہین۔ اُسکی خود رفتگی جاتی رہی ہے۔ سہیلیان ادھر اُدھر گشت کر رہی ہین۔ چندر موہنی اپنے ہی کو نہین جان سکتی تھی۔ مین کون ہون۔ کہان ہون۔ کیا کرتی ہون؟ لیکن اب ہوش و حواس مین ہے وہ سمجھتی ہے مین اپنے پتی (شوہر) کی بیوگتی ہون۔

اسوقت چندر موہنی کو اپنے پیارے پریتم کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا اسوقت اُس کے مضطرب دل کو تسکین ہو گئی تھی۔ وہ ایسی بیخود ہو رہی تھی کہ اُسے اپنے وجود کی بھی خبر نہیں رہی۔ رگھناتھ راؤ کی خیالی تصویر آنکھوں میں پھر رہی تھی کہ اُسے معلوم ہوا گویا درختوں کی جھاڑیوں میں کھڑے ہیں وہ چاہتی ہے پاس جاکر رگھناتھ راؤ جی کا خیر مقدم کرے مگر ضعف دل نے دل کی آرزو نکلنے نہ دی۔ تین بار سنبھلی اور تین بار گری اضطراب سے دل دھڑک رہا تھا اور آرزوے قدمبوسی آنسو بنکر نکل رہی تھی جب ذرا طبیعت سنبھلی تو آپ ہی آپ بول اٹھی۔

"سوامی آرہے ہیں" اہا آج کی چندر موہنی تو انوکھی ہے۔ آؤ پیارے۔ ادھر آؤ۔ میں نے بہت دنوں بعد آپ کے درشن پائے ہیں۔ جلد آکر مجھے گلے لگالو۔ پیارے تمھارے آنے نے میری مصیبتوں کا خاتمہ کر دیا۔ یہ ابھاگنی کب سے آپ کا دھیان لگائے بیٹھی ہے۔ آج کی سی خوشی مجھے کبھی نہ حاصل ہوئی ہو گی۔ پیارے تمکو میرے کہنے کا اعتبار نہیں۔ میری سہیلیوں سے پوچھ لو۔ آؤ۔ آتے کیوں نہیں کیا کچھ خفا ہو۔ سوامی! تمھارے لئے چاند نے روشنی کی چادر بچھا رکھی ہے۔ تالاب کے کنول تمہارے ہی لیے کھل اُٹھے ہیں۔ پہاڑوں نے تمہارے ہی لئے پھولوں کے تختے بچھا رکھے ہیں ہوا تمھارے ہی لئے جھومتی چلی آرہی ہے۔ مدت بعد آج کے دن ان دلفریب نظاروں سے مجھے عاشقانہ حظ حاصل ہوا ہے۔ پیارے بولتے کیوں نہیں؟ اتنے آہستہ آہستہ کیوں قدم پڑ رہے ہیں۔ کیا میں ہی آؤں؟ پیارے تمھارے بیوگ کی اگن جسم پھونکے دیتی ہے۔ خون دھواں بنکر اڑ گیا ہے۔ ہاتھ پاؤں میں طاقت نہیں رہی پیارے کیسے آؤں۔ دُلارے لاڈلے تمہیں آؤ۔ اس مرتی ہوئی ابلا کو جیون دان دو۔ ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ بھاگے کیوں جاتے ہو۔؟ ہائے میرا گھر اُجڑا جاتا ہے۔ اسے لو وہ بھاگ گئے۔ اتنے میں کسی نے کہا۔

"چندر موہنی!"

چندر موہنی چونک اوٹھی - اُسکی بیخودی کی نیند اُچٹ گئی - چندر موہنی سمجھی یہ آواز سوامی کی ہے اسی آواز نے اس کی محویت کا طلسم توڑ دیا - وہ حواس مین آگئی - اگلی خود رفتگی جاتی رہی اُسنے آنکھ پھاڑ کر دیکھا - کنور جی کی صورت نہ دکھائی پڑی - مدن موہنی پاس کھڑی ہوئی ہے اور چندر موہنی چندر موہنی کہہ رہی ہے -

مدن موہنی نے اُسکا رنگ بھنگ کر دیا - کتنی ہی باتین دل مین سما گئین وہ غیرت سے کٹ گئی - حجاب سے آنکھین بند ہو گئین - دل پر روحانی مسرت کا نشہ سا چڑھ گیا تھا اوتر گیا - مدن موہنی نے پوچھا - چندر موہنی جی! کیا ہے ؟

چندر موہنی - کیا کوئی آیا ہے - ؟

مدن موہنی - نہین تو -

چندر موہنی - تو پھر کیون - غل مچا رہی ہو -

مدن موہنی - کیا سو رہی ہو - ؟

چندر موہنی - نہین -

مدن موہنی - آنکھین بند کیئے کیا کیا بک رہی تھین - اتنا چلاتی کیون تھین -

چندر موہنی - (سر نیچا کر کے) ایسے ہی -

اسقدر بات چیت کے بعد مدن موہنی چلی گئی -

چندر موہنی پر پھر بیخودی سوار ہو گئی - پھر وہ وہم اور تردد کا مرکز بن گئی - پھر اسیطرح آنکھون سے بوندین ٹپکنے لگین - جسطرح مینھ برسنے کے بعد گلاب کے پودے سے پانی کی بوندین ٹپکتی ہین - پھر اُسکا دل اُمنڈ آیا - پھر اضطراب نے دل مسوس ڈالا - پچھلی باتین یاد آ گئین - پھر مفارقت کی آگ بھڑک اوٹھی پھر پریم کا دریا لہرین لیتا ہوا اُمنڈا اور دھیان کنور جی کی طرف لگا دیا - آج کل اُسکی ایسی حالت دیکھکر اُسکی سہیلیان سمجھتی ہین یہ مجنون تو نہین ہو گئی - یہ سڑن سودائن کی باتین کیا کرتی ہے - اسے خبطی سمجھکر زیادہ تر اُسکے پاس بیٹھی

خوف کھاتی ہین۔

چندر موہنی از خود رفتہ ہوکر پھر دیوانیون کی طرح باتین کرنے لگی آنکھین بند کرلین اور خیال پیتم کی پیاری جھانکی مین لگا دیا۔

"سوامی"! آپ اپنی داسی کی خبر کیون نہین لیتے۔ آپ کے فراق مین اس دکھیا کی زندگی کس طرح کٹ رہی ہے۔ پیارے کمار؟ ایکبارگی بھول گئے۔ مین نہین جانتی تھی کہ دیوتاؤن کا ہردے بھی پتھر کی طرح کڑا ہوتا ہے۔ نہ جانے کس گھڑی یہ دل تم سے اٹک گیا۔ اس برھنی نے بہت دکھ جھیلا ہے۔ کیا اب بھی تم کو اس پر ترس نہین آتا۔ ہائے پیارے تم روٹھ کیون گئے۔ تمہاری محبت کے سیلاب مین ڈوبی جاتی ہون۔ ہائے جان گئی میری قسمت مین سدا رونا بدا ہے۔ پیارے اب بھی اس دکھیا ابلا پر ترس کھاؤ۔ بس ایک دفعہ درشن دے جاؤ۔ پیارے کب سے پکار رہی ہون۔ کب سے دیدۂ دل فرش راہ بنے ہوئے ہین۔ پیارے ذرا تو مہربانی کرو۔ کیا آپ نے محبت کا ناتا توڑ دیا۔ ناتھ! داسی بغیر آپکے زندہ نہین رہ سکتی۔

اس قسم کی باتین چندر موہنی سڑن کی طرح بک رہی ہے۔ اُسکی نگاہ کے سامنے کنور رگھناتھ راؤ کی تصویر کھڑی ہے۔ آنکھون کے پپوٹے بند ہین۔

اُسکی گنگناہٹ سنکر پدم کماری وہان آپہونچی اور باہستگی پکارا۔

چندر موہنی جی!

چندر موہنی اپنے پیتم کے دھیان مین محو ہے۔ گویا کنور جی سامنے کھڑے ہین۔ اور چندر موہنی اُنکو اپنی دردکتھاؤن کا حال بتا رہی ہے۔ وہ سمجھتی ہے کئی مہینے بعد آج اپنے پتی سے ملی ہون۔ اپنی رام کہانی سنا رہی ہون۔

اسوقت چندر موہنی کی حالت ایسی عبرتناک تھی۔ لبون سے آہین نکل رہی تھین۔ اور آنکھون سے گرم آنسو بہتے تھے۔ اسے دیکھ کر پدم کماری کی آنکھین بھر آئین۔ وہ پیاری سکھی تھی اُسکی صحبت بہار مین زندگی بسر کی تھی۔ اس نے جب آہستہ سے پکارا۔ چندر موہنی کی غفلت ٹوٹی وہ چونک اٹھی۔ وہ بھی کنور جی ہی نے پکارا ہے۔ وہ پھرتی کے ساتھ اوٹھی اور اس خیال سے

دونون ہاتھ پھیلا کر دوڑی کہ کنور جی کو آغوش محبت مین لے لے۔
پدم کماری چندر موہنی کو دیوانہ وار لپکتے ہوے دیکھکر ایسی سہمی بے اختیار چیخ اُٹھی۔ سب سکھیان دوڑ کر وہان چلی آئین۔
چندر موہنی کا بھی واہمہ غلط نکلا کنور جی کا پتہ نہ تھا وہ خاموش کٹھ پتلی کی طرح کھڑی رہ گئی اُسے یقین ہو گیا کہ اپنے پران ادھار کے درشن نصیب نہونگے۔ اسکے جگر سے ایک آہ سرد نکلی اور وہ وہین زمین پر بیٹھ گئی۔ اور ہانپنے لگی۔
پہلے تو اسکی حرکتون سے سب ڈر گئی تھین۔ لیکن اب خیال دوسری طرف پلٹا سمجھین۔ الغرض بہت ہو گئی ہے۔ کھڑا رہنا شاق ہوا۔ بیٹھ گئی اور کمزوری سے ہانپنے لگی۔
چندر موہنی نے حجاب سے سر جُھکا
مدن موہنی۔ (پدم کماری سے) کیون ری! چلانے کا کیا سبب تھا۔
پدم کماری۔ مین سمجھی! اپنر (چندر موہنی کی طرف دیکھکر) بھوت سوار ہو گیا ہے دیوانی ہو گئی ہین۔ ذرا میری چھاتی پر ہاتھ رکھو ابھی تک کلیجہ اُچھل رہا ہے۔
مدن موہنی۔ تونے کیسے سمجھ لیا۔ یہ دیوانی ہو گئی ہین۔
پدم کماری۔ مین جب یہان آئی۔ یہ آنکھین بند کیے بیٹھی تھین مین نے پکارا۔ چندر موہنی جی! میری آواز سے یہ چونک پڑین اور بے تحاشا میری طرف لپکین۔ بہن! میری تو روح نکل گئی۔ ضرور سڑن ہو گئی ہین۔
مدن موہنی۔ نہین پدم! یہ سڑن نہین ہین۔ بلکہ کنور جی کی محبت مین کچھ ایسی دلگرفتہ ہو رہی ہین کہ انھین کچھ سجھائی نہین دیتا۔ ہر وقت اُنکی محبت مین ڈوبی رہتی ہین۔ یہ سمجھین۔ شاید کنور جی آ گئے ہین۔ پاس کھڑے ہین۔
قصہ مختصر چندر موہنی کی سب سہیلیان بیٹھ گئین۔ لیکن درد فراق سے بیچین رہنے والی چندر موہنی کو اتنی فرصت کہان کہ اپنی سہیلیون سے اسقدر بکواس کا سبب پوچھتی۔ اُسے ہمکلام ہونے کی ہمت نہ پڑی۔
چندر موہنی سر جھکائے بیٹھی ہوئی ہے۔ دلمین پریم کا سمندر جوش کھا رہا ہے مد و جزر نے تلاطم برپا کر رکھا ہے۔ اب سوال یہ ہے یہ مد و جزر کیسا؟ چاند آسمان پر۔ اور

رنج کا سمندر دل میں - پھر اسیر ماہتابی کرنوں کا جزر و مد ایک تعجب خیز معمہ معلوم ہوتا ہے - جواب ملتا ہے یہ محبت مد و جزر ہے اسکے اسباب ہی اور ہیں اس جزر و مد کا پیدا کرنے والا ماہتاب اگرچہ دیکھنے میں دور ہے لیکن سچ پوچھیے تو بہت ہی قریب ہے - اسی چاند کی کشش سے چندر موہنی کے قلب و جگر متلاطم ہو گئے ہیں - دل جہاز کی طرح جھونکے لے رہا ہے - اور چندر موہنی کا اضطراب اسقدر موجزن ہے کہ اسکے خیالی قدم جمنے نہیں پاتے - آسمان جگمگاتے چاند سے روشن ہے - تمام کرۂ ہوا نورانی ہے اور دل میں سمندر کی ناہموار سطح چمک رہی ہے - ٹھنڈی ٹھنڈی شعاعیں ہلکا ہلکا نور برسا رہی ہیں اور مجبور فراق چندر موہنی کے معصوم دل پر کیا کیا نشیب و فراز دکھلا رہی ہیں - وہ بیچاری بھولی بھالی ماہتابی کرنوں کے دم میں آکر اپنے پیارے کو چاروں طرف ڈھونڈھتی ہے اور جب اُسکی خیالی تصویر سامنے آجاتی ہے تو یہ ایک لمبی سانس لے کر اُسکے پکڑنے کو ہاتھ بڑھاتی ہے - خیالی تصویر اس سے بچکر بھاگتی ہے ہاتھ نہیں آتی - اور چمکتی دمکتی صاف نکل جاتی ہے - دکھی بے سر و پا باتیں ختم ہی نہیں ہوتیں - کانوں میں بران ادھار کی صدا نہیں آتی - دل بگڑ کر کہتا ہے - دیکھو تو سہی - وہ کیا جھاڑیوں میں مہتاب کی طرح اُس چاند کے ٹکڑے نے بھی کھیت کیا ہے - ذرا تلاش تو کر چندر موہنی کے دل کو اس جوار بھاٹے سے کسی طرح قرار نہیں - گھڑی گھڑی بڑھنا اور گھٹنا رنج پایا جاتا ہے - چندر موہنی کے دل پر بحر غم کا تموج بڑھا آنکھیں بند ہو گئیں اور بیخودی سوار ہو گئی - جوار بھاٹے میں کمی ہو لی ادھر حواس قائم ہوئے - اسیطرح بار بار جوار بھاٹا اسکے دل و جگر پر تلاطم مچا دیا کرتا ہے جسکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا -

سہیلیوں نے بہت کچھ تقویت دی لیکن اسکی کاوشوں میں کسی طرح کی کمی نہ ہوئی اُسکی خوشی اور زندہ دلی رخصت ہو گئی ہے اُسکے کانوں میں رگھناتھ راؤ کی آواز ہر دم گونجا کرتی ہے - وہ اپنے تئیں کوستی ہے کہ ہمیشہ بران ادھار کے ساتھ کیوں نہ چلی گئی اور کیوں نہ اُس روز کے سفر سے میں ادھر سے

پچھتا رہی ہوگی۔ کبھی سوچتی ہے کہ اپنے پتی (شوہر) سے چلکر اپنا دکھ درد کہوں اور اپنی خطاؤن کی معافی مانگ لون۔

یہ سوچکر اٹھی مگر سہیلیون کو سامنے دیکھ کر اُس کی زبان بند ہو گئی۔ کچھ کہہ نہ سکی۔ سہیلیان گھر لے چلنے پر مصر ہوئین۔ پدم کماری باغ کا پھاٹک بند کرنے چلی۔ پھاٹک پر پہونچتے ہی اُسے دیکھا ایک سوار سامنے سے آرہا ہے وہ ٹھٹک رہی۔ دروازہ بند نہین کیا۔ سوار کی طرف آنکھین جما دین۔

پدم کماری کے رُک رہنے سے مدن موہنی نے پوچھا۔

"کیون بہن پدم جی! دروازہ کیون نہین بند کرتین۔ ٹھہر کیون گئین؟"

پدم۔ کچھ نہین۔ ابھی آتی ہون۔

مدن موہنی۔ ادھر کیا ہے۔ بڑے دھیان سے دیکھ رہی ہو۔

پدم۔ کوئی جنگی پوشاک پہنے گھوڑے پر سوار ادھر آرہا ہے۔ مین دیکھتی ہون ادھر آنے کا سبب کیا ہے اور یہ ہے کون۔؟

مدن موہنی۔ کنور جی تو نہین آرہے ہین

چندر موہنی۔ (سر اٹھا کر بیتابی کے ساتھ) کہان کہان۔ کیا کنور جی آگئے۔

مدن موہنی۔ کیا جانے کون ہے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ادھر ہی آرہا ہے۔ تعجب نہین وہ ہی ہون۔

یہ کہکر مدن موہنی نے للتا سے کہا بہن! تم یہان اکی چوکسی پر ہوشیار رہو دیکھو تو سہی کون سوار آرہا ہے۔

للتا کو چوکسی پر چھوڑ کے مدن موہنی پھاٹک پر پدم کماری کے پاس آئی۔ دونون نے خوب غور سے دیکھا اور پہچان لیا۔ کنور رگھناتھ راؤ جی ہی ہین۔ مدن موہنی نے پکار کر کہا۔ بہن للتا۔ کنور جی آگئے۔

اس جان بخش کلمے کے سنتے ہی چندر موہنی کی تمام لغزشین دور ہو گئین فرط مسرت سے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ انتہائی خوشی مین رنج بھی ہوا کرتا ہے اُسکے دل مین طرح طرح کے پیچ و تاب اٹھنے لگے۔ یا مسرت و انبساط مین [illegible]

جنگ زرگری چھڑ گئی۔ کبھی سوچتی ہے۔ سچ سچ کیا کنور جی آ گئے۔ وہ نہین ہوسکتا تو اور بھی قلق ہوگا۔ ایسا تو نہین کوئی غیر شخص راہ بھول کر ادھر نکل آیا ہو اور بدن موہنی اور پدم کو شبہ ہوا ہو۔ یہ بھی جانے دو وہ کنور جی ہی سہی۔ ادھر آتے آتے کہین راستہ نہ بھول جائین اور کسی دوسری طرف ہو رہین تو مین کیا کرون۔ اُنسے ملنا مشکل ہو جائے گا۔ اسوقت ساری خوشی مٹی مین ملجائیگی۔ کبھی نارائن سے دعائین مانگتی ہے "ہے دیالو! دینا ناتھ!! دیا کیجیے!! کنور جی سے جلدی ملا دیجیے۔ ہے درگے۔ ہے جگت جننی ماتا!! کنور جی سے آج ملنے کی تمنا ہے اس تمنا پر پانی نہ پڑنے پائے جگدمبے! اپنی پتری دکھیا ابلا کی کچھ تو سہایتا کیجیے۔"

چندر موہنی کے خزان رسیدہ دل پر ہریالی چھا گئی۔ تمنا و امید کے خوشنما پھول رنج و غم کے کہسار پر متوالون کیطرح جھومنے لگے۔ آمرا کی ندیون مین دودھ کی دھارین بہنے لگین۔ چاند کی صاف۔ جان بخش خوشگوار شعاعین تالاب کے شفاف پانی پر تھرکنے لگین۔ جنھون نے تھوڑی دیر پہلے چندر موہنی کے قلب و جگر پر اپنی چمک سے بجلیان گرا رکھی تھین اسوقت وہ اپنا [illegible] بدل گئین۔

وہ اسی خبط مین الجھی ہوئی تھی کہ سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا پھاٹک سے اندر گھسا۔ پدم اور بدن موہنی ہنستی ہوئین چندر موہنی کے پاس آئین۔ کنور جی چھوٹی چھوٹی بیلون کو کچلتے۔ لہکتے ہوئے سبزے کو پامال کرتے چندر موہنی کیطرف بڑھتے ہوئے چلے آتے ہین۔ لیکن کچھ بھوچک سے دکھائی پڑتے ہین۔

"کیون کنور جی! آج کیا معاملہ ہے۔ ڈرتے کیون ہو۔ کیا یہان تمھارا کوئی دشمن ہے؟ میدان جنگ مین تو خوف چھو نہین جاتا تھا۔ سیکڑون مین تمھاری تلوار کام کرتی تھی۔ مخالفون کی فوج مین پل پڑتے تھے۔ ذرا بھی ہچکتے نہ تھے۔ آج کیا ہو؟ چلتے چلتے قدم کیون رک جاتے ہین۔ تھرتھری کیون سوار ہے۔ یہ باغ کمسن دوشیزہ خوبرویون کا جولانگاہ ہے۔ یہان ہوا کھانے آتی ہین۔ یہان آنے سے روح خوش ہو جاتی ہے۔ دل کی کلی کھل اٹھتی ہے پھر آپکے چہرے کا رنگ

گھڑی گھڑی کیون متغیر ہو رہا ہے - کبھی بشرے سے بشاشت ہویدا ہے تو کبھی خوف و دہشت کے جھلکے نمود ہو جاتے ہین - آپ تو میدان جنگ مین فوج عدو مین - بڑے بڑے توانا بڑے بڑے تنومند زورآور دن بڑے بڑے صف شکنون تیغ زنونکے مقابلہ مین گھس جاتے تھے - وہ تیغ زنی کرتے تھے کہ کائی کی طرح دل کے دل پھٹ جاتے تھے - کبھی قدم پیچھے پڑتے دیکھنے مین نہین آئے آج وہ الوالعزمی کہان گئی - کیا آج ان نوخیز دوشیزہ اور نازک بدنون کی چھوٹی سی جماعت نے اسقدر بودا بنا دیا کہ تمھارا ہوا چھوٹا جاتا ہے پاس جاتے ڈر معلوم ہوتا ہے کیا بزدلی تمھاری گھٹی مین پڑ گئی کیا دلاوری تشریف لے گئی - نہین نہین تم ویسا ہی جیدت ہو - تم تلوار کے دھنی ہو تمھارے جوش مین کبھی کمی نہین ہو سکتی - آج معاملہ ہی دوسرا ہے میدان جنگ ہوتا تو کبھی انکے نہین - یہ پہلوان کا اکھاڑا ہے - یہ ماہ لقاؤن کا دنگل ہے یہان دلیری کام نہین دے سکتی - ان غزال چشم ناوک فگنون سے کون سامنا کر سکتا ہے - انکی نوک مژہ تیر جانستان سے کم نہین - تیغ ابرو کے مارے ہوے پانی بھی نہین مانگتے - جہان دام گیسو مین دل پھنسا پھنسا چھوٹنا محال ہو جاتا ہے تیر نظر کی چوٹین کبھی خالی نہین جاتین - نگاہ لڑی ہی تھی قیامت آ گئی - سینے کلیجے کے پرخچے اڑ گئے - آتش محبت نے جسم و جگر پھونک دیا - کسی شاعر نے کہا ہے

دل و جگر دونون جل گئے ہین ذرا نگاہین جہان لڑی ہین
تمھارے سرمے مین ای تھا کیا ایسی ہوئی پھلجڑیان لگی ہین

فراق محبوب نشتر جان ہو جاتا ہے - اچھا اگر گھبرا ہو - ہمین تمھاری کیفیت معلوم ہو گئی - تمھارا جوش یہان کام نہین دے سکتا - سودا بہادری کی یہان دال نہین گل سکتی - تم خود تیغ ادا کے مارے ہوے ہو - تمھاری دلیری تمھاری جسارت کا یہان خاتمہ ہو گیا - بہادری نے جواب دیدیا حسینون کی بزم مین انکا خالی ہاتھ گذر نہین - یہان حسن کے پہرے بیٹھے ہوے ہین کیونکر رسک رک

قدم نہ بڑہین - ہم جانتے ہین - تمھارا راحت طلب دل تم سے کوے جانان کی
خاک چھنواتا ہے - تم کسی کے تیر محبت کے گھائل ہو - نازک نشتر نے کلیجہ چھید دیا ہے
دل مین درداور طبیعت مین الجھن پیدا کر دی ہے - لگاوٹ باز آنکھون نے
تمھارے متاع صبر و خرد پر قبضہ کر لیا - دل ہاتھ سے جاتا رہا - یہان جتنی ہین
سب نوجوان کم سن ہین شب پرکالہ آتش - سب غزال چشم - سب بادہ شباب سے
مخمور - سب شمشاد غنچہ دہن و نازک اندام گل پیرہن ہین - واقعی یہ عمدہ نقش خوبی
کی تصویرین چوٹ کھائے ہوے دل پر ستم کر جانے والی ہین - ذرا سنبھل کے
قدم رکھنا - یہ عشق کا کوچہ ہے - یہان عقل کھو دینا پڑتی ہے - یہان بڑے
بڑے منی رشی بڑے بڑے عابد جو نفس پر قادر ہو چکے ہین - اُنکے کیے بھی
کچھ نہین ہوتا - تو یہ لُٹ جاتی ہے - خوبرویون کا سامنا غضب ہو جاتا ہے
جہان ان پری رخون کو دیکھا رال ٹپک پڑی - بندے ہو گئے - تمام عمر کا ریاض
تمام عمر کی عبادت مٹی مین ملا دی - حق پرست سے نفس پرست بن جانا پڑتا ہے -
پیارے کنور جی ! تمھین بھی کاری زخم لگا ہے - تمھارے دل مین مدوجزر کا
عالم طاری ہے - تمھارے جذبات اثر دکھلانے لگے - محبت کی کشش مقناطیسی
خاصیت رکھتی ہے - سیکڑون کوس سے انسان بالی باندھا کھینچا آتا ہے تم
مین بھی وہ قدرتی طاقت پیدا ہو گئی ہے جس سے انسان بے قابو ہو کر دیار
محبوب کی طرف افتان و خیزان کچھ اس طرح چل دیتا ہے کہ اوسے اپنے
نیک و بد کی بھی تمیز نہین رہتی - تمھاری آنکھ مین کسی کا بوٹا سا قد اور چاند سے
رخسار سمائے ہوے ہین - شوق دیدار کی کشش تمھین کھینچے لیے جاتی ہے
تم انجام پر خیال نہین کرتے - حفظ مراتب کا تمھین مطلق احساس نہین یہ دیکھیے نا
کس گرمجوشی کے ساتھ قدم پڑتے ہین - یہ کشش ہی ایسی ہے - جو شاید قوت
کشش سے بھی زیادہ پر زور ہے - دوست رگھنا تھ راؤ ! تم نفس کی معرکہ
آرائیون سے بالکل بے خبر ہو تم اُسکے دام مین پھنس گئے - مین دیکھتا ہون کہین
تم جیسے فرشتہ خصال کی نیت نہ ڈگ جائے - تم آگ - پانی - پہاڑ - جنگل
کھائین - خندق کسی کی بھی پروا نہ کرتے ہوے ان قاف کی پریون مین آکر

پھنس گئے ۔ ہمارا تجربہ کہہ رہا ہے یہ شوق اور یہ ولولہ ۔ اُسی ایک نگاہ کی کرامات ہین جو اُس دن کسی سیم تن ماہ رخسار کی بانکی اداؤں نے تمہارے دل مین پیدا کر دیے ہے۔ رگھناتھ راؤ! کہین کسی کی قوس ابرو کی کشش محبت کھینچ تانی کشش بہت بڑا اثر رکھتی ہے ۔ جذب محبت کی کچھ خاصیتین ہی عجیب ہین ۔

غبار گیس کے زور پر اڑتا ہے ۔ ریل گاڑی بھی دھوئین کے زور سے چلتی ہے لیکن تم مین اسقدر تیز رفتاری کہان سے آگئی اس تیز رفتاری اور خود رفتگی کی وجہ ہم جانتے ہین ۔ کسی کی سوز محبت سے تمہارے سینے مین بھٹیان سلگ رہی ہین ۔ خون نے تاؤ کھا کر بھاپ کی صورت اختیار کر لی ہے ۔ وہی بھاپ تمہاری رگ رگ مین بجلی کی طرح پھیلتی ہوئی تمہارے جوش کو ترقی دے رہی ہے اور تم غبارے اور ریل گاڑی سے بھی زیادہ سرعت اختیار کرتے جاتے ہو ۔ کمنور جی! آپ جیسے فرشتہ منش اور بہادر شخص سے ایسے کام کی امید نہ تھی ہم سمجھتے ہین اسمین تمہارا کوئی قصور نہین ۔ یہ جادو جمال چندر موہنی کی آنکھون کا نتیجہ ہے وہ اسیر حسن ہے اور تم اسیر عشق دونون کی چاہت سے مقناطیسی کشش پیدا ہو گئی ۔ دونون بے قابو ہو کر ایک دوسرے سے ملنا چاہتے ہین ۔

الغرض چندر موہنی کی نظر جیون ہی رگھناتھ راؤ پر پڑی بیتابی سے اُٹھ کھڑی ہوئی ۔ عجلت مین ساری کا آنچل پودے مین پھنس کر پھٹ گیا لیکن چندر موہنی کو اسکا دھیان بھی نہ ہوا ۔ آنکھ سے آنکھ ملتے ہی ایک آہ سرد دونون کے منہ سے نکلی ۔ اور کلیجہ ایسا معلوم ہوا گویا سینے سے باہر نکل پڑا ۔ اب سوال ہوتا ہے کیون آہ سرد نکلی اور کیون کلیجہ باہر نکل پڑا ۔ ناظرین ذرا عشق کی فلاسفی دیکھیے ایک چمڑے کی تھیلی مین ہوا بھر دیجیے اور اسکا تھوڑا منہ کھلا رکھ کر دبانا شروع کیجیے تو اسکی ہوا ایک بھاری آواز کے ساتھ باہر نکل جائیگی ۔ بس یہی حالت ان عشق کے ستائے ہوؤن کی ہے ۔ محبت کی آگ سینون مین جل رہی تھی ۔ نگاہ سے نگاہ ملتے ہی کلیجے بھبک اٹھے ۔ اور خون تاؤ کھا کر بھاپ کی صورت مین ٹھنڈی سانس کی راہ سے نکل گیا ۔ اور کلیجے کے ٹکڑے آنسو بنکر آنکھون کے راستے سے باہر آگئے ۔ اسکے سوا اور کوئی وجہ ظاہر اسباب

معلوم نہین ہوتی -

کچھ دیر تک دونون مین ٹکٹکی بندھی رہی - خوشی نے سارے غم بھلا دیے
وہ راتین جو رو رو کے کاٹی گئی تھین اور جو آگ سینے مین سلگ رہی تھی وہ
سب اس سیلاب مسرت مین بہہ گئی -

رات زیادہ آچکی تھی - یہ دیکھکر ساتھ والی نوخیز سہیلیان باصرار تمام کنور رگھناتھ
اور اسکی پیاری دلہن چندر مکھی کو باغ کی کوٹھی مین لے آئین -

باب دسوان ۱۰

جس آنکھ نے تمہین دیکھا ہو اُسکو سودا ہو
نہ دل ہٹے گا اگر لاکھ بار دیکھین گے

سچا عشق کس کو کہتے ہین - یہ کیا ہے - اسکی کچھ صورت شکل بھی ہو یا بالکل
نقطہ موہوم خیال ہی خیال ہے یا کچھ حقیقت بھی رکھتا ہے - یہ بھوت ہے
جن ہے فرشتہ ہے کیا ہے - اسکا سودا کیون ہو جاتا ہے - کیون اسکے جذبات
بڑھ جاتے ہین - کیون اسکا بندہ ہو جانا پڑتا ہے - کہنا پڑتا ہے - واقعی یہ
چیز ہی ایسی ہے - اسکی جو بات ہے نرالی ہے - شاعرون نے اس خیالی
محبت پر کچھ روشنی ڈالی - بعضون نے تنگ خیالی سے اسپر بہت کچھ الزام
لگائے ہین - یہ آفت ہے بلائے روزگار ہے انسان خودی سے گذر جاتا ہے
مہذب پارٹی مین اسکی کچھ بھی وقعت نہین - پاس بیٹھنے کے لوگ روادار
نہین ہوتے -

مین کہونگا عشق کے معنے پریم کے ہین - پریم ایک وسیع لفظ ہے
اسکی شکل کچھ بھی نہین - اور نہ اس کا کوئی دوسرا لفظ ہے - اگر ہم پریم کے
بجائے کسی دوسرے لفظ کو استعمال کرین تو اُسکے اصلی معنی غتر بود ہو جاتے
ہین - اس کی آب و تاب جاتی رہتی ہے - پریم عجیب و غریب چیز ہے

پریم کیا ہے۔ اسکے سچے معنے کہنا بہت مشکل ہے۔ وہ بحر بیکران ہے اُسکی تھاہ نہین۔ زمین کی پیمایش ہو سکتی ہے۔ آسمان کا طول و عرض دریافت کر سکتے ہین لیکن اس پریم کی وسعت معلوم کر لینا انسان کیا فرشتون سے بھی ناممکن ہی اسلیے اسے ایشور کا اوتار کہین یا ایشور کا استھان کہین تو بیجا نہو گا۔

جتنے مقدس بزرگ رشی منی۔ گذر گئے ہین۔ سبھون نے پریم ہی کی شاہراہ اختیار کی۔ اور اسی ڈھرے پر چلکر پاک ایشور سے اپنی روحین ملا دین۔ دھیان گیان۔ ودیا۔ تپ جپ جوگ سب پریم ہی کے راستے ہین۔ انجام ان سب چیزون کا پریم ہے۔ جس کے دلمین پریم کے تخم کی کاشت نہین ہوئی یا جو پریم کو پریم نہین سمجھتے بلکہ غلط معنے لگاتے ہین او نھین ہم انسان نہین کہہ سکتے وہ حیوانیت کے جامے سے گر گئے۔ وہ پتھر ہین اُنکی کاٹھ سے زیادہ وقعت نہین۔

ظاہر ہوتا ہے کہ اس پریم سے اور روح سے کچھ تعلق ہے کیونکہ جس کا پریم جس شئے پر ہوتا ہے اُس کی روح اُس مین سما جاتی ہے۔ اگر پریم ایشور کی طرف جھکا تو انسانی روح معراج حقیقت پر پہونچکر پرماتما سے واصل ہو گئی۔ اگر انسان سفلی باتون کا خوگر ہوا تو روح بھی سفلی جذبات کی معتقد بن گئی اور پھر وہ شہد کی مکھی کی طرح دنیا کے ہوا و ہوس مین پھنسکے قالب خاکی سے تڑپ تڑپ کر نکلتی ہے۔ سفلی کے پیرو تہذیب کے پائے سے گر جاتے ہین۔ اونکی شخصیت جاتی رہتی ہے اُنکے دھرم کرم کی بنیاد متزلزل ہو جاتی ہے۔

اسی سے کہتے ہین کہ پریم سے اور روح سے کوئی تعلق ضرور ہے۔ لہذا ہم پریم ایسے باوقیع لفظ کو تنگ خیالی کی نظر سے ہرگز نہین دیکھ سکتے اسمین بڑے بڑے اوصاف ہین اسپر اتہام لگانا شایان نہین۔ اُس کو بہترین چیزون کی طرف جھکانا چاہیے۔ بہترین چیزون کی طرف رغبت کرنے سے روح بھی ادھر رجوع ہو جاتی ہے۔ اور عالم سفلی سے نکلکر عالم علوی کی سیر کرنے لگتی ہے۔

چندر مکہی اور رگھناتھ راؤ کا پریم نیچی نگاہ سے دیکھنے کے قابل نہین انکو

پریم کو بلندی کا پایہ حاصل ہے۔ یہ ایک جان دو جسم ہو گئے ہین۔ انھین کا پریم بڑے بڑے لوگون مین ہوا ہے۔ دنیادار لوگون کی کون کہے۔ رشی۔ منی۔ جتی۔ جوگی اور بڑے بڑے عابد پارسا۔ اون مین اگر یہ تھا تو ایسا ہی پریم تھا۔

غزل

درس عشقت را بیان دیگر ست
این مدرس را زبان دیگر ست

از شراب عشق مے سوز د جگر
نقل این مے از مکان دیگر ست

در بیان خلق مے جوئید و نیست
طالب حق را مکان دیگر ست

رہرو راہ طلب را ہر قدم
ہمرہی با کاروان دیگر ست

ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را
با غمت راز نہان دیگر ست

کس نمی داند کہ منزل در کجاست
ہر کسے از کاروان دیگر ست

در نیاید ہر کسے اسرار عشق
این معلم را زبان دیگر ست

چندر موہنی کی نظر رگھناتھ راؤ کے جمال بے مثال پر پڑی رگھناتھ راؤ نے دیکھا کہ ماہ پیکر حور منظر زہرہ جبین رشک شیرین سرو گلزار خوبی رنگ و بوے چمنستان محبوبی راجکماری چندر موہنی کس پریم سے کنور جی کی طرف نظر ڈال رہی ہے آنکھین چار ہوتے ہی تیر مژگان کے وار دونون کے تو دہ دل پر پڑے کلیجے دونون زخمدار تھے۔ اب اور بھی فگار ہو گئے۔ اگرچہ چندر موہنی پروردہ ناز و نعم ہے اسکا نازک جسم عشق کے خمیر سے بنایا گیا ہے عشق کے جذبات نے مبہوت کر رکھا ہے۔ عشق کے رنگ مین شرابور ہو گئی ہے۔ تو ویر راجپوت رگھناتھ راؤ کی بھی یہی حالت ہے۔

جتنی انمین خوبصورتی ہے جتنے یہ اقلیم حسن کے شاہ سمجھے جاتے ہین اسیقدر انمین عشق کی خوبو ہے۔ دونون محبت کے بندے دونون ایک دوسرے کے والہ و شیدا ہو رہے ہین۔ اسوقت ان عاشق و معشوق کے جذبات اسقدر ابھر آئے ہین جنکا بیان کرنا موزون طبع شاعر کی جدت سے ناممکن ہے

اسوقت دونون کی کیا کیفیت تھی ہم بھی کہنے سے قاصر ہین۔

اگر کسی میٹھے شربت مین شیرینی کی چاشنی اور بڑھا دی جائے تو اوسکا ذائقہ اچھا نہین رہتا اور نہ قلب کو اُس سے کچھ تسکین ہوتی ہے۔ اسیطرح وہ شربت محبت سے لبریز (چندر موہنی) کا جام سامنے رکھا ہوا ہے۔ اور شربت دیدار کے طالب (رگھناتھ راؤ جی) ذائقہ چکھ رہے ہین مگر طبیعت سیر نہین ہوتی۔

دونون بحر محویت مین اس طرح غرق ہوگئے کہ اُن کو خود خبر نہین ہم اسوقت کہان ہین۔ اور کیا کر رہے ہین۔ دونون حیرت سے اپنے ہمنشین کا منہ تک رہے ہین۔ دونون کے تعجب کی حد نہین۔ دونون مشتاق دونون شربت وصل کے طالب۔ دونون کو دیدار سے سیری نہین ہوتی۔ دونونکے بشرے سے شوق اور آزردگی عیان ہوتی ہے دونون ایک دوسرے کے شاکی معلوم ہوتے ہین۔ دونون چاہتے ہین شکایت کے دفتر کھول دئے جائین اور اپنی اپنی بیتی سنائین۔ دونون کے خیال ایک سے ہین۔ دونون مکتب عشق مین تعلیم پائے ہوے دونون ایک ہی اُستاد کے شاگرد دونون کا سبق ایک۔ دونون ہجران دیدہ رنج وغم کشیدہ ہین۔ دونون دلمین کہہ رہے ہین۔

"بھگوان! جب ہم دونون علیحدہ علیحدہ تھے اُسوقت ہماری خواہش کیا تھی ہم چاہتے تھے یہ جو فرقت کی آگ سینے مین بھڑک رہی ہے کیونکر ٹھنڈی ہوگی کہین محبوب کے دیدار ہو جاتے تو یہ آگ ضرور دب جاتی کلیجے مین جو ناسور پڑ گئے ہین اور مواد پھوٹ پھوٹ کر آنکھون سے نکل رہا ہے اوس مسیحا نفس کی زیارت سے ضرور زخم مندمل ہوجاتے ساری شکایت جاتی رہتی۔ لیکن خدا جانے پھر کیون آتش فرقت دب گئی اور آتش شوق تیز ہوگئی۔ عاشق ومعشوق پاس کھڑے ہین۔ نظر لڑ رہی ہے اور پھر بیخودی کیون چھائی ہوئی ہے۔ سینے کے اندر گلے شکوے ہو رہے ہین رنج وغم فکر کی افزونی مین کسی طرح کی کمی نہین ہوتی۔ ایشور جانے کیا بات ہے۔ ہم سمجھتے ہین یہ سارے کرشمے شوق کے ہین وہ چاہتے ہین یہ جسم

جو علیحدہ علیحدہ ہین ایک ہو جائین ۔ کیونکہ دونون کی روحین ایک ہین جسم کی علیحدگی اچھی نہین ۔

دونون کے خیالی نطق مین شعر خوانی ہو رہی ہے ۔ کنور رگھناتھ راؤ کہتے ہین

نہ تو گھر بھاتا ہے مجھکو نہ چمن ان روزون
مثل آئینہ ہون ششدر ہمہ تن ان روزون

چپ سی کچھ لگ گئی ہے اہل وطن ان روزون
خامشی مجھکو ہوئی قفل دہن ان روزون

چھوٹ گیا مشغلۂ شعر و سخن ان روزون

چندر موہنی جواب دیتی ہے ۔

چپکے سے مرے ہوتی تھی خاموش ہزار
نہ مرے میرے سے مرغان چمن کو دشوار

ہین مگر اب تو نیا مجھکو ہوا یہ آزار
گم ہوئی ہے مری گلبانگ سے راہ منقار

کیون نہون گرم فغان زاغ و زغن ان روزون

رگھناتھ راؤ بولے ۔

ایسے جینے سے انسان کو مرنیکی خوشی
میرے دشمن سے بھی حالت نہین دیکھی جاتی

پاؤن لٹکائے ہوے قبر مین بیٹھا ہون ابھی
ناتوانی نے کیا مردہ مجھے جیتے جی

پیرہن تن پہ ہے مانند کفن ان روزون

چندر موہنی نے اپنی کیفیت اظہار کی ۔

تیرے عاشق کو بھی دل سے ہے مرغوب مرین
اور منظور یہی ہے بہر اسلوب مرین

واسطے اپنے ہے بس غم مین یہی خوب مرین
زیست سے تنگدل ایسے ہین کہ اب ڈوب مرین

نظر آئے جو کوئی چاہ ذقن ان روزون

رگھناتھ راؤ نے آہ سرد بھر کر کہا ۔

دلمین حسرت تو بہت اپنے بھری تھی ناسخ
گھر سے جانے کو نہین چاہتا ہی جی ناسخ

پھر مجھے چپکے سے ہاتف نے خبر دی ناسخ
ہین جفائین جو یہی اہل وطن کی ناسخ

مجھ سے چھٹتا نظر آتا ہے وطن ان روزون

الغرض دونون اپنے خبط مین اُلجھے رہے۔ مگر نگاہ سے نگاہ لڑی رہی اور کوٹھی مین بالکل سناٹا رہا۔ جب ضبط نہ ہو سکا۔ چندر موہنی کی درد بھری آواز نے اس سناٹے کو توڑ دیا اور وہ شکایت کے طور پر کہنے لگی۔

چندر موہنی۔ پیارے۔ دل وجان کے مالک۔ کیا مجھے ایک بار ہی بھول گئے۔

کنور جی۔ پیاری! میری جسم میری جان میری روح! رگ رگ مین تمھاری محبت سرایت کر گئی ہے۔ تم کہین بھول سکتی ہو۔ اگر مین مر بھی جاؤن تو میری مٹی سے تمھارا نام نکلا کرے گا۔ پیاری تمھاری چاند سی صورت دل کے چوکھٹے مین جڑی ہوئی ہے۔

چندر موہنی۔ اتنے دنون تک کہان رہے۔؟

کنور جی۔ گو جسم دوسری جگہ تھا مگر دل تو تمھارے گیسوؤن مین پھنسا ہوا تھا۔ پیاری تلاش کر لیتین۔

چندر موہنی۔ سوامی! اگر دو ایک دن اور نہ آتے تو للہ میری مٹی بھی دیکھنے کو نہ ملتی۔ پیارے اب کبھی مجھے اپنے پاس سے علیحدہ نہ کرنا۔

کنور جی۔ جان من! تم جانتی نہین۔ دل وجگر تمھارے تیر مژگان سے چھدے ہوے ہین۔ اب نہ مجھ مین اُٹھنے کی طاقت ہے اور نہ چلنے کا دم ہے۔

یکایک کسی پرندے کی کرخت آواز نے دونون وارفتۂ محبت کو چونکا دیا۔ دونون کے خیال بھنگ دونون چار دن طرف دیکھنے لگے۔

کنور جی۔ (خود بخود) ہائین۔ کیا صبح ہو گئی۔ مین کہان ہون۔ ہاے کچھ ایسا خود رفتہ ہو گیا۔ یہ نہین جانتا کس لیے نکلا تھا اور کہان آ گیا۔ کیا یہ پرستان تو نہین ہے۔ ضرور پرستان ہے۔ شاید مین خواب دیکھ رہا ہون پرستان یہان کہان۔ یہ پونا شہر ہے۔ یہ باغ میری پیاری دلدارہ کا ہے

برستان کو یہ خوش نصیبی کہان حاصل ہے - بھلا اسکی سی لطافت اُسکی سی بہار میسر ہو سکتی ہے - یہان فضا کا لطف ہی نرالا ہے -

اشعار

بہار جلوہ گل ہے جو سبزہ زار دان ہین
نفس تپش روح فزا ہین نسیم کے جھونکے
فضائے دشت کا منظر ہے دید کے قابل
کہین کدم کے درختون پہ چھا رہی ہے بہار

تو دنفر بہی قدرت ہے کوہسار و بن ہین
کہ موج آب بقا ہین نسیم کے جھونکے
ادائے حُسن گل تر ہے دید کے قابل
ہرے ہرے کسی جانب ہین جھومتے اشجار

شمیم گل سے معطر ہوا کے جھونکے ہین
کہ موج بوئے گل تر ہوا کے جھونکے ہین

چندر موہنی! پیاری چندر موہنی!! مین تمھارے گھر پر ہون - تمھارے دلکش باغ کی ہوا سے میرا دل و دماغ معطر ہوا جاتا ہے - ہاے پیاری! ساری رات یونہی کٹ گئی - بہت دیر ہو گئی ہے - مجھے بہت سے کام کرنا ہین - جان من! اجازت دو - اب جاونگا -

چندر موہنی - پیارے کہان جاؤگے - ابھی تو رات ہے -

کنور جی - پیاری! نرسنگھ گڈھ آج ہی پہونچ جانا چاہیئے تھا - ایسا نہو کچھ خرابی اوٹھ کھڑی ہو -

چندر موہنی - پیارے! ابھی تو پو بھی نہین پھٹی - تم ڈرتے کیون ہو -؟

کنور جی - پیاری میرے سر بہت سے کام آپڑے ہین تمھاری محبت یہان کھینچ لائی - بلا کسی سے کچھ کہے سُنے یہان چلا آیا - چندر شیکھر سنیاسی جی سُنینگے تو بہت ناراض ہونگے -

چندر موہنی - پران ناتھ! تو مین پران کیسے رکھ سکونگی - اگر آپ آج نہ آجاتے تو ہجر کے ناقابل برداشت صدمے مجھے ضرور مار ڈالتے -

کنور جی - آہ پیاری! میری حالت تم سے بھی بُری ہے - مگر مجبور ہون

اسوقت جانے دو۔

چندر موہنی ۔ پیارے آج تک مین نے دم بھر بھی آرام نہین کیا۔ ہروقت تنہائی مین بیٹھکر رولیا کرتی ہون۔

کنور جی ۔ (چندر موہنی کا ہاتھ اپنے سینے پر دباکر) نازک اندام چندر موہنی اتنی بے صبر کیون ہوئی جاتی ہو۔ دیر کنیان ہوکر اسقدر گھبراتی ہو۔ دیکھو کیسا نازک وقت لگا ہے۔ چارون طرف ملکش گھیرے پڑے ہین۔ باد مخالف کے جھونکون مین ہمارا مذہبی احساس برباد ہوا جاتا ہے۔ ہندوؤن نے اسلامی پولٹیکل طاقت کی ماتحتی مین اپنی شخصیت کو زائل کردیا۔ جسکا اثر ہمارے مذہبی رسم و رواج پر ہو رہا ہے۔ اسلیئے ہمارے پولٹیکل دیوتا مہاراج سیواجی نے اسلامی پولٹیکل طاقت نیست کردینے کی ٹھان لی ہے اس شور سے مین ہم بھی شریک ہین۔ اور اس کے نیست کردینے کا سارا بار ہمارے سر پر ڈال دیا گیا ہے۔ پیاری اگر ایک روز بھی یہان قیام رہ گیا تو سمجھ لو آفت ہوجائیگی بلکہ ہماری زندگی کا شیرازہ ٹوٹ جائے گا۔ مین پرتگیا کرتا ہون قسم لے لو۔ اگر شادی کرون گا تو تمہین سے کرون گا۔ کوئی دوسری دلربا میرے دل مین اب بس نہین سکتی۔ چاہے تمام عمر برھمچرج مین کٹ جائے۔

چندر موہنی ۔ پیارے! مین بھی ایک بات کہون۔

کنور جی ۔ پیاری! کہو۔ چپ کیون ہو رہین۔

چندر موہنی ۔ میری بھی یہی پرتگیا (قول و پیمان) ہے۔ آپ میرے پتی ہوچکے۔ اب دوسرے کا منھ نہ دیکھونگی۔ ادھرمنی نہین ہونگی۔ ستی ہوکر استی نہین ہونا چاہتی۔ آپ کے چرن کنول کی داسی بننا چاہتی ہون۔

کنور جی ۔ جان جان! اسوقت میرا دل بھر آیا۔ صدمۂ ہجر بھی کیا بُری چیز ہے۔ ایشور دشمن کو کسی پیاری کے ہجر کا صدمہ نہ دکھائے۔ پیاری سوز دل اور آہ آتشین نے خرمن صبر کو پھونک دیا۔ میری پیاری! مجھے کسیطرح اتنی تشفی دیدو کہ تم بیقراری کی حالت مین نہین ہو۔ تو مین اس

غربت میں جاؤں۔ پیاری دلستان! اب مجھے دیر ہو رہی ہے، اجازت دو اپنے پیارے ہندو بھائیوں کی سیوا کروں۔ اس کوشش میں چاہے رگھناتھ راؤ مر ہی کیوں نہ جائے مگر ہندوؤں پر آنچ نہ آنے پائے اور مرنا تو برحق ہے اسکا غم کیا۔ اگر جیتا رہا تو پھر پلٹ کر تمہارے حسن جہانتاب سے آنکھیں روشن کرلوں گا۔

اتنے میں پدم کماری۔ مدن موہنی اور للتا وغیرہ قسم قسم کی مٹھائیاں طشتریوں میں لگا کے لے آئیں۔

چندر موہنی۔ (پدم کماری سے) بہن کہاں چلی گئی تھیں۔

پدم کماری۔ کہیں نہیں۔ کوٹھی کے دوسرے کمرے میں تھی۔ لیجئے چاشت حاضر ہے کچھ ناشتہ کر لیجئے۔ اور اپنے (رگھناتھ راؤ کی طرف دیکھکر) چت چور کو بھی ......

یہ فقرہ چست کرکے پدم کماری قہقہہ لگانے لگی۔ للتا اور مدن موہنی بھی منہ پھیر پھیر کر ہنسنے لگی۔

چندر موہنی۔ کیوں بہن؟ کتنی رات باقی ہوگی۔

پدم کماری۔ ابھی بہت باقی ہے۔

چندر موہنی نے کنور جی کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"پیارے کچھ کھا لو"

کنور جی نے پہلے تو انکار کیا لیکن چندر موہنی کی خاطر شکنی کا خیال کرکے دو ایک ڈلیاں منہ میں ڈال لیں اور پانی پیا۔

کنور جی۔ اب کیا کہتی ہو۔ اجازت ہے نا۔

پدم کماری۔ ہائیں ابھی بڑی رات باقی ہے۔

مدن موہنی۔ ہاں صاحب۔ رات کا واسطہ اور پھر جنگل کا سفر ابھی جلدی ہی کیا ہے۔

کنور جی۔ بہت ضروری کام درپیش ہیں۔ طلوع آفتاب سے پیشتر وہاں پہونچ جانا چاہیئے۔

یہ کہکر کنور جی اُٹھ کھڑے ہوئے۔

چندر موہنی۔ (ہاتھ پکڑکر) پران ناتھ! آپ جس کام کے لئے میرے یہان آئے تھے وہ کیا پورا ہوگیا۔

کنور جی۔ اور کوئی کام نہ تھا صرف تم سے ملنے آیا تھا۔

چندر موہنی۔ اب کب درشن نصیب ہونگے۔

کنور جی۔ پیاری دلستان! مین کبھی نہین چاہتا کہ ایک گھڑی۔ ایک منٹ یا ایک سکنڈ بھی تم سے جدائی نصیب ہو۔ لیکن مجبور ہون ایسا ہی کام سر پر آپڑا ہے۔ جس سے منھ موڑنا اپنی قوم اپنی عزت اپنا دھرم اور اپنے وطن کی اہمیت مٹانا ہے۔ بلکہ اپنے مال و دولت کی بربادی کرنا ہے۔ گو، براہمن دیوتاؤن اور مقدس تیرتھون کی عظمت خاک مین ملانا ہے۔ اپنی فرض شناسی کھو دینا ہے۔ اگر آج اس فرض سے کنارہ کشی اختیار کرلون تو سمجھ لو اپنے دیش اور دھرم کی بنیاد کھود ڈالون۔ ہمارا قومی احساس مٹ جائے۔ ویش۔ براہمن گوؤ جو ہمارے دینی اور دنیوی ترقی کے باعث ہین۔ سب کا خاتمہ ہوجائے۔ دشمن ہمارے دھرم پر آرے چلا رہے ہین۔ ہمارے دھرم کرم کی بیخکنی کررہے ہین اور ہیہ خاندان کی قدامت و شرافت خاک مین ملائے دیتے ہین۔ اسلئے پیاری مجھے جانے دو۔

چندر موہنی۔ ہان ہان پیارے! مین آپ کو روک نہین سکتی۔ آپ شوق سے جائین۔ اپنے ملک اپنے بھائی اور اپنے دھرم کی خدمت کرین۔ دیش کی بھلائی کیلئے جان بھی تصدق ہوجائے تو کوئی پروا نہین۔ مین بیوہ ہوجاؤن تو ہوجاؤن آپ کی مفارقت کی آگ مجھے پھونکدے تو پھونکدے۔ میری ہمنشین سہیلیان میرے مرنے سے سٹرن ہوجائین میرے ماتا پتا میرے نہ ہونے سے لاولد ہوجائین۔ لیکن آپ اپنے انمول دھرم اور ویش کی خدمت سے ہرگز منھ نہ چھپائین پیارے مین اپ کی دیش سیوا کی بڑائی پہلے ہی سے سن چکی ہون۔ آپ ویش اپکارک سوسائٹی کے نایک ہین یہ بھی جانتی ہون۔

کہتے کہتے چندر موہنی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ رقیق القلب رگھناتھ راؤ کا کلیجہ بھی امنڈ آیا۔ سہیلیوں کے بھی آنسو ڈبڈبا آئے۔ رگھناتھ راؤ نے سب کو سمجھایا کہ اس رونے دھونے سے بجز اسکے کہ خود بھی ہلکان ہو اور ہمکو بھی حیران کرو اور دل کو کڑھاؤ کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ سکوت اختیار کرو۔ اور ایشور کی مشیت سے انسان کو مجبور سمجھ کر خاموش بیٹھ رہو۔ لیکن اپنی تصویر دیئے جاتا ہوں اسکو جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ ایشور چاہتا ہے تو بہت جلد واپس آؤنگا۔ پہلے تم سے ملونگا پھر کسی اور سے۔ پیاری آج اس دنیا میں سب سے زیادہ مسرت مجھے حاصل ہے اور ہمیشہ رہیگی لیکن سب سے بڑھکر خوشی اسدن نصیب ہوگی جسدن میری تمہاری شادی ہوگی درحقیقت جیسا سنتا تھا راجپوت استریاں بھی ویسی ہی ہوتی ہیں۔ گو ہماری ماتائیں اپنے ست دھرم کی عزت قائم کرکے دنیا سے چل بسیں مگر اب بھی بھارت کی سنتان میں بہت کچھ اہمیت ہے۔ تم جیسی دیویاں ابھی موجود ہیں۔ تم اپنے پتا کی مان رکھنے والی سوشیلا ستی لڑکی ہو۔

یہ کہکر کنور جی وہاں سے جانے لگے۔ چندر موہنی اور اسکی سہیلیاں بھی ساتھ ساتھ پھاٹک تک آئیں۔

کنور جی کا تیز رفتار گھوڑا ایک درخت سے بندھا ہوا تھا۔ سوار ہو گئے اور مہمیز جو لگائی تو دم کے دم میں نظر سے اوجھل۔ وہ باد رفتار حیران ہوائی کرے میں جگر کاٹتا خدا جانے کدھر چلدیا۔

ادھر چندر موہنی اور اسکی سہیلیوں کی آنکھوں سے اشک جاری ہوگئے نالاں و گریاں اپنی کوٹھی میں آئیں۔ چندر موہنی چادر تان کر اپنی مسہری پر لیٹ رہی۔

باب گیارھوان

وہ میری سُنتے نہین بجا ہے مین اُنکی سنتا نہین مزا ہے
ادھر بھی ہان ہان کا غل مچا ہے جو شور ادھر ہے نہین نہین کا

لکشمی! لکشمی!! مین کب سے پکار رہی ہون - کیا بہری ہو گئی؟ سُنتی کیون نہین -؟

ایک ادھیڑ عورت نے یہ فقرے زور زور سے کہے -

اس عورت کی عمر چالیس برس سے کچھ تجاوز کر چکی تھی - شباب کی دوپہر بالکل ڈھل گئی تھی - اسوقت ایک پُر تکلف کمرے مین مسہری پر بیٹھی ہوئی لکشمی کو بُلا رہی ہے لکشمی اُسکے لڑکے کی بی بی کا نام ہے - اور اس عورت کا نام سرستی ہے -

لکشمی آواز سنتے ہی لپکی اور سرستی اپنی ساس کے پاس آکر بولی -

لکشمی - ہان! کیا کہتی ہو -؟

سرستی - تو کیا کر رہی تھی -؟

لکشمی - چندر موہنی کو کھانا کھلا رہی تھی -

سرستی - وہ کب آئی تھی -

لکشمی - مان! ابھی ابھی تو آئی ہین -؟

سرستی - کھانا کھا چکی!

لکشمی - ہان مان جی!

سرستی سُنکر چُپ ہو رہی لکشمی بھی وہان سے کھسک آئی -

چندر موہنی اپنی سہیلیون کے ساتھ سرستی کے کمرے مین آئی اور مسہری پر پاس بیٹھ گئی -

سرستی نے پوچھا -

"بیٹی! آجکل تو اتنی اداس کیون رہتی ہے -؟ جی تو اچھا ہے -

چندر موہنی - مان جی! کئی روز سے کچھ شکایت ہو گئی ہے - کسی قدر حرارت رہا کرتی ہے -

سرستی - کب سے حرارت رہتی ہے بیٹی! کہا کیون نہین -؟

چندر موہنی - کہتی کیا - دو چار روز سے حرارت رہا کرتی تھی - مگراب تو اچھی ہون -

سرستی - تم بہت جلد گھبرا جاتی ہو -

اتنے مین لکشمی بھی وہان آکر بیٹھ گئی -

ہمارے ناظرین متعجب ہونگے یہ لکشمی کون بیچ مین پھاند پڑی - ہم اُن کا استعجاب دور کیے دیتے ہین -

سرستی چندر موہنی کی مان ہے اور لکشمی چندر موہنی کی بھاوج چندر موہنی کے باپ کا نام جنک راؤ ہے اور بھائی کا نام بیرنیدر کمار سنگھ ہے -

لکشمی نے آکر سرستی سے پوچھا -

"مان! اب چندر موہنی کا بیاہ جلدی ہونا چاہیئے -

سرستی - آج ہی تو بیرنیدر کے پتا سے پوچھا تھا -

لکشمی - اُنکی کیا رائے ہے -؟

سرستی - آجکل اُنھین اسی کی فکر لگی رہتی ہے - وہ چاہتے ہین گھر بر دونون اچھے ہون - ابھی تک کوئی لڑکا نہین ملا - تلاش کر رہے ہین -

لکشمی - اس سال بیاہ ہو جاتا تو اچھا تھا -

سرستی - جہانتک ہو گا اس سال چندر موہنی کا بیاہ کر ڈالین گے -

یہ کہکر سرستی نے چندر موہنی کی طرف نگاہ ڈالی - چندر موہنی پژمردہ اور دل گرفتہ سر جھکائے پاس بیٹھی ہوئی تھی - سرستی سمجھی کہ شرم سے اس نے گردن جھکائی ہے - وہ کیا جانتی تھی کہ اُسکے نازک دل کے ترین حصون مین کیا خلش ہو رہی ہے - سرستی نے کچھ کہا سنا نہین کچھ دیر ادھر اُدھر کی باتین رہین اور پھر کوئی ضروری کام پیش آجانے سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے سے باہر چلی گئی -

مخلیہ ہو جانے سے لکشمی چندر موہنی کے خیالات کی پڑتال کرنے لگی اُسنے چندر موہنی کا سر اُٹھا کر پوچھا۔

لکشمی۔ گھبرائی کیون ہو؟ تمھارا بیاہ اس سال ہو جائیگا۔

ابھی یہ کہہ رہی تھی چندر موہنی کی ڈبڈبائی ہوئی آنکھین دیکھکر گھبرا گئی پہلے تو وہ اپنے اوپر جھنجھلائی کہ مین نے ناحق اسکے دل کو کڑھایا مگر جب جھنجھلاہٹ کی آگ دھیمی ہوئی اور دماغی توازن پھر اصلی حالت پر آیا تو چندر موہنی کے واقعات پر اپنے دل مین غور کرنے لگی اُسنے پوچھا۔

لکشمی۔ چندر موہنی! روتی کیون ہو؟ کیا بیاہ سے ڈرتی ہو۔

چندر موہنی۔ روتی تو نہین تھی۔ آنکھ مین ایک تنکا پڑ گیا ہے۔ اسی سے آنسو نکل آئے۔

لکشمی۔ خوب! بیٹھے ہی بیٹھے تنکا پڑ گیا۔ نہین نہین بی بی! مین سمجھ گئی تم بیاہ کرنے سے ڈرتی ہو۔

پدم۔ ڈرنا کس بات کا یہ خوب کہی۔ انکا سوئمبر ہوگا۔

چندر موہنی۔ کیا پدم جی! تم بھی دل لگی کرنے لگی۔

لکشمی۔ سوئمبر ہوگا! سوئمبر!! (ہنسکر) چندر موہنی کا کب سوئمبر ہوگا۔

پدم۔ کیا سوئمبر ہونا باقی ہے۔ انکا تو سوئمبر ہو گیا۔

لکشمی۔ کب ہو گیا۔؟

پدم۔ بہت دن ہوئے۔

چندر موہنی۔ (لکشمی سے) اجی! انہین بکنے دو۔ یہ تو لیے پڑی اُڑا دیا کرتی ہین انہین تو سودا ہے۔

لکشمی۔ مین ماننے کی نہین۔ صاف صاف کہو۔ تمھاری بات سمجھ مین نہین آتی۔

پدم۔ میری بات ہر ایک نہین سمجھتا۔ مگر جب کہون گی سب پتہ کی کہونگی۔

لکشمی۔ آخر سوئمبر کس کے ساتھ ہوا۔

پدم۔ یہ تو میں نہیں بتا سکتی۔ ہان یہ کہہ سکتی ہون جب کسی دوسرے سے انکی شادی کی چھیڑ چھاڑ کی جائے آپ سب حال ظاہر ہو جائیگا۔

لکشمی۔ کیسی دوسرے سے چھیڑ چھاڑ کیسی۔ تمھاری باتین تو معمہ ہوتی ہین۔ ہمیں سمجھ مین نہین آتین۔ مین لال بجھکڑ تو ہون نہین۔ جو پہیلیان بوجھ لیا کرون۔

پدم۔ بہن جی! انکا سویمبر ہو چکا ہے۔ سچ کہتی ہون۔

اس بات سے چندر موہنی کچھ ناراض ہو گئی۔ اور ذرا تیزی کے ساتھ بولی۔

چندر۔ پدم! تمھین بہت باتین بنانا آتی ہین۔ کہدیا مجھے ایسی ہنسی دل لگی نہین بھاتی۔ لو مین جاتی ہون۔

یہ کہکر چندر موہنی اوٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اپنے کمرے کی طرف رخ کر کے چلدی۔ لکشمی اور پدم کماری نے بہت کچھ چاہا کہ اس کشتہ حسرت و یاس کا دل بہلائین اور اسے جانے نہ دین۔ چونکہ یہان کی چھیڑ خانیون سے اس کے دل کے پرخچے ہوئے جاتے اور اسکی پرانی دشمن شرم اسکا گلا دبائے دیتی تھی اس لئے اسے یہان ٹھہرنا اچھا نہ معلوم ہوا وہ دامن چھڑا کر بھاگ نکلی۔

پیچھے پیچھے اسکی سہیلیان بھی اٹھ کر متعدد صحن صحنچیان کمرے منجھائی ہوئین چندر موہنی کے کمرے مین جو اسوقت غم کدہ بنا ہوا تھا پہونچ گئین۔ دیکھا چندر موہنی پلنگڑی پر منھ ڈالے بیٹھی ہوئی ہے اور ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہین اور شرمائی ہوئی حیا ابھر ابھر کر اس اضطرابی حالت کو دباتی جاتی ہے اسے خوف ہے ایسا نہو کوئی دیکھ لے۔

چندر موہنی کی نگاہ ان آتی ہوئی سہیلیون پر پڑی انھین دیکھکر جو جو خیالات اور جذبات جس جس جگہ تھے وہین ٹھٹک کر رہ گئے وہ مون سادھے پلنگ پر لیٹی رہی اور سر سے چادر تان لی۔ پدم اور لکشمی اسکے پاس بیٹھ گئین۔ چادر کھینچ لی۔

پدم نے کہا۔ چندر موہنی جی! کیا خفا ہو گئین۔ ہنسی دل لگی مین ہوا کیا؟ یہ تو

نئی بات دیکھی۔

چندر موہنی نے کچھ جواب نہ دیا۔ پدم کماری کی زبان سے نکلنے والا فقرہ زہر سے بجھا ہوا تیر تھا۔ جو اس حسن کی دیوی کے کان کے پردے پر پڑا اور اُس کا زہریلا اثر اسکے دل و دماغ کو بے قابو کرتا ہوا اعصاب کے ذریعہ سے سارے تن بدن مین پھیل گیا۔ الکائین اور ایسڈ کے باہم ملنے سے جس طرح ایک قسم کا جوش پیدا ہوتا ہے اُسی طرح اسوقت اس کے تن بدن مین اس کی نیچرل حیا اور دلی جذبات نے باہم مل کر اسکے خون مین ایک طرح کا تلاطم پیدا کر دیا جیسا کہ مدوجزر کی وجہ سے کسی دریا کے اُچھلتے ہوے پانی مین دیکھا ہو۔ اس جوش سے اُٹھتے ہوے بخارات کچھ تو پسینہ بنکر بہ گئے کچھ ٹھنڈی آہین بنکر مزاج پرسی کے لیے گھبرائے ہوے اُس کے ہونٹھون تک آئے اور جسقدر سینے سے اُلجھ کر رہ گئے تھے وہ اسکا دل مسلنے اور کلیجہ جھنجھوڑنے مین مشغول ہو گئے۔

لکشمی۔ چندر موہنی سے۔ بی بی! کیا اب تم ہم سے بھی نہ بولو گی۔ مین نے تو کوئی بات نہین کہی مجھ سے کیون روٹھی ہو۔

چندر موہنی۔ میری بھاوج! زیادہ نہ ستاؤ۔ اسوقت جی نہین اچھا ہے ذرا سو رہتی تو طبیعت درست ہو جاتی۔

پدم۔ تو کیا مین چلی جاؤن۔ کیا میری صورت سے ایسی نفرت ہو گئی ہے کیا وہ پچھلی باتین فراموش کر جاؤن! پیاری! اُٹھو۔ دل کو تسکین دو۔ دیکھ کیسا سہانا وقت ہے۔ چلو شیوجی کے درشن کرین۔ اور اُنسے مراد مانگین جسطرح پاربتی جی نے تپ کر کے اپنا پتی ڈھونڈھ لیا اُسی طرح تم بھی شیوجی سے اپنا پتی مانگ لو۔

اس جملے سے چندر موہنی کے لبون پر کسی قدر مسکراہٹ آ گئی۔ کہا۔ اچھا نہین مانتی ہو۔ چلو باغ کی سیر دیکھ آئین۔

لکشمی نے چندر موہنی کا ہاتھ تھام لیا اور پدم کماری دونون کو لیئے ہوے باغ کے اندر شیوجی کے مندر مین پہونچی۔

بارھوان باب

ساحل سمجھتے ہین نہ دریاے عشق کو
طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا

کنور جی! آجکل تمھارا چہرہ بہت اوترا ہے اسکا سبب کیا ہے۔ کونسی ایسی فکر دامنگیر ہو گئی ہے جسنے تمہارا جوش اور تمہاری شوخی اور وہ پھرتی جو قبل اسکے تمہاری رگ رگ سے ٹپک رہی تھی اب نظر نہین آتی۔

پتھر کی سل پر بیٹھے ہوے ایک سنیاسی نے دھونی کے پاس بیٹھے ہوئے ایک جوان سے کہا۔

موسم گرما کی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ رات کا وقت ہے چارون طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ اتنے مین آسمان پر ہلکا ہلکا ابر پھیل گیا۔ تارے نظر سے غائب ہونے لگے۔ اندھیرے کے باعث ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فاصلے کے درختون نے اپنے تئین ایک دوسرے مین ملا دیا ہے نزدیک کے درختونکی پھنگیون پر بے انتہا جگنو جواہرات کی طرح چمک رہے ہین سامنے ایک تالاب پر درختون اور آسمان کی صورت اندھیرے کے باعث آپس مین ملی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ رات کی ہوا نے جو ابر سے ٹھنڈک چرالائی تھی اس جوان کی جسمانی حرارت کو کچھ ٹھنڈک دی وہ دھونی کے پاس بیٹھا ہوا بے انتہا اضطراب مین مبتلا پایا جاتا ہے سنیاسی کی بات سُنکر اُس نوجوان نے کہا۔

"سوامی! مین مکدر ضرور ہون۔ مجھے جس بات کا خیال ہے اُسکی وجہ بھی صاف صاف ہے۔

سنیاسی۔ بجا۔ خلاصہ کہو۔ کسوجہ سے زیادہ اُداس رہتے ہو۔

نوجوان۔ مہاتمن! ہم لوگون نے مغلون کو اپنے دیس سے نکال دینے کا عہد کرلیا ہے اور ہماری اس سوسائٹی مین بہت سے فنافی القوم اور جانباز بہادر

شامل ہو گئے ہین۔ سیواجی مہاراج مغلون کے دشمن اور بھارت ورش کے سچے ہمدرد ہین۔ انمین خودداری۔ استقلال اور خود ضبطی (جنبر ترقی کا دارومدار ہے) پورے طور پر اختیار پا چکی ہین۔ مگر مین دیکھتا ہون وہ جوش یا سرگرمی اُنمین نہین رہی۔ جب ہم لوگون نے اس آنے والی مشکلات کے لئے اپنے آپ کو طیار کیا تب اونھون نے مغلون کی ماتحتی قبول کرلی۔ بلکہ اون کے ساتھ دہلی چلدیئے۔ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہین ایک دوسری جگہ گیا تھا اور اتنے ہی دن مین ہماری ترقی کی رفتار سست ہو گئی۔ الٰہی یہ کیا انقلاب پیدا ہو گیا۔ کیا بات سے کیا بات ہو گئی۔ سارے خیالات بدل گئے۔ جو سیواجی آزادی کے دلدادہ تھے آج مسلمانون کی جوتیان اٹھانے کے لئے گھر سے نکل گئے۔ افسوس افسوس ہماری زبردست پوزیشن سنبھالنے والا کوئی نہین رہا۔ ہائے ہمارا سرگرم جوشیلا اور مستقل مزاج آدمی ہمسے ٹوٹکر دشمنون سے مل گیا۔ ہائے بھارت تیری کیا دشا ہونے والی ہے۔ اُف جسکو ہم مرد میدان اور معرکہ جدال و قتال کا خونخوار شیر سمجھتے تھے جو بھارت کا تلک کہا جاتا تھا۔ جسکے وفادار اور محب قوم کہنے مین دشمن کی زبان لکنت نہ کھاتی تھی جو فرض شناس اور وطن پرست تھا وہی بدقسمتی سے مسلمانون کا دست نگر بن گیا سنا ہے مغلون کی ماتحتی مین بیجاپور کا قلعہ تسخیر کرنے گئے ہین سوامی! انہین وجہ سے ہمارا دل پاش پاش ہوا جاتا ہے۔ ساری افسردگی اسی کی ہے۔ اسی سبب سے دل سے دماغ تک تفکرات کا جال بچھ گیا ہے اور کچھ ایسی گتھیان پڑ گئین ہین جنکا سلجھنا دشوار ہو گیا ہے اسی غم سے فکر اور اندیشے کی گھٹائین اُٹھنے سے عقل و خرد۔ ثابت قدمی اور سکون کی روشنیان ماند پڑ گئین۔ اسی وجہ سے رنج و غم کا ابر دل جو دماغ پر محیط ہو گیا انکا تصادم رعد کی طرح گرجکر عقل و خرد پر بجلی گرا رہا ہے ہائے خرمن امید جلکر راکھ ہوا جاتا ہے۔ طبیعت اوبال کھا رہی ہے اور خون کے قطرات اشک بنکر آنکھون سے بہ رہے ہین دیکھتا ہون انسان انسان کے لقب پانے کا مستحق نہین رہا وہ دولت کا بھوکا ہے۔ اوسے دھرم کرم کا ذرا بھی پاس

نہین ہوتا۔ ہائے ایک زمانہ تھا کہ ہماری روحین باقاعدہ طور پر اعلیٰ دارفع مذہبی اصولون کے مطابق عمل پیرا رہی ہین۔ آج بھلائی اور برائی کی تمیز نہ کرکے محبت اور کامیابی کے راستے سے ہٹ کر اپنی عظمت اور اپنی شان کا خاتمہ کیئے دیتی ہین سوامی! اب میرے قدم یہان سے اُٹھ گئے۔ یہان سے جا کر کسی دوسری جگہ رہنے کا بندوبست کرونگا اور کچھ فوج کا انتظام کرکے اپنے سرفروش جانبازون کی معیت مین دہلی پر ٹوٹ پڑونگا۔ یا تو وہ ہمارا عدو۔ قوم اور عدو دین اورنگ زیب میری تیغ کا نشانہ بنے گا یا مین لڑ بھڑ کر اپنے دھرم اور قوم پر شہید ہو جاونگا۔

سنیاسی۔ بہادر بیٹے! اسقدر مضطرب نہو۔ دامن آنسوؤن سے کیون تربتر کئے ڈالتے ہو۔ صبر کرو صبر کا پھل اچھا ہی ہوتا ہے۔ یہ تم جانتے ہو ہندو جاتی کا جیون ایک ڈبل جیون ہے۔ ہندوؤن مین دھرم کے اوپر اپنی جانین نچھاور کر دینے اور دنیوی نعمتون اور لذتون پر لات مار کر دھرم مارگ مین زیادہ مستقل ہونے کی پوری قابلیت اور مستعدی پائی جاتی ہے لیکن ذرا دچار کی کمی ہے اسی سے وہ کچھ حیرنہین ہو گئے ہین۔ جتنی حرکت وہ ہوس اور زندگی کی محبت ہندو افراد کے پیٹ و تسلیح اُس سے کم نہین جو دنیا کی اور جاتیون کی افراد مین ہے۔ ایمان اور قومی پاسداری کی اسپرٹ اسوقت جسقدر مسلمانون مین ہے اسکا عشر عشیر بھی آجکل کے ہندوؤن مین نہین ہے۔ دھرم کی جو طاقت اسوقت اسلام مین دیکھتے ہین اسکا سوان حصہ بھی ہندوؤن مین نہین ہے۔ سنسار مین شاید ہی کوئی جاتی ایسی ہو جو اتنا دھرم دھرم پکارتی ہو جتنا کہ ہندو جاتی پکارتی ہے لیکن جب اس دھرم سے عمل کرنے کا وقت آتا ہے جب اُس دھرم کے مطابق جیون بنانے کا سوال ہوتا ہے تو ہندو پیچھے ہٹ جاتے ہین۔ مگر نہین مین دیکھتا ہون ابھی بھارت کی سنتان مردہ نہین ہوئی ہے دھرم پتر اور دھرم ویر اب بھی موجود ہین۔ پرُشارتھ کے دلدادگان کی کمی نہین۔ البتہ وقت کی کمی ہے۔ وقت آنے دو۔ قدرت کی طرف سے سامانت موجود ہو جائینگے۔ ہندو زندہ ہین مردہ نہین۔ ایکدن انکا ستارہ بھی چمکیگا۔ میرا خیال ہے سیواجی نے اپنی خواہش یا دولت کی طمع سے

مغلون کی اطاعت نہین کی۔ اسوقت ضرورت ہی ایسی لاحق ہوگئی تھی۔ مین سمجھتا ہون اگر تم اسوقت ہوتے تو سیواجی کو اسی بات کی ترغیب دیتے کہ مغلون کی اطاعت سے اسوقت اپنا کام نکلتا ہے اُنکے طرفدار بن جاؤ۔ وہ موقع محل ہی ایسا تھا۔ سیواجی دل سے طرفدار نہین ہوے اور نہ پالیسی باز مغلون کی اطاعت قبول کی ہے۔ بہادر ویر! اپنے ارادے پر مستقل رہو تمھاری مرضی کے موافق کام ہوگا۔ تمھاری خواہشلت عنقریب جلوہ دکھایا چاہتی ہے تمھاری مراد پوری ہوگی۔

جوان۔ ہماری مراد پوری ہوگی۔ ضرور ہوگی۔ پرماتما نے چاہا بہت جلد پوری ہوگی۔ بھگوتی کی کرپا ہوگی تو یہی ہماری مٹھی بھر جماعت مغلون کو مار بھگا دیگی۔ یہی بہادر دہلی کا تخت اُلٹ دینگے۔ ہماری تلوارین مغلون کو چو رنگ کر دینگی۔ بھگوتی کی کرپا سے بھارت کا اودھار کر دینگا۔ ماتا! اب تیرا ہی سہارا ہے۔

سنیاسی۔ بہادر لڑکے! تم سیواجی کو کیا سمجھتے ہو کیا وہ معمولی انسان ہین نہین وہ کسی دیوتا کا اوتار ہین وہ قول کے دھنی ہین وہ مغلون کو زیر کرینگے۔ اُنکی بات جھوٹ نہین ہوسکتی۔

نوجوان۔ سوامی! آپ یہ کیا فرمارہے ہین۔ وہ اپنے قول سے ہٹ گئے۔ بھارت ماتا کی سیوا سے ہاتھ اُٹھالیا۔ اونکی ویرتا اور شُدھ شاستر مین کلنگ لگ گیا اُنکے نام پر سیاہی لگ گئی۔ غیر قوم اور وہ قوم جو اپنے مذہب اور ملت کی دشمن ہورہی ہے۔ اوسکا جام صحت نوش کیا۔ اب مہاراشٹر سا پاک ملک بھی مغلون کے قدم سے ناپاک ہوجائے گا۔ انکی مدد سے تمام دیش مین مغلونکا پھریرا لہرائیگا۔ مغلون کا اس دیس پر تصرف ہوگا۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کی مثل صادق ہوئی جاتی ہے۔ آہ سیواجی! تم نے کیا کیا بھبھیکن بنکر اپنی لنکا اُجاڑ دی ہاے۔ ہاے ڈوب مرنے کی بات ہے۔ مین سمجھتا تھا سیواجی کا جسم وطن پرستی اور حب قومی کے خمیر سے بنا ہوا ہے آہ یہ خیال غلط نکلا۔ سیواجی! تم سے ایسی اُمید خواب مین بھی نہ تھی۔ تم اپنے ملک و قوم کے دشمن ہوگئے۔ آستین کا سانپ بن گئے۔

سنیاسی - لڑکے! تو یہ کیا کہہ رہا ہے - سیواجی کے دھرم مین کبھی ٹبہ نہین لگ سکتا تیرے خیالات بالکل غلط ہین - انہین دھرم کا احساس ہے - قومی حمیت ہے - وہ اپنی اہمیت کبھی بھول نہین سکتے وہ فرض کے راستے سے کبھی بھٹکنے والے نہین اونکی ذات پر عیب لگانا سورج پر خاک ڈالنا ہے - بغیر سوچے سمجھے کسی کو بدنام کردینا بڑا پاپ ہے - پیارے بیٹے! وہ اپنی جاتی مین عمدہ خیالات پھیلانے والے ہین - وہ بہت سچے منش ہین - وہ اپنے قومی دھرم کی حفاظت و ترقی مین کافی سے زیادہ گرمجوشی دکھائین گے وہ اپنی جاتی اپنے دھرم کے سچے فدائی ہین - اُنکے جیون اُنکے کریکٹر اور انکے مہابھارتن پر ہندوجاتی جتنا فخر کرے کم ہے - اونکا نام ہمیشہ ہندوجاتی کی تاریخ مین آب زر سے لکھا رہیگا - وہ دنیا مین ایکبار پھر اس بات کا ثبوت دین گے کہ اس جاتی مین ابھی تک زندگی ہے جو جاتی اتنے زمانے کے زوال اور مسلمانون کی ماتحتی کے بعد اپنے اندر سے اس قسم کا مہاپرش پیدا کرے اسکو اپنی ترقی سے کبھی محروم نہ ہونا چاہیے - سیواجی! مہاپُرش ہے - اوسمین عقل و بچار سمجھ اور دماغ کی کمی نہین اور نہ اُسمین دھرم بھاؤ کی کوتاہی ہے - وہ دکھانا چاہتا ہے کہ ہندوؤن مین حوصلہ و ہمت کی کبھی کمی ہو ہی نہین سکتی - انھون نے ہندوجیون کی اچھی طرح سے جانچ پڑتال کرلی ہے - انہون نے ہندو دھرم کی دھرم شکشون سے تعلیم پائی ہے - وہ جسمانی - ذہنی دماغی طاقتون سے کام لینیوالے انسان ہین - وہ بلوان ہین - اس لیے اُسکے بل - پراکرم - پُرشارتھ اور اوج عقل پر دھیان دو اور نگ زیب کی اطاعت گزاری کا خیال چھوڑ دو - اسمین کبھی کچھ نہ کچھ تہ ہے - سردست اطاعت قبول کرنے مین کوئی راز چھپا ہوا ہے - اس خیال کو دل سے نکال ڈالو کہ سیواجی سا دھرماتما اور بلوان پرش اورنگ زیب کے جال مین پھنس گیا - اور اُسکی فرمانبرداری قبول کرلی -

نوجوان - مہاراج! یہ راز تو میری سمجھ مین نہ آیا تھا کہ سیواجی مغلون کے شریک کیسے ہو گئے تمام اسباب جو کچھ دیکھنے مین آیا اُس سے بے اطمینانی ہو گئی شکایت کر بیٹھا کہ ایسا مہاپُرش اور ایسا دھرم کرم کی پابندی کرنے والا

انسان اپنی قومی حمیت پر خاک ڈال رہا ہے۔ملک مہاراشٹر کے چمکتے ہوئے موتی پر خاک پڑ رہی ہے اسکا مجھے تردد تھا۔اب آپ کے اطمینان بخش کلموں سے کچھ کچھ تسلی ہو چلی ہے۔

سنیاسی۔ ہونہار ویر! تیرے سر مین جو سودا سما گیا ہے۔جس فاسد خیال نے تیرے دماغ کو گرم کر رکھا ہے پہلے اُسے دفع کر۔صبر اور استقلال سے کام لے اپنے کام پر ثابت قدم رہ۔تیرے، سارے شکوک مٹائے دیتا ہون۔

نوجوان۔سوامی! فرمائیے۔سیواجی کس وجہ سے مخالفون کا ساتھ دے بیٹھے۔ اسمین کونسا راز چھپا ہے۔

سنیاسی۔کچھ دن ہوئے۔شایستہ خان نے پونا نگر کا محاصرہ کر لیا تھا۔اور تمھاری طاقتون اور تمھاری یکجہتی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بھاگتے بن پڑی۔جسطرح بلی کی میاؤن سے چوہا جان چھپاتا پھرتا ہے شایستہ خان بھی سیواجی کے خوف سے ایسا بھاگا کہ دہلی مین جاکر دم لیا۔

نوجوان۔ہان سوامی! اُس شب کی واردات اور سیواجی کی چابکدستی اسوقت تک آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے۔

سنیاسی۔اُسی معرکے کے دوسرے ہی روز اپنا لاتعداد لشکر لیکر شایستہ خان نے سیواجی پر یورش کی اور سیواجی نے میدان رزم مین جو کچھ بہادری دکھلائی وہ تم جانتے ہی ہو۔

نوجوان۔بخوبی جانتا ہون۔مین بھی تو اُس معرکے مین شریک تھا۔

سنیاسی۔شایستہ خان سے کوئی ہندو سازش رکھتا تھا۔

نوجوان۔یہ تو مجھے معلوم نہین۔

سنیاسی۔کیا تم نہین جانتے۔

نوجوان۔مطلق نہین۔

سنیاسی۔جب تم ناگپور گئے تھے اورنگ زیب کی دوسری فوج نے اس دیس پر چڑھائی کر دی تھی۔اس فوج مین مغل اور راجپوت دونون شریک تھے

نوجوان - اس فوج کا سردار کون تھا -

سنیاسی - راجپوتی فوج کے سردار مہاراج جے سنگھ تھے - اور مغل فوج دلیر خان کے کمان مین تھی - اب ذرا باریک خیال ہے سوچو - سیواجی اسوقت کیا کرتے - اگر جنگ پر کمر باندھ لیتے اور لڑائی کی ٹھانی جاتی تو لامحالا طرفین کی ہندو فوج کٹ جاتی - ہندؤون ہی کو زوال ہوتا - کیونکہ راجہ کے ساتھ پچاس ہزار راجپوت اور دلیر خان کی ہمراہی مین پانچ ہزار پٹھان تھے - اور نگ زیب نے حکم دے رکھا تھا کہ دلیر خان پیشقدمی نہ کرے - بلکہ راجہ جے سنگھ کی مدد پر رہے - ادھر راجہ کے دل کو بھی بڑا تردد تھا وہ اپنے دل سے کہتے تھے کہ سیواجی شاطر اور جوانمرد آدمی ہے - اور پھر دغابازی مین پورا عیار ہے - افضل خان کو کس طرح مارا - شایستہ خان کا کیسا حال خراب کیا مجھ سے کیسے ملے گا - چنانچہ اس خوف سے راجہ جے سنگھ نے اپنے پروہتون اور برہمنون کو بلا کر ایک انشٹھان بھی کرایا - جو تین ماہ تک رہا - ادھر سیواجی کو اس لشکر عظیم کے پہونچنے کی خبر سے بہت بڑی تشویش ہوئی اور وہ بھی دلمین سوچنے لگے کہ اس بلا سے جانبری نہین ہو سکتی - یہ مسلمان تو ہین نہین جنہین ٹڈیون کی طرح پیٹ لونگا - یہ راجپوت ہین جواب کی بار میرے مقابلے کے لیئے بھیجے گئے ہین - جب سیواجی اس سخت تشویش کی حالت مین تھے تو بھگوتی ماتا نے ظاہر ہو کر انکی تشفی کی کہ تو کوئی فکر نہ کر بیدھڑک راجہ کے ساتھ دہلی چلا جا - مین تیری رکشا کر کے تجھے بخیر و عافیت تمام تیرے وطن کو واپس لاؤن گی - اس پر سیواجی کو بڑی ڈھارس ہوئی - چنانچہ اس چال سے بلا ٹال دی ہندؤون کی جانین ہلاک ہونے سے بچالین - ورنہ ہندؤون ہی کا نقصان ہوتا - مسلمان تو ایک بھی نہ مرتا -

نوجوان - بیشک ہندؤون ہی کا کام آجاتے مگر ایک بات کا مجھے افسوس ہے -

سنیاسی - کس بات کا -

نوجوان - میرے نزدیک تو ایسے قوم کش ہندؤون کا مرجانا ہی بہتر تھا - مہاراج جے سنگھ اور انکے سپاہی جتنے ہین سب ہیچ ہین - انھون نے اپنے دھرم کرم کو

یہان کا میدان خالی پاکر شاہی لشکر ادھر لوٹ پڑے اور پونا ار اہنگڈھ نرسنگ گڈھ وغیرہ پر تصرف کر بیٹھے - اس لئے میرا ارادہ ہے کہ جاکر پتہ لگاؤن کہ یہ میرا گمان صحیح ہے یا غلط -

نوجوان - واپسی کا کب تک ارادہ ہے -

سنیاسی - ٹھیک نہین بتلا سکتا -

اس گفتگو کے بعد چندر شیکھر سنیاسی نے ایک سمت کی راہ پکڑی - اور ہمارا نوجوان دوست رگھنا تھ راؤ بھی گھوڑے پر سوار ہوکر کسی طرف چلدیا -

---

تیرھوان باب

تمہاری دید بازی کی تمنا نے ہمین مارا

مگر ہم اس چمن سے اب برنگ بو نکلتے ہین

قدرت کے کارخانے جدا ہین کہین دھوپ ہے کہین سایہ کبھی دن ہے کبھی رات - کہین خوشی ہے کہین غم - کوئی گدگدے بچھونے پر میٹھی نیند کے مزے لے رہا ہے - کسی کو پھٹی بوسیدہ چٹائی بھی میسر نہین - کوئی فکرون سے گھلا جاتا ہے کوئی بیفکری سے زندگی بسر کرتا ہے - کوئی شربت وصل جانان سے سیراب ہے کسی کو فراق محبوب مین تمام شب کروٹین بدلتے بدلتے گذر گئی - اسے دین و دنیا کا ہوش نہین - اسے کیا خبر کہ آفتاب کس طرف سے چڑھتا ہے اور کسطرح دنیا کو روشن کرتا ہوا غروب ہوجاتا ہے - ہجر کے ستائے ہوؤن کو دنیا کی دلچسپیون کا کیا لطف معلوم - جب دیکھیے اسکے چہرے پر غیر معمولی اداسی ہی پایئے گا - اوس غمزدہ کی آنسو بھری ہوئی آنکھون سے تار نظر بھیگ بھیگ کر نکلتے ہی دیکھیئے گا -

اسوقت ایک نوجوان بستر پر لیٹا ہوا رو رہا ہے - اُس کی زبان سے

یہ کلمے نکل رہے ہین۔

"ہائے مجھ بد نصیب کو آرام کہان ؟ میرا مقدر مجھسے خلاف ہے۔ ایشور مجھسے روٹھ گیا۔ اے ساری دنیا کی بلاؤ تم آکاش تک کی بلاؤن کو اپنے ساتھ لیتی آؤ اور پل مارنے مین مجھ بد قسمت کا کام تمام کردو۔ ہائین۔ یہ کون شخص ہے کیا اسے ہم نے کبھی دیکھا ہے۔ یہ زمانے کا ستایا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ دیکھئے نا اسکی آنکھون کا سیلاب کسی طرح رُکتا ہی نہین۔ کیا کہین کا سوتا کھل گیا۔ آخر سیلاب کہان سے پھوٹ نکلا۔ دریا۔ جھیل۔ تالاب پر تو آفتاب کی تیز کرنین پڑنے سے بھاپ بن جاتی ہے جو ہوا مین ملکر کچھ شبنم اولے اور برف بنکر گر پڑتی ہے اور کچھ بادل بنکر ہوا کے ٹھنڈے جھونکھون سے پانی کی صورت مین زمین پر گر پڑتا ہے۔ یہ تو نیچر کی فلاسفی ہے بھاپ سے بادل بنجانے سے بارش کا پتہ چلتا ہے اگر قدرت ان چیزون کو نہ بنائے تو بارش بھی نہ ہو۔ جب ان چیزون کے بننے مین کسی طرح کا نقص پڑ جاتا ہے پھر ایک بوند نہین برستا۔ تو اس نوجوان کے جسم مین کیونکر بھاپ بنی اور بادل کہان سے آگئے جسنے آنکھون کی راہ سے ابر نو بہار کیطرح تقاطر کر رکھا ہے۔ پہلے اس نوجوان کی شناخت تو کرین یہ آفت کا مارا کہان سے آگیا اور کیون رُو رہا ہے۔

اسکا خوبصورت چہرہ۔ اونچی پیشانی کیا کبھی تمھاری نظر سے گذر چکی ہے اُسکی اٹھتی ہوئی جوانی کی نکلی ہوئی کوپل یعنی سبزہ خوابیدہ کی ہلکی ہلکی نیلاہٹ کے جھلکے کیا ہم دیکھ چکے ہین۔ جناب! اسکا دلفریب حُسن دیکھنے کے قابل ہے اس کا گورا گورا پنڈا بالکل نقرۂ خام کا معلوم ہوتا ہے۔ جس مین گلابی گلابی سرخی نے مل کر اس کے حسن کا کچھ اور ہی عالم کر رکھا ہے۔ کیا اس شکل وشمایل کا کوئی آدمی تمھاری نظر سے آجتک گذرا ہے۔ اس کی بلند پیشانی اسکی خوش طالعی کا پتہ دے رہی ہے۔ اس کے پرزور بازو اسکے بہادر ہونے کے شاہد ہین۔ اس تیجسوی پُرش کو کہین دیکھا ہے۔ کہان دیکھا ہے ؟۔ ناگپور مین دیکھا ہے۔ چندر موہنی کے باغ مین یہی گلرو

ہماری نظر سے گذرا تھا۔ شایستہ خان کے ساتھ اسی نے جنگ کی تھی بارہا چندر شیکھر سنیاسی کے ساتھ گفتگو کرتے بھی دیکھ چکے ہین۔ ہو نہو یہ وہی شخص ہے۔ اسی کا نام رگھناتھ راؤ ہے دیکھا آپنے اسکا وہ رنگ روپ جاتا رہا۔ اسکا چہرہ زرد پڑ گیا ہے۔ جسم پر منون خاک تھی ہوئی ہے۔ کیا کوئی دوسرا تو نہین ہے اگر رگھناتھ راؤ ہے تو وہ مستقل مزاج بردبار اور مضبوط دل والا بہادر آدمی ہے۔ وہ ہوتا تو اسقدر کبھی نہ روتا۔ مگر نہین اوسکا دل بھی چوٹ کھایا ہوا ہے۔ چندر موہنی کی مفارقت نشتر بن رہی ہے۔ اوسی کی یاد مین چشم خونبار سے پانی کا سوتا اوبل پڑا ہے۔ درحقیقت یہ خیال بہت صحیح ہے۔ ہمارے گمان کی تصدیق اسی خیال سے ہو رہی ہے۔ بوگ کی آگ بہت بھینکر ہوتی ہے۔ اسکے بھڑکتے ہوے شعلے کسیطرح بجھائے نہین بجھتے۔ سارا جسم ہلدی کے رنگ مین رنگ جاتا ہے۔ خون خشک اور آنکھون مین حلقے پڑجاتے ہین۔ ہڈیان نکل آتی ہین۔

اے حسن کے جذبات! نہ معلوم تم مین کس بلا کا اثر ہے کہ تم بغیر رنگ لائے نہین رہتے۔ اور لطف یہ کہ جس طرح حسن کی دل لبھانے والی ادائین اپنا جادو پھینکنے مین کمی نہین کرتین۔ اسی طرح الفت کے جذب محبت کا مخفی اثر اور محبت کرنے والون کی دلی بیچینی بھی بغیر اپنا اثر دکھائے نہین رہتی عشق و محبت کے مارے ہوؤن کا چین اور آرام مفقود ہو جاتا ہے۔ صبر و قرار جواب دیدیتے ہین۔ رنج و غم کی گھٹا ہر وقت چھائی رہتی ہے۔ تم دل کو روتے ہو آنکھون کو کوستے ہو یہی دونون تمہارے دشمن ہین۔

اسوقت رگھناتھ راؤ کے چہرے کی اگلی سی رونق تشریف لیگئی ہے ہوائیاں اڑ رہی ہین۔ اوسکا کلیجہ کوئی چٹکیون سے مسلے ڈالتا ہے۔ دل بیٹھا جاتا ہے۔ طبیعت نڈھال ہوئی جاتی ہے۔ چندر موہنی کی بھولی بھولی صورت۔ چاند سا مکھڑا اور جادو بھری آنکھون نے ہمارے دوست پر جادو پھونک دیا۔ اُف کس طرح بے چین ہے۔ کبھی کلیجہ ہاتھون سے تھامتا ہے۔ کبھی اوٹھ کھڑا ہوتا ہے کبھی کہتا ہے۔ ہاے میرا دل چوری گیا۔

جس کے قبضے مین اسوقت دل ہے اُس کے پاس کیونکر جاؤن۔ ہائے بڑی ناموسی ہوگی۔ چندر شیکھر جی سنین گے تو کیا کہین گے۔ کبھی آہ کے ساتھ یہ شعر نکل جاتے ہین۔

رہین اُس باغ مین ہم پاس بلبل کے نہین یارا	تلاش عارض گلگون مین اب ہوتے ہین آوارا
گریبان جیب گل کیطرح ہے صدچاک اب یارا	تمھاری دیدبازی کی تمنا نے ہمین مارا

مگر ہم اس چمن سے اب برنگ بو نکلتے ہین

جگر برباد مژگان سے ہر اک دم تیر لگتا ہے	ترٹپتا ہے جگر شوق شہادت دلمین پیدا ہے
نہین مین جھوٹ کہتا یہ مرے آگے سوالا ہے	تمھاری راہ مین برگشتہ ہونے کی تمنا ہے

ہتیلی پر دھرے سر عاشق ابرو نکلتے ہین

کنور رگھناتھ راؤ کی طپش دل کم نہین ہوتی۔ سیلاب اشک کی طغیانی بڑہتی جاتی ہے۔ انکی ناقابل حالت، دیکھکر ہمارا دل بھی بے قابو ہوگیا۔ کنور جی! تمھین کیا ہوگیا ہے۔ کیون ان بے سر و پا باتون مین اپنے خیالات پراگندہ کر رہے ہو۔ ذرا آئینہ لے کر دیکھو منھ کیسا اوتر گیا ہے۔ جسم سوکھ کر کانٹا ہوگیا چہرے کی آب و تاب جاتی رہی۔ بارہا تمھین دیکھا ہے مگر آج کی ایسی بے چینی کبھی دیکھنے مین نہین آئی ہم تمھین پہچان ہی نہ سکے۔

کنور جی شعر پڑھتے پڑھتے گھوڑے کے پاس آئے اور خدا جانے کس خیال سے سوار ہو کر پونا کی طرف چلدیے۔

باب چودھوان

قیامت کی خلش آفت کی کاوش قہر کی سوزش

مرے دلمین تری حسرت ہے یا کانٹا ہے چھالے ہین

ساری دنیا کا روشن کرنے والا نورانی کرہ دن بھر سفر کرتے کرتے مغربی افق مین روپوش ہوگیا۔ زمانے کے انقلاب کی تصویر آنکھون مین پھر گئی

دن ہوارات ہوئی۔ صبح ہوئی شام ہوئی یہ آئے دن ہر گھڑی ہر ساعت کی تبدیلیان بتا رہی ہین کہ دنیا کی کسی چیز کو اعتبار نہین۔ وہ طلائی قرص یا کندن کی طرح چمکتا زر خالص کا ایک گول تھال جو ساری کائنات پر نور برسا رہا تھا کہان گیا۔ وہ چارون طرف آنکھون کو خیرہ کر دینے والی شعاعون کا جھمگھٹا دنیا سے ناپید ا ہو گیا۔ وہ گرم گرم ہواؤن کے چلتے ہوئے جھونکے اب دماغ کو منتشر نہین کرتے۔ اب تو عالم ہی اور ہے۔ رات کا قدرتی سناٹا پھیلتا جاتا ہے۔ جھلملاتے ہوئے تارون نے نیلے آسمان پر اپنے ڈھلے ہوئے جوبن کی بہار دکھانا شروع کر دی ہے۔ سطح فلک پر سیاہی سی دوڑ گئی۔ دوکاندار دوکان بڑھانے لگے۔ دن بھر کی مشقت اٹھائے ہوئے کسان ہل کاندھون پر رکھے بیلون کو ہانکتے چلے جاتے ہین۔ اسوقت ہمارا پرانا دوست رگھناتھ راؤ بھی باد رفتار گھوڑے پر سوار پونا کی طرف رخ کیئے ہوئے چلا جارہا ہے۔

چندر موہنی کا خیال ہمدرد بنا ہوا غمگساری کر رہا ہے۔ اسوقت وہ کچھ ایسے الجھیڑون مین پھنس گیا ہے اور خیال یار مین ایسا محو ہے کہ اوسے نہین معلوم مین کون ہون اور کدھر جا رہا ہون۔ اسکا مرکب بھی سر ڈالے ہوئے آہستگی کے ساتھ اس خیال سے پھونک پھونک کر قدم دھر رہا ہے کہ ایسا نہو ہمارے راکب کے دکھے ہوئے دل پر کہین ٹھیس لگ جائے اور وہ درد سے بیچین ہو کر زمین پر آرہے۔ حالانکہ اُسکی شوخیان کہے دیتی ہین کہ یہ حیوان تیز رفتاری مین ہوا پر بھی فوق لیجا سکتا ہے۔ کیونکہ کنور رگھناتھ راؤ کے چمکار دینے سے کبھی کبھی یہ حیوان آپے سے باہر ہو کر زمین پر پاؤن ہی نہین رکھتا۔

آہ عاشقون کی قسمت ہی ایسی ہوتی ہے جس طرف دیکھیئے یہی نظر آتا ہے آہ عشق مین مایوسی ہی ہوتی ہے ایسا خوش قسمت تو دیکھنے مین نہین آیا جس کو عشق مین کامیابی نصیب ہوتی ہو۔ باغ ہی کو دیکھیئے جب پھول اپنے پورے جوبن پر ہوتے ہین اور ہر ایک درخت اپنی دلکش بہار سے صحن چمن کو رونق کر دیا کرتا ہے اور جب بلبل سمجھتی ہے کہ وہ ہمیشہ انھین خوشیون مین

رہے گی اور اسی قسم کی بہار دیکھتے دیکھتے اپنی عمر گذار دے گی تو اسوقت زمانے کا برباد کرنے والا ہاتھ وہان تک پہونچ جاتا ہے۔ جہان کبھی شاہدان چمن یعنی ننھے ننھے پودے اپنے ہریالی سے باغ کی ترو تازگی دوبالا کرتے ہین اور جہان رنگ رنگ کے پھول اپنی دلکشی سے صحن چمن مین دلفریبی کی بہار پیدا کر دیا کرتے ہین وہان خزان اپنا اثر دکھا ہی دیتی ہے کہ سوا خس کے اور کوئی چیز نظر نہین آتی جہان کبھی نرگس کے دیکھنے کا اتفاق ہوا کرتا تھا۔ وہان آنکھین نظر آنے لگتی ہین غرض جس چیز کو لیجئے یہ نظر آئیگا کہ زمانہ اسوقت دھوکا دے رہا ہے۔ جبکہ انسان سمجھتا ہے کہ اب اُسکی آرزوئین پوری ہونے والی ہین عاشقون کی طرف توجہ ہونے سے یہی دکھائی دیتا ہے کہ اول تو کسی کو شب وصل نصیب ہی نہین ہوتی اور اگر کسی خوش نصیب کو قسمت کی خوبی سے ایسا موقع مل بھی گیا اور اُسکو برسون کی دعاؤن اور سیکڑون قسم کی تکلیفون کے برداشت کرنے کے بعد اگر یار کا وصال میسر ہوا تو پھر آسمان نے اُسکو ایسی گردشون مین ڈالا کہ اس ایک لمحہ کی خوشی کے بدلے برسون کا غم دکھلایا اور لاکھون قسم کے رنج دکھائے یہانتک کہ وہ بیچارا دنیا سے تنگ آکے کسی ویرانے مین گوشہ نشین ہوتے ہوتے یا تو کسی صحرائی درندے کا شکار ہوا یا میرے خیال مین جس چیز کو دیکھئے گا یہی نظر آئیگا۔ مین نے کبھی کسی عاشق کو نہین دیکھا کہ وہ خوش ہو بلکہ جس کو دیکھا کسی کو تو یار کے ظلمون اور جفاؤن کے شکوے کرتے سُنا اور کسی کو آسمان کی دشمنی اور زمانہ کی مخالفت پر روتے پایا۔ بس یہی حال ہمارے رگھناتھ راؤ کا ہے اسکی رقت قلب سے زبان بند ہے اسکے چہرے کے تغیر و تبدل سے عیان ہوتا ہے کہ چندر موہنی کی لگاوٹ باز انکھڑیون کا بیمار ہے اُسکی نکیلی پلکون کا گھائل ہے۔ ایکبار اسکے مُنہ سے آہ کے ساتھ یہ جملے نکل گئے۔

"کمبخت عشق ہا مہلک مجنت ہے۔ کیا جانے اب اُن سے (چندر موہنی سے) ملاقات ہوگی یا نہین۔ اُسدن تو کچھ سویرے چلے تھے۔ کیسے موقع پر پہونچ گئے۔ پرماتما! دیالو پتا! تیرے رحم کا خواہان ہون اپنی رحیمی سے مجھے میرے

دلدار تک پہونچا دے۔ چندر موہنی میرا انتظار کر رہی ہوگی۔ میرے دھیان مین مستغرق ہوگی۔ روتی ہوگی۔ اگر پھاٹک بند ہوگا تو کیا کرون گا۔؟ اُس سے کون خبر کریگا۔ کہ جنگل بیابان کی خاک چھانتا پہاڑون سے سر ٹکراتا تیرا عاشق جانباز تیرے دروازے پر کھڑا تیرا انتظار کر رہا ہے۔ کاش وہ اپنے باغ مین نہوئی کہین چلی گئی تو مین کیا کرون گا۔ کدھر ڈھونڈھونگا۔ اگر اُسکے پتا کو یہ بات معلوم ہوگئی اور اُنھون نے مجھے دیکھکر کہین پکڑ لیا تو بڑی قباحت ہوگی۔ ہاے مین کیا جواب دونگا سوا ے پشیمانی کے کیا حاصل ہوگا۔ کیا مین اُن سے کہنے بیٹھون گا۔ تمھاری بیٹی میری معشوقہ ہے۔ بڑی شرم کی بات ہے وہ کہین گے میری بیٹی کو بازاری کسبی سمجھ لیا ہے۔ میری پاکدامن عفیفہ لڑکی پر ڈورے ڈال رہا ہے۔ ہاے کیا کرون کیا نہ کرون۔

اس طرح کے منصوبے کرتے اس طرح کے خیالی پلاؤ پکاتے ہمارے دوست رگھناتھ راؤ کوے دلدار کی طرف متوجہ ہین۔

میل دو میل اسی پیچ و تاب مین طے ہوگئے یکایک اُنھون نے اپنے رہوار کو مہمیز دی وہ ہوا سے باتین کرنے لگا۔

پونا قریب آگیا تھا۔ سامنے سے چند مسلح جوان آتے دکھائی دئے۔ کنور رگھناتھ راؤ پر نظر پڑتے ہی سب کے سب اُنکی طرف دوڑے۔ اور آتے ہی سبھون نے قدم لیئے۔ رام رام اور مزاج پرسی کے بعد باتین ہونے لگین:

کنور جی۔ مین نے سُنا تھا تم لوگ سیواجی کے ساتھ دہلی گئے۔ یہ کیا بات ہے۔؟

ایک جوان۔ جی ہان! ہم لوگ وہین سے آتے ہین۔

کنور جی۔ کیون۔؟

دوسرا جوان۔ اورنگ زیب کے دلی بغض اور کینہ پروری کے خیالات سے ہمارے مہاراج کو جیل کی ہوا کھانا پڑی۔ اسوقت وہ قید مغل مین بند ہین بادشاہ نے قول و قسم کی پروانہ کی اور نہ عہد و پیمان کا لحاظ رکھا نظر بندی کا حکم دے ہی دیا۔

ان فقرون نے ہمارے مہربان پر جلتے تیل کا کام کیا۔ سینے کی آگ بھڑک اوٹھی کلیجہ دھک دھک کرنے لگا۔ آنکھون سے خون چھپک پڑا۔ آتشین شعلے منہ سے نکلنے لگے۔ اسوقت چندر موہنی کا بھی خیال نہین۔ دونون بازو پکڑ کر اُٹھے میان پر ہاتھ پڑ گیا۔ اور کرۂ ہوا مین بجلی کی طرح تلوار چمک اٹھی۔

رگھناتھ راؤ نے پوچھا۔

"ہائین! یہ کیسی خبر ہے۔ کیون؟ سیواجی قید کر لیئے گئے۔ لعنت ہے تم پر اور تمھارے ہاتھ پاؤن پر تمھارا آقا قید ہو اور تم یہان منھ دکھانے آؤ۔ تمھاری بہادری اور تمھارے نام پر زدوف ہے۔ تم زنانے کیون نہ پیدا ہوئے چوڑیان کیون نہ پہن لین۔ مرد کا نام کیون ڈبویا۔ مہاراشٹر ویر ہو کر مرنا نہین جانتے تھے۔ کیا تم مین آریہ ویرون کا خون نہین اگر تم آریہ سنتان ہو۔ تے تو وہین کٹ مرتے۔ تم مغلون کی ہیبت سے بھاگ کھڑے ہوئے تم ہندو نہین ہو۔ ہندو ہوتے تو ضرور مغلون کی اس کارروائی پر گوشمالی کر دیتے۔ معلوم ہوا تم مین اپنے وطن اور اپنی قوم کی اہمیت نہین۔ تم حوصلہ نہین رکھتے تم پست ہمت ہو۔ تم مین راجپوتی خون کی بڑھی ہوئی ضد نہین۔ تم مین ذرا بھی حس نہین کیا کہون تمھاری طرح مین بزدل نہین ہون۔ تم میرے پاس سے چلے جاؤ۔ تم دشمن ہو دوست نہین۔ خود مطلب۔ خود غرض میرے خیالات کی وسعت تمھاری صورت دیکھنے سے تمھاری ہمت کی طرح کم ہوئی جاتی ہے۔ تمھارے کھڑے ہونے سے میرا دم الجھتا ہے تم ہندوستان نہوتے۔ مہاراشٹر دیش کے ویر نہ ہوتے یا سیواجی کے ملازم نہ ہوتے تو آج ہی تمھارا قلع قمع کر دیتا۔ تمھارے سر زمین پر ٹھوکرین کھاتے ہونے سے اب چلتے پھرتے نظر آؤ۔ مین تمھارا منہ دیکھنا نہین چاہتا۔

ٹھیک جوان۔ (تھر تھر کانپتا ہوا) مہاراج! سیواجی کی ہی اجازت سے ہم ادھر آئے ہین۔ اسوقت جنگ ٹھان دینا اپنا ہی نقصان کرنا ہے۔ وہ فرماتے تھے۔ کہان مغلون کی لاتعداد فوج اور کہان چھوٹی سی جماعت

مرہٹون کی کیونکر سر برہو سکتے ہین۔ الیشور چاہے گا کسی نہ کسی جگت سے ہمارے سرکار اورنگ زیبی جال سے نکل آئین گے۔ مانا اورنگ زیب کی قید قید فرنگ سے کم نہین۔ شاہ جہان اُسکا باپ سات سال کی قید سنگین اوٹھا کر آخر کار جادہ پیمائے عدم ہوا۔ ایک ایک بوند پانی کو ترس گیا اورنگ زیب کو ترس نہ آیا۔ اپنے بیٹے سلطان محمد کو سٹرا سٹرا کر مار ڈالا۔ بہادر شاہ کی ۸ برس تک حجامت نہ بننے دی بیچارہ ریچھ کی صورت ہو گیا۔ اورنگ زیب کا دل نہ پسیجا۔ جب قبلۂ کونین اور کلیجے کے ٹکڑون سے یہ بے رحمیان ہوئین تو ایک دشمن اور وہ بھی سیواجی سے جانی دشمن کے ساتھ بدسلوکیون کا کیا پوچھنا۔ سیواجی پر آئے دن سختیان بر تی جاتی ہونگی۔ یہ تو سب کچھ ہے مگر حضور خیال کرین عجیب جیوٹ کے آدمی ہین۔ شاہی احکام نے اور باتون مین تو اپنا رنگ جمالیا مگر آقائے نعمت (سیواجی) کی مذہبی مرٹک سے ایک پیش نہ گئی اُنکے لئے روز تازہ پھول مالی دے جایا کرتا ہے۔ قید مین بھی شیوجی کی پوجن ہوا کرتی ہے۔ کنور صاحب! آجتک ہم نے اپنے آقا کی عدول حکمی نہین کی۔ چنانچہ اسوقت بھی اونھین کے حکم سے اپنے دیش کو پلٹ آئے ہین۔

کنور جی۔ (غصہ فرو کر کے ذرا ملائمت سے) کس قدر تعداد مین تم لوگ واپس ہوئے ہو۔

جوان۔ کوئی پچیس آدمی ہونگے اور لوگ پیچھے آرہے ہین۔

یہ سُنکر کنور رگھناتھ راؤ نے اپنے گھوڑے کو مہمیز دی سیا تو پونا کی سڑک پر تھے یا رُخ بدل کر دوسری طرف کا عزم کر دیا سوہ بادرفتار حیوان بھی ہوا سے باتین کرنے لگا۔ بات کی بات مین پونا کی سرحد سے نکل کر کسی دوسری سڑک پر ہو رہا۔

اسوقت انکو نہ بھوک ہے نہ پیاس نہ نیند ہے نہ الکساہٹ۔ اگر ہے تو حوصلہ اور جیوٹ وہ چاہتے ہین کسی طرح دہلی پہونچ جائین۔

دہلی کے چارون شہرپناہ کے پھاٹکون پر مغل ننگی تلوارین لئے گھوڑے

چمکا رہے ہین ہر ایک پھاٹک پر پہرا چوکی کا انتظام ہے رات کچھ ایسی زیادہ نہین گئی تھی - روشنی کا معقول انتظام تھا - پھاٹک جلد بند ہو جائیگا ادھر کے آدمی ادھر اور ادھر کے آدمی اُدھر رہ جائین گے - کنور رگھناتھ راؤ نے پہرے کا کچھ خیال نہ کیا - بلا وسواس گھوڑا پھینکتے ہوے پھاٹک کے اندر گھس آئے ایک سنتری نے روکا اور پوچھا -

سنتری - تم کون ہو؟

کنور جی نے سنتری کی بات کا جواب کچھ نہ دیا اور گھوڑا اخیز کرتے ہوے آگے بڑھ گئے - دوسرے سنتری نے دور ہی سے ڈانٹ بتائی - او جانے والے گھوڑا روک - یہ کہکر لپکا اور گھوڑے کی راس تھام لی کنور جی نے تلوار میان سے نکال سنتری کا سر قلم کر دیا - اتنے ہُلڑ مچ گیا - جتنے پہرے دار سنتری تھے "لینا لینا" کہتے دوڑ پڑے - تلوار چلنے لگی - میدان کشت و خون گرم ہو گیا - کنور جی کی تلوار بلاے بےدرمان تھی جسپر پڑی دو ٹکڑے - جسوقت سنتری دانت کٹکٹا کر جھپٹتے کنور جی اکڑ کر کھڑے ہو جاتے جسکی قضا ہوتی سامنے آجاتا اور چاروں شانے چت زمین پر ڈھیر ہو جاتا - غرضکہ ایک ایک وار مین دو دو تین تین چار چار کی خبر لیتے - مغل تعداد مین پچاس تھے اور یہ ایک دم - سب بتی بول گئے پچیس نفر کو اورنگ زیب پر تصدق ہو جانے کا فخر حاصل ہو گیا - حق نمک کے مقروض نہ رہے - کنور جی نے پچیس لاشین لمبی لمبی لٹا دین - اس معرکہ سے تمام شہر مین تہلکہ پڑ گیا اس تہلکے کی خبر سیوا جی کے بھی کان تک پہونچ گئی -

کنور جی کی چیوٹ اور بہادری کا کیا کہنا جہان پاؤن گڑ گئے پھر اکھڑنا محال ہو گیا مغلون کے یورش کی انھین کچھ پرواہ نہ تھی - انکی شمشیر برق خاطف کا کام کرتی تھی جسپر گرتی خرمن ہستی برباد کر دیتی - مغلون کی چھوٹی سی جماعت گھبرا گئی - جو تلوار اوٹھائے تھا ٹکڑے ہو گیا -

کنور جی تھک بہت گئے تھے اب اون مین پھرتی نہین رہی تھی - جا بجا کئی زخم بدن پر آگئے - گھوڑا بھی مجروح ہو چکا تھا - خون بہ جانے سے جسم مین کمزوری آگئی تھی - گھوڑے کی پشت زخمی ہو جانے سے خون کے سراٹے نکل رہے تھے

گھوڑا زمین پر پاؤن ٹیکنے لگا۔ کنورجی پشت زین سے کود پڑے۔ آنکھون تلے اندھیرا آگیا سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ کسی نے آواز دی اس کافر کو مار نہین لیتے بدحواس ہوگیا ہے۔ ایسا نہو پھر اوٹھ کھڑا ہو۔ کوئی بولا اسے پکڑ لو۔ بادشاہ کے پاس لے چلو۔ کسی نے تلوار اوٹھائی۔ کوئی بھالا لے کر دوڑا۔ آخر کار طے پایا اسے زندہ گرفتار کر لو۔ حضرت ظل سبحانی کے آگے لے چلین گے انعام پائین گے۔

اب جوق جوق سپاہی اور تماشائی جمع ہو گئے۔ جسطرح دریا کا باندھ ٹوٹ جانے سے پانی کی روک نہین رہتی۔ اور جدھر نشیب دیکھتا ہے بہ نکلتا ہے۔ اُسی طرح شہر مین ہلڑ ہو جانے سے تمام خلقت اُمنڈ پڑی۔ ہزارون مغل ننگی تلوارین لیئے ارد گرد جمع ہو گئے۔ فقرے چست ہو رہے ہین۔ کوئی آوازہ کستا ہے کوئی کہتا ہے۔

"آدمی کیا ہے موت کا فرشتہ ہے۔ کسی نے کہا اسنے بہت سے سپاہی بات کی بات مین حلال کر کے رکھ دلے۔ بڑا جنگجو بڑا بہادر ہے۔ کوئی بولا مر گیا۔ اب اسمین رمق بھر جان نہین۔ کوئی کہتا ہے پاس گئے اور ادھر لیئے گئے۔ یہ مجسم موت ہے۔ ہڈیان پسلیان تک چبا جائے گا۔ کسی نے آوازہ کسا۔ آدمی کاہے کو بھوت ہے بھوت۔ کوئی بولا۔ بھوت ہو۔ دیو ہو وہ کچھ ہی کیون نہو مگر کیسا بانکا جوان ہے۔ کوئی پکارا۔ یہ سیواجی کا مقرب ہے مصاحب ہے۔ اگر زندہ رہا تو سیواجی کے لئے آفتین برپا کر دیگا۔"

لوگ اسی طرح کی بڑ ہانک رہے تھے۔

الغرض تمام شہر مین یہی چرچے ہو رہے تھے۔ اہل شہر اپنے اپنے گھرون سے اس جنگجو یوتا کی زیارت کے لیے دوڑے چلے آرہے ہین۔ اسقدر بھیڑ جمع ہوگئی اگر تھالی پھینکی جائے تو شاید سرون کے سوا زمین پر نہ گر سکے۔ ازدحام کی کثرت سے شانے سے شانہ چھلتا تھا۔ سرکاری سپاہیون نے چاہا مجمع منتشر کر دین لیکن کوشش کارگر نہ ہوئی ایک جاتا تھا تو دس آتے تھے۔

القصہ ہمارا مجروح دوست رگھناتھ راؤ اسوقت زخمون کی کھٹک سے بیٹھ نہ سکا۔ زمین پر لیٹ گیا۔ غشی طاری ہوگئی۔ چند سپاہیون نے اوٹھایا اور پالکی پر لاد کر حضرت ظل سبحانی کی خدمت مین لے چلے۔

باب ۱۵ پندرھوان

پھر حسرت وارمان وتمنا ہی نہ ہونگے
اے یاس نہ کر بے سروسامان مرے دلکو

اورنگ زیب کے عہد خلافت مین قیدیون کی بڑی خرابیان ہوتی تھین خصوص ہندو قیدیون کو وہ شدائد اور وہ سختیان برداشت کرنا پڑتی تھین کہ بیان سے باہر تھین۔ اورنگ زیب کی خاص غرض تھی جتنے ہندو ہین پھڑکا پھڑکا کر مار ڈالے جائین اگر اسلام قبول کرین تو سختیون مین کمی کردی جائے۔ ہندؤن کو مذہبی عبادت کی روک ٹوک تھی۔ پوجا پاٹ کی سخت ممانعت۔ کھانے پینے کی چیزین خراب کردی جاتی تھین ان مصیبتون سے ہندو قیدیون کو دھرم بچانا دشوار ہوجاتا تھا ہندو قیدی کا جیل سے زندہ نکلنا ہی دشوار تھا اور اگر نکلا بھی تو مسلمان ہوکر ہندون کو دائمی قید بھگتنا پڑتی تھی قید ہی مین سڑا کر مار ڈالا جاتا تھا۔

آج ہمارا شیر دکن کا سورما کنور رگھناتھ راؤ اورنگ زیب کے یہان قید ہے جسم مین پٹیان بندھی ہوئی ہین۔ جو بدن ماہتاب کیطرح چمک رہا تھا آج داغدار دکھائی دیتا ہے۔ دو چار قدم چلنا بھی دوبھر ہورہا ہے۔ جسم بالکل لاغر ہوگیا ہے۔ آنکھون مین حلقے پڑگئے ہین۔ ہڈیان نکلی پڑتی ہین۔ یہ سب کچھ ہے مگر اسکے دل مین کمزوری نہین۔ اُسکی چوٹ اُسی طرح کی ہے۔ وہ ثابت قدمی سے قید کی سختیان اُٹھا رہا ہے۔ مگر حوصلے مین کمی نہین۔

خوش قسمتی سے اسکے کھانے پینے کا انتظام ایک راجپوت کے ہاتھ مین آگیا اکثر مہاراج جے سنگھ اس قیدی کو دیکھ جایا کرتے تھے۔ لیکن کنور جی اُن سے کبھی مخاطب نہ ہوتے۔ اور نہ کبھی بھر نگاہ اون کی طرف دیکھا۔ بلکہ جسوقت وہ

تشریف لاتے تھے کنور صاحب کی تیوریان چڑھ جاتی تھین۔ غصہ کی آگ بھڑک اوٹھتی تھی۔

وہ راجپوت جو کنور صاحب کی خورد نوش کا انتظام کرتا تھا۔ خوش نصیبی سے رحیم بھی تھا وہ ہندو بھائیون کی خرابیان دیکھ کر دل مین کڑھتا تھا۔ مگر ہیبت سلطانی سے کبھی اس بات کا ذکر کسی سے نہین کیا۔

اس راجپوت کا نام بھیرون سنگھ تھا۔ کنور جی نے صرف دودھ اور پھل پر قناعت کی تھی۔ اسکے سوا اور کوئی چیز زبان پر نہ رکھتے تھے۔

محبس کے چارون طرف جنگی سپاہیون کا پہرا ہے۔ بھیرون سنگھ کو کنور صاحب سے بولنے کی اجازت نہین۔ وہ گونگے کی طرح آتا اور دودھ اور پھل وغیرہ رکھکر چلا جاتا کبھی کبھی اسکے ہمراہ ایک جراح بھی آتا ہے اور اونکے زخمون پر مرہم لگا پٹیان چڑھا دیتا ہے اسکو بھی زیادہ بات کرنے کا حکم نہ تھا۔

رفتہ رفتہ کچھ روز یون ہی گذر گئے۔ اب اس مجروح دوست کے بدن پر ایک بھی پٹی نہین رہی۔ زخم خشک ہوگئے۔ بازوؤن مین پھر پہلی سی طاقت آگئی۔ لیکن فکر توہمات از حد بڑھے ہوے ہین۔ اسوجہ سے انہین جیل مین کسی طرح قرار نہین ہوتا۔

آج ہمارا دوست اوٹھکر بستر پر بیٹھ گیا۔ صبح صادق کی ٹھنڈی ہوا دل ودماغ کو فرحت دینے لگی۔ جیل سے باہر درختون پر بیٹھے ہوے طائر یاد معبود مین چہچہہ زن زن ہین ہمارے مضطرب دوست کا سینہ اونکی آزادی دیکھکر اومنڈ آیا۔ اور کسی جانگزا خیال نے قلب وجگر پر چھاپا مارا۔ طبیعت بے قابو ہوئی اور بستر پر لیٹ رہے۔ دلی منصوبون نے تانتا باندھ دیا۔ اس وقت اسکا چکر کھاتا ہوا سر اسکے اختیار مین نہین رہے۔ جب چند گذرنے والے لمحون کے بعد جو انسانی طبیعت کے انقلابات کو تبدیل کردینے مین بہت دخل رکھتے ہین اسکی بیخودی اور خود رفتگی مین کچھ کچھ کمی ہوئی۔ تو اسطرح اپنے دل ہی دلمین کہنے لگا۔

واہ چرخ شعبدہ باز زمانہ بھی کتنا خود مطلب ہے۔ کوئی کیسی ہی مصیبت مین مبتلا

کیون نہو مگر دوسرے کو اپنے مطلب سے مطلب ہے۔ کتنے دن ہوئے ان ملکشون کی قید مین پڑے پڑے اور کسی نے خبر تک نہ لی۔

اسی خیال مین دس بج گئے۔ آفتاب آسمان کے آدھے بالائی کرہ کی مسافت طے کر گیا۔ اتنے مین بھیرون سنگھ دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اور دودھ کھیل وغیرہ رکھ کے باہر جانے لگا۔ کنور جی نے اوسے روک کر پوچھا۔

"کیون صاحب! آپ ہماری ایک بات کا جواب دے سکتے ہین"

بھیرون سنگھ کھڑا ہو رہا اور پاس آکر بولا۔

"کیا ہے"؟

کنور جی۔ تم راجپوت ہو۔

بھیرون۔ جی ہان۔

کنور جی۔ راجپوت ہو کر مسلمانون کی نوکری کیون کی۔ کیا تمھین ہندو راجاؤنکی کوئی سرکار پرورش نہین کر سکتی تھی۔ کیا تمھاری مدد کسی دیش بھائی سے نہین ہو سکتی تھی۔

بھیرون۔ مہاراج! جہان پناہ کا حکم ہے کہ قیدیون سے بات چیت نہ کیا کرے لیکن آپ خیال کیجئے کہ میری وجہ سے آپ کے دھرم پر آنچ نہین آسکی۔ آپ دین سے بے دین نہین ہوے۔ ورنہ اب تک آپکا دھرم جاتا رہتا۔

یہ کہہ کے بھیرون دروازہ بند کرتا ہوا باہر نکل گیا۔

یہ قید خانہ نہین ہے یہ شاہی عمارت ہے۔ اسمین متعدد کوٹھریان۔ دالان اور کمرے ہین۔ یہان اکثر شاہی جلسے منعقد ہوا کرتے ہین۔

بھیرون کے جانے کے بعد کنور صاحب اکتا گئے۔ بیٹھے بیٹھے دم الجھا۔ ٹہلتے ٹہلتے دوسری کوٹھری مین آئے۔ اس کوٹھری کے سامنے صحن مین چھوٹا سا چمن لگا ہوا تھا۔ ایک حوض بھی صاف و شفاف پانی سے لبریز دیکھا۔

کنور جی کی طبیعت ہری ہو گئی۔ کنارے حوض کے بیٹھکر منہ ہاتھ دھویا اور پھر اپنے کمرے مین آ گئے۔ اسوقت چہرہ بشاش دکھائی دیتا ہے۔ کلفت مٹ گئی ہے۔ اور وہ سارے خیالات پشیمین جو دل دماغ مین گتھیان

ڈال رہے تھے خودبخود سلجھ گئے۔ دودھ اور پھل رکھے ہوے تھے۔ اٹھا معلوم ہوئی کچھ کھایا۔ پانی پیا۔ الکساہٹ معلوم ہوئی۔ بوسیدہ چٹائی پڑی ہوئی تھی اُسپر لیٹ رہے۔ اور دل سے باتین ہونے لگین۔

"یہ بھیرون سنگھ کون ہے؟ کیا درحقیقت یہ راجپوت ہے۔ اگر راجپوت ہے تو اس نے مسلمانون کی اطاعت کیون کی۔ کیا اس نے اپنا دھرم بھرشت کر دیا۔ کیا یہ ہندو نہین رہا۔ کس سے پوچھون۔ وہ تو اپنا راز کھولتا نہین گونگے کی طرح آتا ہے اور بہرے کی طرح چلا جاتا ہے۔ کمبختون نے مجھے کھیل سمجھ لیا ہے۔ مجھے خوف دلایا کرتے ہین۔ کمبخت کہتے ہین مجھے برچھی سے ہلاک کرین گے۔ کوئی کہتا ہے دین اسلام قبول کرو۔ ہمارے نبی کا کلمہ پڑھو۔ شریعت اسلام مین دس دس محل کرنے کی اجازت ہے پانچ سات جورو ین ملین گی۔ کمبخت شہواتی نفسات کے خوگر۔ ہیجڑو ا مجھے دھمکانے سے کیا حاصل۔ کیا مین اپنا دھرم دیدونگا۔ کیا اپنے بزرگون کا نام ٹھکاؤن گا۔ کیا چھتریون کی عزت کھودون گا۔ کیا تمھارے کہنے سے مسلمان ہوجاؤنگا۔ کیا مین مرنے سے ڈرتا ہون۔ کیا برچھے اور تلوار سے میری روح لرزتی ہے۔ تم نہین جانتے کہ رگھنا تھ راؤ پنت مستقل اور اٹل ارادہ رکھتا ہے۔ وہ کس لیے اپنے ہاتھ پاؤن مضبوط کر رہا ہے۔ رگھنا تھ راؤ تم ایسے بزدلون سے کبھی نہین ڈرتا۔ تمھارے لیے ابھی اُسکے ہاتھ پاؤن مضبوط ہین۔ تم گیدڑون کے لیے اوسکا جوش کافی ہے۔ تمھاری گیدڑ بھبکیون سے وہ نہین ڈرنے کا۔ تم نہین جانتے کہ بھیرون کی لائی ہوئی مٹھائیون اور عمدہ عمدہ کھانون کی اُس نے پروانہ کی وہ صرف دودھ پر قانع رہا۔ کس لیئے کہ اُسکا دھرم خراب نہ جائے۔ کھانون مین ضرور مسلمانون کا ہاتھ لگا ہوگا۔ وہ ایسے کھانے کو ناپاک سمجھتا ہے۔ وہ مرچکا تھا۔ جسم سے بے انتہا خون نکل چکا تھا۔ اوٹھنے بیٹھنے کی طاقت سلب ہوگئی تھی۔ اگر چاہتا تو کھانا پینا چھوڑ دیتا دودھ بھی نہ پیتا اور جان سے ہلاک ہوجاتا مگر نہین اسنے موت کو پھٹکنے نہین دیا وہ زندہ رہا۔ اوسنے دودھ پر

صرف اسی لیے قناعت رکھی کہ اُسکی حیات کی کشتی غرق نہو۔ اُسے بہت کام کرنا ہے وہ مغلون سے اُنکے جور و تعدی کا عوض لینا چاہتا ہے۔ وہ اپنی مذہبی درسگاہین مذہبی تیرتھون اور معبدون کی عظمت پھر قائم کرنے والا ہے وہ ہندؤن کی پست ہمتی اور مایوسی کے کیڑون کو نشٹ کرنے کی تدبیر کرے گا۔ اُسے اپنی جاتی کا پورا یقین ہے اس لیئے وہ اپنے قومی دھرم کی حفاظت اور ترقی مین زیادہ گرمجوشی دکھائے گا۔ اگر موقع ملا اور بھگوتی ماتا کی کرپا ہوئی اور مہاتما چندر شیکھر جی کے کلامون نے صداقت دکھلائی۔ تو انکی پیشین گوئیان ٹھیک گزرینگی۔ ایشور ہماری مدد کرے گا۔ ہم مغلون کی قید فرنگ سے چھوٹ جائین گے۔ اور اپنا قول پورا کرینگے۔ کیا مجھے مسلمان بناؤ گے۔ کیا مجھے نیچ کمینہ سمجھ لیا ہے۔ کیا مجھ مین قومی اسپرٹ نہین۔ ایک نیچ قوم ایک چانڈال ایک کمینہ ایک نیچ جاتی کا احمق گنوار بھی اپنے دھرم کے بچاؤ کیلیئے تمھاری تلوار سے گردن کٹانا اچھا سمجھتا ہے۔ لیکن مسلمانون ہوجانا نہین پسند کرتا۔ مجھے روز روز خوف کیون دکھاتے ہو۔؟ کیا مین تمھارے قبضے مین رہونگا مین نہ جے سنگھ ہون نہ جسونت سنگھ۔

اتنے مین ہلکی آواز کے ساتھ دروازہ کُھل گیا۔ کنور جی بحر خوض مین ڈبکیان لے رہے تھے۔ دروازے کی آواز سے چونک اُٹھے وہ چارون طرف دیکھنے لگے۔

اس کے بعد کچھ مسلمان سپاہی اندر گُھستے نظر آئے۔ کنور جی نے ہنسکر پوچھا۔

کنور جی۔ کیا مجھے مرنے کے لیے لینے آئے ہو۔

ایک سپاہی۔ نہین۔

کنور جی۔ پھر کیون آئے۔!

سپاہی۔ قاضی صاحب آتے ہین۔

کنور جی۔ کیا قاضی صاحب آتے ہین۔؟

دوسرا سپاہی۔ قاضی صاحب ہی نہین بلکہ خود جہان پناہ تشریف

لار ہے ہین۔
یکایک حضرت ظل سبحانی شہنشاہ اورنگ زیب اور قاضی مولانا ابراہیم کمرے مین داخل ہوئے کنور رگھناتھ راؤ سر ڈالے خاموشی سے بیٹھے رہے سلام بندگی تک نہ کی۔ سر نہ جھکایا۔ اورنگ زیب رگھناتھ راؤ کی مُٹ مرزی دیکھ کر چسکرایا آتش غیظ سے مزاج سلطانی بھڑک اوٹھا۔ آنکھین لال ہوگیئن اور شاہی زبان کو گنبہ دہن مین حرکت ہوئی۔
اورنگ زیب۔ او بے تمیز شیطان! تو نہین جانتا مین کون ہون۔؟
کنورجی۔ آپکو کون نہین جانتا۔ آپ جہان پناہ ہین۔ دہلی کا تخت آپ سے زینت پا رہا ہے۔
اورنگ زیب۔ کیا انیجانب کو صرف دہلی کا بادشاہ سمجھ لیا ہے۔ یہ نہین جانتا تمام قلمرو ہند پر ہمارا اسکہ بیٹھا ہوا ہے۔
کنورجی۔ لیکن ملک مہاراشٹر مین شاہی جلال کی تمکنت قائم نہوسکی۔
اورنگ زیب۔ کیون۔؟ مہاراشٹر بھی دائرہ اطاعت مین آگیا وہان کا راجہ سیواجی! شاہی جیل کی ہوا کھا رہا ہے۔
قاضی۔ کنور صاحب! مین جو کچھ کہون گا تمہاری بہتری کے لئے۔ اسلام نہین چاہتا کہ ایک زبردست بہادر کی گردن قلم کردی جائے۔ اسلیئے میری نصیحت کو دہیان دیکر سنو۔ اور اُسپر کاربند ہو۔
کنور۔ فرمایئے آپ کیا نصیحت دینا چاہتے ہین۔
قاضی۔ اول تو تم بہادر سپاہی ہو تمہین دیکھکر ظل سبحانی کا دل پسیج اُٹھا رحم آگیا۔
کنور۔ تو پھر آزاد کردیا جاؤن۔
قاضی۔ ہوسکتا ہے۔ مگر ایک شرط پر۔
کنور۔ کون شرط۔
قاضی۔ ہم چاہتے ہین تم مسلمان ہو جاؤ۔ شاہی مراعات بہت کچھ مبذول ہون گے۔ آیندہ زندگی کے بقیہ حصے عیش و آرام سے

بسر ہو سکین گے

کنور۔ عیش و آرام مین کیا نفع دھرا ہے۔ دنیا دار المحن ہے۔ اس مین عیش کہان۔ زندگی کے جتنے دن باقی ہین ملک و قوم پر نثار ہو جائین۔ یہی عیش ہے اور اسی کو ہم آرام سمجھتے ہین۔ یہ چندروزہ عیش ہیچ ہے۔

قاضی۔ عیش و عشرت سے نفرت ہے تو جنگ کا کام کرو۔ اسلام کا جھنڈا گاڑ کر کفر کی بیخکنی کرو۔ شہنشاہ تمہین کہین کا نواب بنا دینگے۔ سلطنت دہلی کے پشت پناہ سمجھے جاؤ گے۔ سالار فوج کا معزز عہدہ عطا کیا جائیگا خدا کے لیے نور اسلام سے دیدۂ دل روشن کرو۔ تمہارے حق مین یہی مناسب ہے۔

کنور۔ جی نہین مسلمان کبھی نہ ہونگا۔ چاہے جان رہے یا جائے۔

قاضی۔ تمہاری نوجوانی اور خوبصورت چہرے پر ترس آتا ہے۔ سنگدل سے سنگدل بھی ایک بار تم کو دیکھ کر پسیج اٹھے گا۔ اس لئے ہمارا کہا مان لو ضد نہ کرو۔

کنور۔ ایک بار نہین ہزار بار کہون گا۔ مسلمان ہو کے اپنی آخرت خراب کرنا نہین چاہتا۔

قاضی۔ خواہ مخواہ مرنا چاہتا ہے۔ پھر سمجھاتا ہون۔ دیکھ ضد کرنا تیرے حق مین بہت بُرا ہوگا۔ جلاد تیری بوٹیان اُڑا دینگے۔

کنور۔ اسکے لئے تو گردن جھکی ہے۔

قاضی۔ او کافر! او کٹر ہندو!! کیا تیری آنکھین پھوٹ گئین۔ تجھے سوجھتا نہین۔ اسی ضد کی بدولت ہزارون ہندوؤن کی گردنین کاٹ ڈالی گئین۔

کنور۔ یہ تو روزانہ دیکھتا ہون۔

قاضی۔ پھر کیا کہتا ہے۔؟

کنور۔ مجھے بھی او نہین ہندوؤن سمجھ لیجئے۔ میرا بھی منشا ہے کہ ہندوؤن کے نام پر شہید ہو جاؤن۔

اورنگ زیب - خوب سمجھ لے - اب کسی طرح مفر نہین - جان بچ نہین سکتی دیکھ تیرے اوپر کتنی رعایت کی گئی - اینجانب چاہتے زبردستی مسلمان کرڈالتے - لیکن اینجانب نے بخیال دور اندیشی مسلمان بنانا بہتر نہین سمجھا - جب تو مجبوراً یہاں آیا تھا کمزور تھا - تیری دیکھ بھال کیلئے ایک ہندو مقرر کر دیا وہی تجھے کھانا کھلاتا اور پانی پلاتا ہے - اب کہنا نہین مانتا - معلوم ہوا تیری قضا آگئی ہے - تجھے پنجرے مین بند کر کے گرم گرم سلاخون سے بدن چھیدا جائیگا - کیا ان مصائب اور ان سختیون کے برداشت کرنے کے لئے تو آمادہ ہے - ؟

کنور - آپ کی نیت پہلے ہی سے معلوم تھی - ہمیشہ آپکی تلوار بیچارے بے دست و پا مظلومون پر اوٹھا کی ہے - آپ شوق سے پنجرے مین بند کیجئے اس مین بھی میرا فخر ہے - یہ واقعہ بھی صفحہ تاریخ مین ثبت ہو جائیگا جسے آپ چھپا نہین سکتے - مین تو آہی پھنسا ہون - تقدیر یہان لے آئی بسم اللہ جو چاہے کیجئے - مین دل کا آزاد ہون - ہزار زنجیرون سے میری دلکی آزادی جکڑی نہین جا سکتی -

اورنگ زیب - تو بیوقوف ہے - بالکل جاہل -

کنور - جی ہان - مہاراشٹر کے باشندے اُجڈ ہوتے ہی ہین - بس اب زیادہ ایسے تضحیک آمیز کلمے نہ نکلین - جو شیر دلون کی توہین کا باعث ہون -

اورنگ زیب - او گستاخ - کل تیری ہمت دیکھی جائے گی جب جلاد کا خونین خنجر تیرے حلق پر پھر رہا ہوگا - تیرا جسم سیخون سے داغ دیا جائے گا -

کنور - یہ تو پہلے ہی کہہ چکا - مین مرنے سے نہین ڈرتا - زیادہ جوش دکھانیکی ضرورت ہی کیا ہے -

اورنگ زیب جہان غصے سے کانپ رہا تھا - وہان اس بے بس بندے کی ایسی بے دھڑکی اور نڈر باتین جو اسکے دل پر رعب جما رہی تھین -

اورنگ زیب کو خیال تھا کہ جس ہوش صحرائی نے بڑے بڑے شاہی سپہ سالارون کے چھکے چھڑا دیے بے شمار لشکریون کو نیچا دکھایا یہ شیطان بھی اوسی کا ساتھی ہے۔ اسپر ہیبت سلطانی اثر نہین کر سکتی۔ اگر ڈانٹ ڈپٹ سے کام نکل جائے تو بہر حال اچھا ہی ہے۔ کیون مارا جائے۔ ہماری فوج مین اس ایسے دو چار جیالے بہادر ہون تو سارا ہندوستان کیا ہفت اقلیم پر سلطنت مغلیہ کا پھیر یرا لہرانے لگے۔

اورنگ زیب۔ (ڈانٹ کر) تو دیکھیگا اب تیری حالت کیسی ہوتی ہے اور تو ان گستاخ کلمون کا کیسا لطف اٹھاتا ہے۔ آج تو جلسہ کا روز ہے۔ اسلیئے آج کے روز تو چھوڑ دیا گیا۔ رات بھر خوب سوچ لے کل علی الصباح قتل کر دیا جائے گا۔

کنور جی۔ اس حکم سے میرا دل ڈرنے والا نہین۔

اورنگ زیب کی عقل لقمان کو بھی مات کرنے والی تھی۔ کنور رگھناتھ راؤ کی باتین شربت کا گھونٹ ہو گئین۔ پھر کچھ جواب نہ دیا۔ اوٹھ کھڑا ہوا۔ قاضی کو ساتھ لیئے ہوے وہان سے چلدیا۔ پھاٹک بند ہو گیا۔ کمرے مین سناٹا چھا گیا۔ کنور جی چٹائی پر لیٹ رہے۔

باب سولھوان

کسی کی خاک مرقد کا جہان مین پاسبان ہون مین
نشان زندگی ہون مین اجل کا راز دان ہون مین

کسی کے کہنے سے کوئی اپنا دین چھوڑ دیتا ہے کیا دھرم سے زیادہ تلوار مین طاقت ہے۔ کیا دھرم سی انمول شئے برباد کر کے زندہ رہنا بیحیائی کی زندگی تصور نہین کی جاتی۔ ڈشٹون کی یہ لیلا ہے۔ راچھسون کی یہ مایا ہے۔ دھرم کی آزمائش کب ہوتی ہے۔ مصیبت مین سختیون مین مرنا برحق ہے۔ آج مرے یا کل۔ دکھ سے مرے یا سکھ سے۔ تلوار سے

مرے یا پردیس میں۔ گھر میں مرے یا جنگل میں۔ لیکن مرنا ضروری ہے۔ کوئی آب حیات پی کر نہیں آیا۔ اگر آج ہم نے دھرم شاستر ہاتھ سے کھو دیا۔ تو دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے۔ اور عقبیٰ میں دوزخ کی آگ میں جھلسنا ہوگا۔ آتما میں دھبہ لگ جائیگا۔ دھرم کا دلکشا راستہ بھٹک جائیگا جتنی ترقی۔ جتنی ایشور کی عبادت اور جتنے ثواب کے کام کیے گئے ہیں سب خاک میں مل جائیں گے۔ دھرم جانے سے دوسرا جنم بھی خراب ہوگا۔ نیچ جونوں میں پیدا ہونا پڑے گا۔ نیچ ہو کر پاپ کے کرم کرنا پڑینگے۔ ایشور سے بمکھ۔ کرم سے بمکھ۔ دھرم سے بمکھ اور اپنے فرض سے منہ موڑنا ہوگا۔ پرماتما! دیا کرو بھگوتی درگے! دل میں طاقت دو اہیس عطا ہو۔ بھوانی ماتا! استقلال دیجئے۔ اپنا فرض اور اپنا دھرم چھوٹنے نہ پائے۔ مرجاؤں۔ قتل کردیا جاؤں۔ جلادیا جاؤں لیکن حواس درست رہیں۔ دل پر تاریکی نہ چھانے پائے۔ عقل سے کام لے سکوں۔ ہندو دھرم سے علیحدگی نہ ہو سکے۔ بھگوتی! اس دکھ میں مدد دو۔ ثابت قدمی عطا فرما۔ مجھ میں گیان دو۔ عقل سالم رکھ۔ ماتا! میں مرنے سے نہیں ڈرتا۔ جلادوں کی تلوار سے نہیں ڈرتا۔ دہکتے ہوئے آگ کے شعلوں میں کود پڑنے سے بھی خوف نہیں کھاتا۔ میں کسی سے نہیں ڈرتا ہوں۔ اگر ڈر ہے تو ایک ہی چیز کا۔ وہ چیز کیا ہے۔ دھرم ایسا نہ ہو دھرم ہاتھ سے جاتا رہے۔ دین کھو بیٹھوں۔ اس خیال سے روح لرز اٹھتی ہے۔ درگے! کل میں ذبح کیا جاؤں گا۔ کل زندگی کا آخری دن ہے۔ کل کا دن میرے لیئے خطرناک ہے۔ نہیں نہیں خطرناک کیا بہت مبارک ہے۔ کل ہی دھرم کی کشتی پر سوار ہو کر اس دار المحن سے نجات حاصل کرونگا۔ کل استقلال کی مضبوط رسی پکڑ کر دھرم کے پوتر درخت پر چڑھونگا۔ اور سُرگ کے پھل توڑ توڑ کر کھاؤنگا۔ کل ہی اس فانی جسم کو چھوڑ کر مقدس روح پرماتما میں واصل ہوگی۔ کل کا روز دائمی سرور کا روز ہے۔ مغلوں کا آج جلسہ ہے۔ مغلوں نے سیواجی کو قید کر رکھا ہے

اُس خوشی مین بزم عشرت منعقد ہو گی۔ تہنیت کے راگ گائے جائین گے۔ مہاراشٹر کا زبردست شیر پنجے مین پھنس گیا ہے۔ ہاے مہاراشٹر اناتھ ہو گیا۔ اور سیر مغلون کا تصرف ہوگا۔ اُسکی فتح کی خوشنودی کا جلسہ ترتیب کیا گیا ہے کوتہ اندیش مغل یہ نہین جانتے۔ مہاراشٹر پر آج تمنے قبضہ کر لیا تو کل تمھارے ہاتھ سے چھنکر پھر ہمارے ہاتھ مین آجائے گا۔ مغل آج تم خوب بغلین بجاؤ۔ کل مین یا تو سُرگ کی ہوا کھاؤن گا یا مہاراشٹر کا تخت سیواجی کے تصرف مین ہوگا۔ میری روح دار البقا کا لطف اوڑائے گی۔ جہان رنج و غم کا نام نہین۔ جہان نہ دکھ ہے نہ سُکھ۔ نہ کسی قسم کی فکر نہ بھوک ہے نہ پیاس نہ ابھی ہے نہ اُمید۔

یہ سنسار اسار ہے۔ یہان کی نعمتین واقعی عارضی اور ہیچ ہین۔ اسکے سارے پدارتھ اور بھوگ فضول اور تھیا ہین۔ اسلیے انکا تیاگ ہی لازم ہے ہندو پرش اور ہندو استریان کی حقیقت یہ ہے۔ بیراگ اور تیاگ کی کتھاؤن بھجنون اور اُپدیشون سے ہے اُتنا اور کسی چیز سے نہین۔ اور واقعی ہے بھی ایسا ہی۔ زندگی کا سب سے بڑا اور ضروری فرض دنیا کا تیاگ دنیا ہے۔ ہندو کتنا ہی عیش پرست ہو جائے اور اس عیش پرستی سے وہ بدکار بدچلن اور بے ایمان ہی کیون نہ ہو جائے۔ مگر جب اوسے یہ عارضی چیزین ہیچ معلوم ہوئین۔ ویراگ سما گیا۔ کنارہ کشی اختیار کر لی۔ پھر اوسکی روح دنیا کے حوادثات مین نہین پھنستی۔ وہ آزادی کی شاہراہ سے سُرگ مین پہونچکر موج اُڑاتی ہے۔ وہ پھر دنیا مین نہین آتی۔ اسکو پھر قالب اختیار کرنیکی ضرورت نہین پڑتی۔ وہ موکش ہو جاتی ہے رگھناتھ راؤ! بس تیرا بھی دنیا سے قطع تعلق ہوا جاتا ہے۔ ایشور کا دھیان کرو تجھے عافیت کے ساتھ سُرگ مین جگہ دیگا

ان جملون کی بار بار تکرار کرنے سے رگھناتھ راؤ کا کلیجہ اُمنڈ آیا۔ نگاہ کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ قلب اُچھلنے لگا۔ ہاتھ پاؤن مین تھرتھری سوار ہوگئی حلق خشک ہو گیا۔ اور زبان تالو سے چمٹ گئی۔ سینہ دھک دھک

کر رہا ہے۔ آنسوؤن کی دھارا جوش وخروش کے ساتھ نکل پڑی۔ کنورجی زار و قطار رونے لگے۔

اس رونے کا سبب کیا ہے؟ یکایک اس بہادر کے قلب پر یاس و حسرت کی گھٹائیں کس طرف سے اُمنڈ آئین۔ اور کیون اسقدر تقاطر ہونیلگا۔ اسکی حالت زبون کیون ہوئی جاتی ہے۔ کیا اس دلاور کا سخت دل اسقدر کمزور ہو گیا جو بچون کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے۔

یہ اب رونے بیٹھا ہے۔ یہ رونا دھونا کس لیئے ہے۔ اسے اپنی جان کا خطرہ تو نہین ہے۔ ابھی ابھی تو یہ مرنے کے نام پر خوش و خرم تھا۔ اسکی باتون سے ٹپکتا تھا۔ وہ موت سے نڈر ہے اوسے ذرا بھی ہراس نہ تھا۔ وہ اپنی روح بیکنٹھ مین لے جایا چاہتا تھا۔ اوسے ہرگز جان کا خطرہ نہین اور نہ وہ اس لیئے روتا ہے۔ اوسے کوئی دوسری ہوس دامنگیر ہو گئی ہے۔ کیا اسے وطن کی یاد آگئی۔ کیا اسکے لیے روتا ہے۔ کیا یہ قسی القلب جلادونکی چھریون سے کانپ گیا کیا اسکو دوستون کی یاد نے تڑپا ڈالا۔ یہ رونا کس کے لیے ہے۔ اس بہادر کی آنکھون مین سرشک خونین کی طغیانی کہان سے آگئی۔ پریشانی تھرتھری اور غم و الم کی افزونی نے دماغ مین تخلل کیون پیدا کر دیا۔ آخر یہ رونا کس لیے ہے۔ اسکا چوٹ کھایا ہوا دل چندر موہنی کے لیے تو نہین رو اٹھا دیکھیئے وہ کیا کہہ رہا ہے۔ سُنیئے!! کیسا درد آلود جملہ ہے۔

"چندر موہنی! تیرا جان ستان خیال اسوقت میرے مرنے مین ہارج ہو رہا ہے۔"

افسوس!! افسوس!! صد افسوس!!! اس عشق ہی کی بدولت اسکا مضبوط دل کمزور ہو گیا۔ اسوقت اسکی بہادری جاتی رہی وہ بزدل سے بھی بدتر ہے۔ آج چندر موہنی کا خیال پیش نظر نہوتا آج اسکے آئینۂ دل پر ماہ رخسار چندر موہنی کے رُخ روشن کی تڑپ نہ پڑی ہوتی اوسکا جلوہ اسکے سینے مین نہوتا تو آج مرنے کے لیئے اسقدر پریشانی نہ اُٹھانا پڑتی۔ اسکی روح ابھی جسم سے جدا ہونا نہین چاہتی ہے۔ اوسے دیدار جانان کی ہوس ہے۔ کاش چندر موہنی کی

زلف گرہ گیر کا بھی سودائی نہ ہوتا تو آج اُسکی روح قالب عنصری سے نکل بھاگتی - آج رگھناتھ راؤ خوشی خوشی جان دیدیتے وہ کبھی نہ روتے - ساغر چشم مین موج آب کی طغیانی کبھی نہوتی - دل مین تڑپ اور دماغ مین وحشت کا شعبہ بھی نظر نہ آتا - اونکی روح بخوشی و خورمی اس دار فانی سے دار البقا کی طرف مراجعت کرتی - چہرہ ہرگز محزون نظر نہ آتا بشاشت برستی ہوتی - دل پر ہجوم غم نہ ہوتا - شگفتہ خاطری دیکھ پڑتی - آج چندر موہنی کی یاد سوہان روح ہو رہی ہے - اُسکا چاند سا چہرہ اوس کے محراب دار ابرو اسکی خمار آلود آنکھین اُسکے گل سے رخسارے اُسکی حیات بخش میٹھے میٹھے بول اوسکے پنجہ نگارین کی یاد اسکے قلب و جگر پر نشتر مار رہی ہین - بار بار یہی جانگزا خیال ہمارے دوست کا سینہ شق کیے دیتے ہین - اُسکے منھ کے وہی عقیدات جو ابھی دل کی انبساطی حرکت سے ہنسنے کے لئے پھیلے ہوے تھے جسے مرنے کا کچھ بھی غم نہ تھا اُسکی روح چاہتی تھی اس قالب سے نکل کر سُرگ کا آنند نصیب کرے وہی عقیدات اُسکے دل کی گرفتگی اور طبیعت کے انقباض سے فوراً روتا ہوا منھ بنا کر کھینچ گئے - دل بیتاب ہو گیا - بے اختیار آنسو نکل پڑے - وہ چندر موہنی کی یاد مین اپنا دل پکڑ کر رہ گیا -

حرمان نصیب عُشاق کی بیچینی اور زار حالت دیکھ کر غیر بھی ہمدردی کیلئے طیار ہو جاتے ہین وہ تو ہمارے ناول کا ہیرو ہے ہمارا ابھی دل اوسکے درد سے کراہ اوٹھا - ہم بیتاب ہو گئے اور نہ بیتاب ہونے کے کیا معنی بدنصیب عشاق کی بیچینی اور زار حالت دیکھ کر وہ کونسا سنگدل ہے کہ جسکو ترس نہ آتا ہو - فراق کی سخت گھڑیان کاٹنے والون کی بیچینیان دیکھکر کیا روز روشن سیاہ نہین ہو جاتا یا رات بھر حرمان نصیبون کو پہلو بدلتے بدلتے دیکھکر شب ہجران اپنا گریبان چاک نہین کر ڈالتی - ستارے کسی کی اختر شماری دیکھتے دیکھتے صبح دم دانت نکال کر نہین رہ جاتے کیا شبنم رات بھر روتے روتے صبح نہین کر دیتی -

کنور رگھناتھ راؤ انتہائی درجے کی مایوسی مین تھے - چہرہ اُتر گیا ہے -

اُنھون نے پھر ٹھنڈی سانس لی اور پُر حسرت لہجے مین اسطرح کہا۔
افسوس! دنیا مین ایک ہی قسمت کا مارا ہون ہائے تو مین اب اِن سے (چندر موہنی) ہاتھ دھو بیٹھون۔ اب وہ نہ ملین گی۔ پرمیشور مجھ جیسا بدقسمت کسی کو نہ بنائے۔ پیاری میری جان چندر موہنی! مین مرنے چلا۔ اب تم سے مل نہین سکتا۔ تم میری ایک ہڈی تک نہ پاؤ گی۔ افسوس! تمھین اتنی بھی خبر نہو گی کہ مین کہان تھا اور کب مرا۔ آج کے دن دنیا مین اور مہمان ہون کل قتل کر دیا جاؤنگا۔ میری دلستان! مجھے اپنے مرنے کا ذرا بھی افسوس نہین۔ لیکن تمھارا نازک دل کیسے برداشت کر سکے گا جب سنو گی تمھارا دلدادہ مغلون کے ہاتھ سے قتل ہو گیا۔ تم کس طرح زندہ رہو گی تمھارا دم اُلجھ اُلجھ کر سہم سہم کر نکل جائیگا۔ اس بات کا مجھے غم ہے تم سٹرن ہو جاؤ گی۔ جنون ہو جائے گا۔ پیاری چندر موہنی! تمھاری دلکش صورت جب سے دیکھی ہے۔ ہر وقت سامنے پھرا کرتی ہے۔ ہائے پیاری! کیا کرون؟ مرنے کے وقت تمھارا چاند سا مکھڑا بھی نہین دیکھ سکتا۔ جانجان۔ پربس بندہ ہون۔ مغلون کے سنگین پنجون مین پھڑپھڑا رہا ہون۔ چارون طرف خونخوار سپاہی شمشیر برہنہ جم دوت کی طرح کھڑے ہین۔ اسوقت ایک کمرے مین پڑا ہون بالکل تنہائی ہے۔ اور اس تنہائی مین صرف تمھارا خیال رفاقت کر رہا ہے۔ پیاری تمھارا عاشق دُنیا سے جاتا ہے۔ تم اپنے جی کو ڈھارس دینا۔ میرا خیال بھلا دینا۔ میرے لئے فکر و اندیشہ نہ کرنا میرے مرنے کا غم نہ کرنا۔ اب دنیا مجھے کاٹے کھاتی ہے۔ دنیا مین تمھارے مجنون کا پتہ نہو گا۔ تم مجھے کبھی نہ دیکھو گی۔ اب آخرت مین ملاقات ہو تو ہو۔ پیاری مین دنیا سے ناشاد و نامراد جاتا ہون کیا مرنے کے وقت اپنی بھولی بھالی صورت دکھا سکتی ہو۔ بس ایک ہی بار چاند سے مکھڑے کی زیارت نصیب ہو جائے۔ پیاری کیا ارمان پورا کر سکو گی۔ نہین تو اسی حسرت مین میری روح پھڑک کے نکلے گی۔ ہائے کیونکر میرے قالب سے روح پرواز کر سکے گی۔ چندر موہنی! تمنے بھی پرتگیا کی ہے۔ تم بھی میرے

ساتھ مرنیکے لئے طیار ہو چکی ہو۔ تم بھی ستی ہو گی۔ تم بھی میری مفارقت کی دہکتی ہوئی آگ مین بھسم ہو جاؤ گی۔ پیاری ایشور نہ کرے تمہین میرے مرنے کی خبر پہونچے۔ ہائے جب سنو گی کیا کہو گی۔ تم کسی طرح یہ صدمہ برداشت نہ کر سکو گی۔ جان من تم میری تلاش نہ کرنا۔ اب مین تمہین مل نہین سکتا۔ میری گلفام! میری دلارام!! سمجھتا ہون تم عفیفہ پاکدامن ہو اپنے پتی (شوہر) کے پریم مین ڈوبی رہتی ہو۔ تم سوشیلا ہو۔ لکشمی ہو۔ لیکن تمھاری قسمت بہت کھوٹی ہے۔ ہائے تم کل سے بیوہ ہو جاؤ گی۔ اس چھوٹی سی عمر مین رنڈسالہ پہنو گی۔ تم اس جہان مین اپنے پیارے شوہر کا منھ نہین دیکھ سکو گی۔ پت رہنے کا سکھ بھاگ مین نہین ہے۔ تمھارے سکھ کا انت ہوا۔ تمھارے لئے دنیاوی عیش و سامان کاتب قدرت نے لکھے ہی نہین۔ میری گلعذار معشوقہ! تم بحر حسن کا وہ البیلا کنول ہو جو راج گڈھ کی سرزمین مین اپنے حسن عالم نور کی بہارین دکھلا رہا تھا۔ ہائے اب وہ پھول سا چہرہ آفتاب کے غروب ہوتے ہی کمھلا جائیگا۔ پیاری قسمت کا آفتاب ڈوبنے والا ہے۔ تمھارے کنول کی طرح چہرے کی بھی آب و تاب جاتی رہے گی۔ افسوس ابھی کلی نہ پھوٹنے پائی تھی کہ پالا پڑ گیا۔ ہائے پیاری چندر موہنی! تیرا جوبن زمانے کی بیقدری سے برباد ہوا جاتا ہے۔ تیری خوبصورتی کا قدردان دنیا سے اٹھا جاتا ہے۔ تمھاری امیدون کا خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ آنکھون کو ایک مرتبہ دیکھ لینے کا موقع بھی نہین ملتا۔ ہائے تمھاری یاد دلمین رہی جاتی ہے۔ مجھے غم تو اس بات کا ہے کہ مین جانورون کی طرح ذبح کیا جاؤن گا۔ کہین میدان رزم ہوتا میرے ہاتھ مین بھی تلوار ہوتی اوسوقت میرے مرنے کی شان ہی اور تھی۔ اسکا لطف ہی جدا تھا۔ جب تم سنتین کہ تمھارا دلدادہ جنگ کے میدان مین کٹ مرا قومی فرائض کے انجام دینے کی دھن مین اپنی جان کی کچھ پروا نہ کی اوسوقت تمھارا دل خوشی سے اچھل پڑتا کہ تمھارا جانباز عاشق کس شوق سے دشمنون مین گھس گیا اور کس طرح جان دیدی۔ خیر۔ پیاری مجبور ہون میری سرنوشت مین یہی لکھا تھا کہ تڑپ تڑپ کر مرون۔ میری محبوبہ! تم اس بات کا غم نہ کرنا۔ قلب کو تسکین دینا پیشانی مین جو کچھ لکھ دیا گیا ہے وہی ہوتا ہے۔ مینے تم سے

ناحق دل اٹکالیا۔ کیون اتنی محبت بڑھائی۔ کاش حضرت عشق اپنا اثر نہ دکھلاتے میری تمھاری چار آنکھین نہ ہوتین تو اچھا تھا۔ آج یہ عشق کا سودا تو نہ ہوتا۔ مین مرجاتا تمھاری پاپوش سے تم مجھے کیا جانتین۔ سیکڑون روز مرتے ہین روز پیدا ہوتے ہین تم چین سے تو رہتین۔ تمھاری شادی ہوتی۔ پر وان چڑھتین۔ تمھاری دلکش تصویر کا گاہک تمھارے لئے آنکھین بچھایا کرتا۔ ہائے مجھ سے کچھ نہوسکا۔ تمھارا جوبن اور تمھاری خوبصورتی اس طرح برباد نہوتی۔ افسوس مجھ ناشدنی سے محبت کرنے مین مفت رحمت مین پھنس گئین۔ کیسا دھوکا اوٹھایا۔ بیوگی کے دن کس طرح کٹین گے۔ تم کہین کی بھی نہ رہین۔ تمھاری مانگ مین سیندور کبھی نہین لگ سکتا۔

القصہ یہ واہمے رگھناتھ راؤ کا سینہ چھلنی کیے ڈالتے تھے۔ انکو اپنے قتل کیے جانے اور اپنی دلربا چندر موہنی کی یاد آجانے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اونکی تمام طاقتین زایل ہوگئی ہین۔ اور انکی روح اُنکے بدن سے نکلنا چاہتی ہے۔ اُس کے ساتھ نگاہون کے سامنے چندر موہنی کی دلپذیر صورت پھرنے لگتی ہے۔ اور دلکو بیتاب کردینے والی سُریلی آواز رگھناتھ راؤ کے کانون مین گونجنے لگتی ہے۔

اسوقت رگھناتھ راؤ کے باقی تمام خیالات دور ہوگئے ہین اور وہ دلمین چندر موہنی کے شکل کے سوا اور کوئی چیز نہین دیکھتے۔ اس سے پہلے جب کبھی چندر موہنی کا خیال آجاتا تو اُنکے مضطرب دل کو تسکین ہوجایا کرتی تھی اور وہ ایسے مستغرق ہوجاتے تھے کہ اُنھین اپنے وجود کی بھی خبر نہین رہتی تھی۔ اعلیٰ بہادری اور موجودہ حالت رگھناتھ راؤ کو اجازت نہ دیتی تھی کہ روکر اپنے دلکے بخارات نکالتے اور عشق کی بھڑکی ہوئی آگ کو آنسوؤن کے پانی سے ٹھنڈا کرتے۔ لیکن جب اپنے قتل ہونے کا خیال بڑی مضبوطی سے دل مین [illegible] پھر کچھ دیر کے لئے گھبرائی ہوئی نگاہون سے چارون طرف دیکھنے لگتے اور آنکھین اشک بھر لاتین۔ جنھین وہ کبھی کبھی زبردستی سے پی جاتے [illegible] بڑی دلیری سے دل کو سنبھال لیتے۔

اسوقت نوجوان کنور رگھنا تھ راؤ کو عجیب کشمکش تھی۔ ایک طرف تو اپنی دلستان چندر موہنی کا خیال دلمین چٹکیاں لے لے کے بیتاب کیئے ڈالتا تھا اور دوسری طرف محبوبہ کی یاد انکو تسکین دے رہی تھی۔

ان تمام باتون کے بعد جب انکو اس بات کا یقین ہوجاتا کہ علی الصباح ضرور قتل کردیا جاؤن گا تو وہ کچھ دیر مضطرب ہوکے ایک نئے خیال مین محو ہونے لگتے اور وہ خیال اونکی محبوبہ چندر موہنی کا تھا۔ جسکی خوبصورتی نے رگھنا تھ راؤ کے چوٹ کھائے ہوئے دل پر کوئی کم اثر نہین کیا تھا۔

غرض ہمارے ناول کے ہیرو نوجوان رگھنا تھ راؤ اسوقت ایسی پریشانی اور تذبذب کی حالت مین تھے کہ انکا سلسلہ خیالات کسی طرح ٹوٹنے ہی کو نہ آتا تھا بلکہ وہ اسی طرح بیٹھے ہوئے پیش آنے والی حالت پر غور کر رہے تھے انکے چہرے پر اس قسم کے آثار ظاہر نہین ہوتے تھے جسکو دیکھ کے انسان کوئی صحیح صحیح خیال کرسکے یا کسی قسم کا درست اندازہ لگا سکے۔ بلکہ وہ کبھی تو بالکل زرد ہوجاتے جس سے ظاہر ہوتا کہ وہ اپنی زیست کے پیش آنیوالے خوفناک واقعات پر غور کر رہے ہین جسنے اونکے چہرے کو اور بھی غمگین کر رکھا ہے کبھی سیاہ قلب مغلون کی باتون پر آنکھون سے شعلے نکلنے لگتے ہین۔ خوبصورت چہرہ بالکل سرخ ہوجاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے قاتلون اور انکے دغاباز ظالم بادشاہ کو سزا دینا چاہتے ہین بدلہ تلوار سے لینا چاہتے ہین۔ کبھی ہونٹ کانپنے لگتے ہین جس سے یقین ہوجاتا ہے کہ وہ حرارت غضب مین ڈوب گئے ہین اور غصے سے کسی خیال کو دلمین دُہرا رہے ہین۔ ان سب باتون کے بعد کبھی چہرے پر اطمینان اور تروتازگی کے آثار نظر آنے لگتے تھے جو اس بات کے کافی ثبوت تھے کہ انکی آنکھون مین اسوقت چندر موہنی کی خوبصورت اور تسلی بخش تصویر سامنے پھر رہی ہے۔

خوبصورت اور تسلی بخش تصویر سامنے پھر رہی ہے۔

اسی طرح کے پیچ وتاب اُٹھاتے اُٹھاتے آنکھین مقطر ہوجاتی ہین اور وہ سسکیان بھرتے بھرتے چیخ اوٹھتے ہین۔ پہرے والے سمجھتے ہین کہ

قیدی مرنے کے خوف سے روتا ہے۔

باب سترھوان

عذر خواہی پر بھی جب ظالم سزا دینے لگے
ناامیدِ لطف کیا کرتے دُعا دینے لگے

راجہ سیواجی کو خانمان خراب اور بے تخت و تاج ہونیکے بعد دہلی کے شاہی جیل مین پڑے پڑے کچھ زمانہ ہوگیا ہے راجہ جے سنگھ کی تقویت اور بھروسے پر سیواجی نے دہلی کا عزم کر دیا تھا کیونکہ جے سنگھ کی فوج کے ہاتھون سخت صدمات اُٹھانے کی وجہ سے اُنھین اورنگ زیب سے صلح کرنی پڑی تھی۔

یہ مقام جہان سیواجی قید کی سختیان اوٹھا رہے ہین ایک نہایت محفوظ جگہ ہے چونکہ اورنگ زیب کی پیمان شکنی سے سیواجی کے غیور دل پر سخت چوٹ پڑی۔ اسلیئے انکے دماغ مین اپنا عوض لینے کا خیال بہت جوش و خروش کے ساتھ چکر لگا رہا ہے۔

ہمارے مشتاق ناظرین کہتے ہونگے کہ سیواجی سے کب لڑائی ہوئی اور کب راجہ جے سنگھ نے سیواجی سے نامہ و پیام کر کے صلح کرا دی اور کب دہلی مین اپنے ہمراہ لیکر شہنشاہ اورنگ زیب کے دربار مین پیش کر دیا اور کیا قول و پیمان ہوئے چنانچہ اس باب مین ہم ان باتون کا ذکر کرین گے۔

اورنگ زیب خوب جانتا تھا کہ سیواجی کوئی معمولی راجہ نہین بڑے بڑے پلٹنون بڑے بڑے [illegible] پیکر دن سے مٹ بھیر ہوئی مگر اُسپر ذرا آنچ نہ آئی جب ہوا اُسی کی تلوار کام کر گئی۔ چھاپے جیوٹ کے مغل میدان سے جان لے کر بھاگ نکلے اب [illegible] اس نے راجہ جے سنگھ سے پور کا دامن پکڑا جنگی کہی لڑائیون کا لوہا بڑے بڑے رستم خان مانتے

تھے۔ دلیر خان[1] سپہ سالار پانچ ہزار فوج کے ساتھ راجہ جے سنگھ کے ہمراہ کر دیا گیا۔

ادھر راجہ جے سنگھ کے بہادر راجپوت اُدھر سور ویر مرہٹے خوب خوب لڑائیان ہوئین۔ مغل آرام طلب صورت دکھانے مارتون کے پیچھے بھاگتون کے آگے نام گنانے بھر کے تھے۔ توفیق نہوئی کہ دو چار چوٹین سہتے جسوقت مرہٹے باڑھین مارتے کائی کی طرح دل پھٹ جاتے۔ مگر واہ راجپوت قوم اور تیری قدرتی بہادری جس جگہ کھڑے ہوگئے۔ پھر جنبش نہوئی ممکن کیا قدم پیچھے ہٹ جائے۔ توپ گولون کی پرواہ نہ کرتے۔ آگے ہی بڑھتے جاتے تھے۔ کئی ہفتے مرہٹے اور راجپوت موت کے منہ مین جانبازیان دکھاتے رہے کبھی یہ غالب یہ کبھی وہ زبردست کانٹے کا تلا زور۔ پیمانے کی پنی طاقت نہ یہ میسر نہ وہ سوائی۔

ایک روز علی الصباح راجہ جے سنگھ کو خبر لگی کہ سیواجی نے قلعہ مین بارود ہی بارود ڈھیر کر لی ہے۔ ہر گز لڑائی لڑینگے قلعہ پر قبضہ نہو سکے گا۔ راجہ جے سنگھ عقل کے پتلے حکمت مین اوستاد تھے۔ اوسی وقت ایک پتنگ[2] جھکادیا اور ایک جلتی ہوئی بتی پتنگ کی جھُل جھُل مین لٹکا دی۔ پتنگ کا ٹھڈا جھکایا گیا اور زرّے دینا شروع کردیے۔ یکایک پتنگ نے زمین پر ٹکر کھائی ادھر سے جو کھینچ کھارچ شروع ہوئی پتنگ کے کانپ ٹھڈے ندار د جلتی ہوئی بتی قلعے مین گرہی پھر کیا تھا۔ قلعے مین شعلے بھڑکتے نظر آنے لگے۔ قلعہ گیر فوج کے حواس جاتے رہے۔ گھبرا کر بھاگی۔ سیواجی کے ہاتھ پانٔون پھول گئے۔ آگ مین جل مرنے سے بھاگ نکلنا ہی بہتر خیال مین آیا۔

---

[1] دلیرخان بڑا تنومند اور طاقتور آدمی تھا ایک ہاتھی کے برابر کھانا کھاتا تھا۔

[2] اگلے زمانے مین شب کو کنکوے کی طرح چنگ اوڑائی جاتی تھی۔ جھل جُھل مین ایک بتی باندھ دیتے تھے جو کرہ ہوا مین پہونچکر ستارہ کیطرح روشنی کا لطف دکھاتی تھی۔

مگر پھر بھی جی او چھا ہوا۔ قلعہ پر لعنت بھیج کے پہاڑی کا آسرا لیا لڑنے مرنے سے جان نہ چرائی۔
راجہ جے سنگھ موقع کے منتظر تھے یورش کرتے ہوے قلعہ مین پہونچ گئے تمام توپین قلعے مین پائین۔ پناہ کا موقع ملا۔ اور خداداد فتح گھاتے ہین راجہ جے سنگھ کو خیال تھا کہ سیواجی کے حوصلے پست ہوگئے ہونگے توشہ بھروسہ کچھ بھی نہین توپین چھوٹ گئین۔ گولہ بارود آگ کے نذر ہوگئی قلعہ ہاتھوں سے جا چکا اب کیا سامنا کرے گا۔ مگر نہین اُسکا وہی خم و دم دیکھ کر انکے بھی ہوش دنگ رہ گئے۔ دل مین وہی جیوٹ وہی جوش۔ آج ہو چیتے تھے فتح و شکست خدا کے ہاتھ ہے۔ جنگ دوسرا ر د۔ آج حلمے سے قلعہ ہتھیا لیا کل انیڈی بینڈی پڑ گئی تو مفت مین کالک لگے گی۔ کیا دھرا ابھی خاک برابر ہو جائیگا۔ اس سے وہ کام کر کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔
یہ سوچکر راجہ جے سنگھ نے صلح کا پیام دیا سفیر سے کہلا بھیجا۔
"اگر حضرت بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو تو روز روز کی جان جوکھم سے نجات ملے۔ ہزارون بندگان خدا کا خون نہو۔ ہر طرف امن وامان رہے ہم بھی ہندو ہین تم بھی ہندو۔ دونون ایک توے کی روٹی ہین۔ آپس مین دغا فریب حشر تک نہین ممکن۔ ہم ذمہ دار ہین مجال کیا جو کسی قسم کا چکمہ چل جائے تم اپنی ریاست اپنی حکومت کے مالک ہو کوئی بالشت بھر زمین نہین دبا سکتا۔ ہم قسمیہ کہتے ہین گنگا جی ہمارے تمھارے درمیان مین ہین اگر فرق ہو تو آج سے راجپوت نہ کہنا۔ اورنگ زیبی چال ہمارے ہوتے چل نہین سکتی۔ بادشاہ جو کرے گا دہلی مین کرے گا۔ ہم صلح کا نمونہ نہین دکھائے دیتے ہین۔ سب اپنے قلعہ مغلون سے لے لو۔ مہربان ذرا سوچو سمجھو۔ دہلی کا بادشاہ ایک زبردست بادشاہ ہے اسکے ساتھ تمھاری دُشمنی چل نہین سکتی ہم تم کو اپنے ساتھ لے جا کر بادشاہ سے ملا دین گے ہم بھی راجپوت ہین تم بھی راجپوت ہو تمھارے ساتھ کوئی بدی نہو گی۔ اور ہمارا رہیگا مین

جیسے رام سنگھ ہمارا بیٹا ہے ویسے ہی تم بھی ہو۔
راجہ جے سنگھ نے سفیر کی زبانی یہ پیغام دیا مگر دلیر خان کو راجہ کی اس کارروائی سے مطلقاً اتفاق نہ تھا۔ اُسنے سیواجی کے اور قلعون کے فتح کرنیکی رائے دی اور راجہ کے منع کرنے کے باوجود قلعہ پُرندھر کا محاصرہ بھی کرلیا۔ جب اس محاصرہ مین سیواجی کے نوکر تنگ ہونے لگے۔ تو سیواجی نے بجز اسکے کوئی چارہ نہ دیکھا کہ وہ راجہ سے ملاقات کرے۔
سیواجی چند ہمراہیون کو لے کر شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ راجہ جے سنگھ سے ملاقات کی خوب مستحکم عہد و پیمان سے پورا اطمینان کر کے مورچے چھوڑے اور دہلی کے لیے تیار ہو گیا۔
جے سنگھ کو اپنی واپسی کی ضرورت معلوم ہوئی۔ اپنے ولیعہد راجہ رام سنگھ کو ساتھ کیا اور کہدیا خوب عزت و حرمت کے ساتھ رکھنا۔ خبردار سیواجی کو کوئی بات ناگوار ہونے پائے۔
اسکے بعد سیواجی کی پوری تشفی کی اور کہا جیسے مجھے رام سنگھ کی حفاظت کرنا فرض ہے ویسی ہی تمہاری کیونکہ مین تمکو مثل رام سنگھ کے سمجھتا ہون۔
سیواجی ۔ آپ کے اخلاق اور محبت نے بندے کو مول لے لیا آپ جتنے قلعے لینا چاہین مین آپ کے سپرد کرنے کو طیار ہون قلعہ پُرندھر بھی آپ کے حوالے کیئے دیتا ہون۔ آپ پہلے دلیر خان کو محاصرہ اٹھا لینے کی ہدایت کر دیجیے۔
اسکا جواب راجہ نے یہ دیا۔
بہتر ہے تم دلیر خان سے مل لو کیونکہ وہ بادشاہ کا بڑا معتمد علیہ ہے اور ایسا نہو ہماری تجویز مین کوئی خلل ڈالے۔ مین اپنے راجپوتون کو تمہارے ساتھ کیئے دیتا ہون وہ تمہاری حفاظت کرینگے تم بیدھڑک دلیر خان سے مل لو۔
الغرض سیواجی دلیر خان سے ملا وہ سیواجی سے ذرا چین بجبین ہو کر ملا مگر سُجان سنگھ نے جو راجہ جے سنگھ کا ماموں تھا اور جسکو راجہ نے

سیواجی کے ہمراہ کر دیا تھا اُسکی دلجمعی کر دی اور یہ کہا کہ قلعہ پُرندھر بندگان بادشاہی کے تفویض ہو چکا ہے۔ اب تم محاصرہ اٹھا لو۔ دلیر خان نے راجہ کے حکم کی تعمیل مناسب خیال کر کے قلعہ کا محاصرہ اُٹھا لیا۔ اور سیواجی کے ساتھ راجہ کے لشکر مین آگیا۔

اسکے بعد سیواجی نے راج گڈھ واپس آکر اپنے سفر دہلی کی طیاری شروع کر دی اور اپنی مان سے آشیرباد لے کر آٹھ رفیقون ایک ہزار مصاحبون اور تین ہزار اشخاص کی جمعیت کے ساتھ راجہ کے لشکر سے آملا۔ اور ستائیس قلعے راجہ کے تفویض کر دیے۔

راجہ نے ان کل واقعات کی بذریعہ عرضداشت بادشاہ کو اطلاع دی اور سیواجی کو دربار شاہی بھیجنے کی اجازت مانگی۔

جب لشکر کوچ ہوا تو راجہ جے سنگھ اور سیواجی دونون ایک ہاتھی پر اور ایک ہی ہودے مین سوار ہوے اور اس طرح منزل بمنزل وہ اورنگ آباد کی طرف روانہ ہوے۔ اثناے راہ مین راجہ اور سیواجی کا پھر مشورہ ہوا۔ راجہ نے سیواجی سے کہا۔

"بادشاہ کے قول اور ایمان کا اعتبار نہین۔ وہ بے ایمان ہی۔ اگر ہم دونون ایک ساتھ دہلی جائین گے تو وہ یہ سمجھے گا کہ ہم دونون نے صلاح کر لی ہے اس لیے بہتر ہے تم پہلے جاؤ۔ مین پیچھے آتا ہون جبتک مین اورنگ آباد مین مقیم ہون۔ میرے بیٹے کو حضوری کا شرف حاصل ہے وہ بادشاہ سے تمھاری ملاقات کا سب انتظام کر دے گا۔

چنانچہ اس تجویز سے جے سنگھ تو اورنگ آباد مین ٹھہر گئے اور سیواجی نے رام سنگھ کے ہمراہ دہلی کی طرف کوچ کر دیا جب سیواجی دہلی مین پہونچے رام سنگھ نے شیو پورہ کی ایک حویلی مین ٹھہرا دیا۔ وہ روز تو یونہین گذر گیا دوسرے روز دربار شاہی مین باریابی کی بات چیت چھڑی سیواجی رام سنگھ سے بولے۔

"راجہ صاحب! آپ دربار مین تو لئے چلتے ہین۔ مگر مین کچھ اورنگ زیب کا نوکر نہین ہون۔ دب کر سلام نہ کرون گا۔

رام سنگھ۔ برادر! بھلا یہ بھی کوئی انسانیت ہے۔ کہ شہنشاہ وقت کے دربار مین طریقہ ادب نہ برتا جائے۔ سلام کرنے مین کیا حرج ہے۔

سیواجی۔ شہنشاہ آپ کے نزدیک ہونگے۔ مین نے بارہا شکستین دی ہین آپ جانتے ہین میرا ہاتھ اس ہزیمت خوردہ بادشاہ کے لیے کبھی نہ اُٹھے گا۔

رام سنگھ۔ دیکھو سیواجی۔ وحشیانہ باتین چھوڑ دو۔ خدا خدا کر کے اتنی بات بنی ہے۔ فائدہ کیا جو بنا یا کھیل بگڑ جائے۔ تم عقلمند۔ خدا نے فرمانروائی کی لیاقت دی ہے۔ پھر ایک دہقانی اجڈ کیون بنے جاتے ہو۔

سیواجی۔ جناب! کچھ ہی کیون نہو جائے مین سلام کرنے کا نہین۔ بلا سے جان چلی جائے۔ آپ مجھے معاف رکھین۔ مین دربار جانے سے باز آیا۔ اورنگ زیب کو دور ہی سے سلام ہے۔ مین اکھڑ آدمی سلام ولام کیا جانون اورنگ زیب کو ہزار دفعہ غرض ہو ملے بندے کو کچھ پروا نہین۔ یہ بھی آپ لوگون کی مروت تھی کہ یہان آنے پر راضی ہو گیا ہون۔ سلام بندگی کا جھنجھٹ دور ہی رکھیے۔ مجھ سے سر نہ جھکایا جائیگا۔ میرا ہاتھ ایسے لوگون کے سامنے کانون پر رکھنے کے لیے پیدا ہوا ہے آپ اُسمین دخل نہ دیجیے۔ جیسے سمجھے گی دیکھ لونگا آپ زیادہ کد نہ کیجیے۔

رام سنگھ سیواجی کے اکھڑپن سے حیران کہ کیا کرے دربار مین لیجائے یا اُلٹے گھر واپس کر دے۔ اگر واپس کرتا ہے تو اورنگ کے عتاب سے بوٹی لرزتی ہے۔ اگر دربار مین لئے جاتا ہے سیواجی کی گستاخانہ بارہا سے طرح طرح کے اندیشے۔ وہ ڈرتا ہے کہ سیواجی کی آئی گئی میرے ہی سر نہ بنے۔ اگر سیواجی کو خدا نخواستہ بے ادبی کا مزا چکھنا پڑا تو تمام زمانے کی بدنامی میرے منہ پر سیاہی لگائے گی۔ کہ واہ خوب قول و قسم سے دربار شاہی مین لے گئے تھے۔ بیچارے کو لے جا کر پھنسا دیا۔ رام سنگھ اسی ذکر و خیال مین وہان سے اٹھا دو چار امیرون سے ملاقات کی۔ صلاح مشورہ کیا وہ اسے کیا دیتے۔ حکمت کیا بتاتے۔ ہان اتنا ہوا کہ اورنگ زیب کے کانون مین اس بات کی بھنک پڑ گئی۔ جو دل ہی دل مین سیواجی کی

حاضری سے خوش ہو رہا تھا۔ اُسنے سوچا کہ سیواجی کی شیطنت سے ہوتا ہی کیا ہے ایسی چال کھیلوں گا خواہ مخواہ وہ سر جُھکا ئیگا۔

اورنگ زیب نے فوراً ہی حکم دیا کہ تمام دربار کے دروازونکی محرابین کوتاہ و تنگ کردیجائے جسوقت سیواجی سر جھکا کر اندر قدم رکھے نقیبچی صدائے مجرا بلند کرے۔ حکم کی دیر تھی سب انتظام ہو گیا۔ اور سیواجی کی طلبی ہوئی سیواجی دربار مین آئے دروازون کی کارستانی دیکھکر ہنسی آگئی۔ ساتھیون سے فرمایا۔

"یہ ساری بناوٹ ہمارے لیئے"

یہ کہکر وہ لقہ کبوتر کیطرح تن گئے۔ سر پیٹھ کیطرف جھکا کر چھاتا تانے ایک قدم دہلیز سے نیچے رکھتے ہوے اسطرح دروازے سے پار ہو گئے کہ سر جھکانے کی نوبت ہی نہ آئی۔

داروغہ اہتمام دروازے کے پاس ہی تھا سیواجی کے چوکھٹ نانگھتے ہی اوسنے صدائے مجرا بلند کی۔ بادشاہ نے خاص طور پر دربار کیا تھا۔ اپنے تخت پر پانچ ہتھیار اپنے قریب رکھ لیئے اور تخت کے آس پاس قریب دو ہزار کے بڑے بڑے مردانہ اور بہادر آدمیون کو کھڑا کیا اور اسی طرح دربار عام وخاص مین کُل وزیرون اور سرداروں کو مستعدی کیساتھ ایستادہ کر دیا تھا کیونکہ اُسکے دلمین یہ خوف تھا کہ سیواجی کوئی معمولی آدمی نہین ہے شیطان ہے افضل خان کو ملاقات کے وقت مار اگر اسی طرح اوڑکر تخت کے اوپر آیا اور دغا کی تو پھر کیا کیا جائیگا۔ جب دربار اچھی طرح جم گیا سیواجی معہ دس آدمیونکے پیش تخت کھڑے ہو گئے بادشاہ کو نذر دی اور اس خیال سے تین بار سلام کیے کہ اول سلام تو شری شمبھو مہادیو جی کو ہے۔ دوسرا سلام شری بھوانی کو اور تیسرا میرے پتا یعنی والد کو ہے۔ گویا اس طرح انہون نے اپنا سمجھوتہ کر لیا کہ مین بادشاہ کو سلام نہین کر رہا ہون بلکہ ان تینون کو۔

جب نذرین ہو چکین تو مہاراجہ جسونت سنگھ[۱] والی جودھپور کے بعد سیواجی کو

(۱) جسونت سنگھ اُس زمانے مین کُل ہندو امرا مین سب سے بڑا امیر تھا اور م

کھڑا کرنے کا حکم دیا گیا سیواجی کو یہ سخت ناگوار ہوا اور بہت ہی غصے مین بے قابو ہوکر رام سنگھ سے کہا۔

"میری یہ عزت کی گئی مجھے جسونت سنگھ کے بعد کھڑا کیا۔ کہان جسونت سنگھ ایک معمولی امرا اور کہان مین۔

یہ کہکر اوسنے رام سنگھ کی کمر سے اُسکی کٹار چھینکر یہ قصد کیا کہ جسونت سنگھ کا شکم چاک کر ڈالے۔ مگر رام سنگھ نے اونکو اس حرکت سے باز رکھا۔ ہاتھ پکڑ لیا۔

رام سنگھ۔ صبر کیجیے۔ (امرائے عظام کی نشست کی طرف اُنگلی اُٹھاکر) یہان آپکی کرسی لگی ہے بیٹھ جائیے۔

سیواجی نے زور سے ہاتھ جھٹک دیا اور لپک کر تخت کے سامنے صدر اعلیٰ کی کرسی پر بیٹھ گئے۔

چونکہ یہ گفتگو کسی قدر زور سے ہو رہی تھی اسلیئے بادشاہ کو اسکی خبر ہوگئی اوسے دریافت کیا "کیا ہو رہا ہے"

رام سنگھ۔ سیواجی کو دربار شاہی مین آمد و رفت رکھنے کا اتفاق نہین ہوا۔ وہ جنگلی باگھ (شیر) حیوان ہے۔ اسکو گرمی چڑھی ہوئی ہے۔ وہ دلب شاہی کیا جانے۔ معاف فرمائیے۔

سیواجی۔ (طیش مین آکر) کیون رام سنگھ! یہی قول و قرار تھا۔ یہی سوگند اور قسم تھی دربار شاہی مین اس طرح میری اہانت کیگئی۔ اس سے بڑھکر اور جو بے عزتی تجویز کی ہو۔ کیون اُٹھا رکھی ہے۔ مین اور ہیبت سلطانی کی تاب لاؤن۔ مجھے مطلق خوف نہین۔ میرے حواس پہلے سے زیادہ درست ہین۔ خبردار اب کوئی بات زبان سے ایسی نہ نکلے جو شیر دلون کی

؎ اُسکو مہاراجگی کا بھی خطاب تھا اسکے علاوہ وہ شاہجہان بادشاہ کا ماموں بھی تھا اور بلحاظ قرابت وہ کل اُمرا مین ممتاز تھا۔ چونکہ اسکے خاندانون نے مغل بادشاہ کو بیٹیان [illegible] اس خیال سے سیواجی نے جسونت سنگھ کو اسقدر حقیر نظر سے دیکھا۔

توہین کی باعث ہو۔
سیواجی کی بات سُنکر بادشاہ متوحش ہوا اور اسکو خوف ہوا کہ خدایا نے سیواجی کیا کر بیٹھے۔ چُپ ہو رہا۔ سانس نہ لی۔
سیواجی اس خاموشی اور طرح دہی پر بھی شیطنت سے باز نہ آئے کرسی پر اکڑنے لگے۔ کبھی ایک پاؤن دوسرے زانو پر رکھ لیتے کبھی دوسرا پاون دوسرے زانو پر کبھی کرسی پر رکھکر پاؤن سے زمین کھٹ کھٹ کرنا شروع کی۔ کبھی تلوار گھٹنے سے کاندھے پر کبھی کاندھے سے اُتار کر زمین پر پٹک دی گویا حضرت دربار شاہی مین نہین ہین۔ کسی ٹکر گدے کی جھونپڑی مین بیٹھے ہوے ہین۔
اورنگ زیب سیواجی کی بیباکیان اور بے ادبیان دیکھتے دیکھتے اُکتا گیا رام سنگھ کو حکم دیا۔ اسے لے جاؤ یہان سے۔ یہ آدمی نہین ہے بن مانس ہے۔ سیواجی سمجھ گئے بلا ٹالنے کا منشا ہے وہ سوچے دل کی دل ہی مین کیون رہ جائے بادشاہ کیا یاد کرے گا کہ سیواجی سے ملاقات ہوئی تھی۔
سیواجی نے کرسی پر تھپکی دے کر بادشاہ کو اپنی جانب مخاطب کیا اور شیر کی طرح گرجکر بولے۔
"مین آپ کی نظر پہچان گیا آپ کی نیت معلوم ہو گئی۔ کچھ مضایقہ نہین شوق سے نظر بند کیجیے۔ اسمین میرا فخر ہے اور آپ کی ہتک۔ شاہی لشکر نے کتنی مرتبہ مجھپر وار کیا۔ میری جیوٹ اور میرے دم وخم کو ملاحظہ کیجیے کبھی پیٹھ نہ دکھلائی۔ چند آدمیون سے ہزارون کو فی النار کر دیا۔ آپ اس شرم کو میرے خون سے دھونا چاہتے ہین مگر یہ غیر ممکن تاریخ مین جو واقعات قلمبند ہو گئے ہونگے۔ کس کے امکان مین ہے کہ ان واقعات پر پانی ڈالے۔ کس مین دم ہے کہ واقعات کو تاریخی کتب سے نکال ڈالے۔ خیر۔ مین تو آپ کی قید مین پھنس ہی گیا۔ تقدیر قول وقسم سے پیچھے ہٹا کر لے ہی آئی۔ جو چاہے کیجیے۔ لیکن ایک جلیل القدر فرمانروا کو اپنے عہد وپیمان سے پھر جانا کہان تک نازیبا ہے۔ دین ودنیا دونون

مین روسیاہی کے سوا کچھ حاصل نہین۔ جب اچھی طرح قول وقسم کی پابندیون پر تلف اوٹھائی گئی۔ میری انسانیت مصالحت قبول کر لینے پر مقتضی ہوئی۔ ورنہ مجھے کسی بات کا ڈر نہ تھا۔ آجتک شاہی تلوارین میرا کیا بگاڑ سکین۔ راجہ جے سنگھ میرا کیا کر لیتے مہینے دو مہینے سر مارتے جب قلعون پر تصرف نہ ہوتا آپ جھک مار کے واپس ہوتے۔ قلعے ہضم نہین ہو سکتے تھے۔ حلق مین انگلی ڈالکر نکال لیئے جاتے۔ آپ نے کیا خوب میری قدر افزائی کی خوب قول نباہا۔ آپ شہنشاہ نہین اپنی دانست مین خدا بھی ہون تو اپنے لیئے ہین۔ میرے نزدیک تو نہین ہین۔ مین بھی تاجدار آپ بھی تاجدار۔ نہ مجھ مین گھن لگا ہے نہ آپ مین شاخ زعفران۔ ایک اولالعزم بہادر اور فتحمند شہریار ہوکر مین آپ کو سلام کرون توبہ توبہ خدا کے سوا اور کسی کو سجدے کی اُمید مجھسے رکھنا بالکل حماقت ہے۔ مین قدرتی راجہ ہون۔ مُردون کے مال پر نہین اترا تا۔ مجھے خدا نے طبیعت آزاد دی ہے۔ ہزار زنجیرون مین میری آزادی جکڑ دینے کی کسی کو طاقت نہین۔

سیواجی کی ان باتون کو بھی اورنگ زیب ٹالتا رہا۔ مگر غصہ تھامے نہ تھما۔ کڑک کر جواب دیا۔

"لے جاؤ اس گستاخ کو"

چنانچہ سیواجی فرودگاہ پر پہونچا دیا گیا اور اب بادشاہ کی دلجمعی ہوئی سیواجی نے قیام گاہ پر پہونچکر اپنے رفیق چمناجی کو بلا کر اُس سے صلاح کی۔

سیواجی۔ ہمین آگے کیا تجویز کرنی چاہیئے۔ بادشاہ کی مصلحت تو ہمنے دیکھ لی۔ وہان سے سرخروئی کے ساتھ رخصت ہونا ممکن نہین ہے۔ جبتک بادشاہ کی کوئی خدمت قبول کر کے ہم نہ جائین گے۔ تب تک بادشاہ ہم کو رخصت نہین کرے گا۔

چمناجی۔ آپ کی جو رائے ہوگی۔ صائب ہوگی عرضداشت لکھیئے۔

سیواجی نے اوسی وقت ایک عرضداشت لکھی۔ اور چمناجی کو

دے کر کہا۔

اسے لیجاؤ۔ بادشاہ کو جاکر سُنا دو اور جیسی کچھ اُسکی نیت دیکھو۔ مجھ سے بیان کر دو۔

جمنا عرضداشت لیکر رام سنگھ کے پاس آیا۔ اُسی وقت رام سنگھ جمنا جی کو لئے ہوئے دولت خانہ سلطانی پر حاضر ہوئے۔ چوبدار سے کہا۔ جاکر مجرا عرض کرے اور کہے رام سنگھ حاضر حضور رہے اور سیواجی کا پیام عرض کیا چاہتا ہے۔

اورنگ زیب نے رام سنگھ اور جمنا جی کو باریابی کا شرف عطا کیا۔ دونون شخصون نے آکر تخت کو بوسہ دیا۔ اور عرضداشت سامنے رکھدی لکھا تھا۔

قبلۂ عالم و عالمیان! جو کچھ غیر موزون کلمات میری زبان سے نکل چکے ہین اُن سے مجھے سخت پشیمانی حاصل ہوئی۔ ازراہ مراحم خسروانہ اون کلمات پر نظر نہ ڈالی جائے۔ مین معافی چاہتا ہون۔ کیونکہ حضور کا اور میرا کوئی الگ الگ خیال نہین رہے مین صفائی دل کے ساتھ اپنے بیٹے کو لیکر ملاقات کیلئے حاضر ہوتا ہون۔ خادم سے نوکری لینی چاہیئے۔ دکن مین عادل شاہی و قطب شاہی دونون بادشاہون کو حضرت کے نذر کرتا ہون۔ حضرت نے اپنے صوبہ دارون کی نوکری تو دیکھی ہی ہے میری بھی نوکری دیکھین کہ مین کیسی خدمت بجالاتا ہون۔

بادشاہ نے عرضداشت پڑھکر اُسکی پشت پر یہ شرح فرمائی۔

"تمھین صبوری کرنا چاہیئے۔ تمھارے مدعا موافق کیا جائیگا۔"

جمناجی اور رام سنگھ سلام بجالائے اور حکم لے کر سیواجی کے پاس آئے سیواجی نے درخواست دیکھی۔ جواب کو پڑھکر دلجمعی نہوئی۔ کیونکہ اُسنے یہ خیال کیا کہ بادشاہ نے صفائی دل سے جواب نہین دیا ہے۔

اسکے بعد جعفر خان سے جو منصب وزارت پر سرفراز تھا ملنے کے لئے گیا جعفر خان کی بیوی شایستہ خان کی بہن تھی اس کو خوف ہوا کہ سیواجی

کہین اُسکے خاوند کا بھی وہی حال نہ کرے۔ جو شایستہ خان کا کیا تھا۔ اسلیئے اُس نے اپنے خاوند سے کہلا بھیجا کہ جسطرح ہو بہت جلد سیواجی کو رخصت کردین۔

جعفر خان نے سیواجی سے یہ وعدہ کر کے کہ مین بادشاہ سے عرض کر کے کوئی انتظام جلد کئے دیتا ہون۔ انکو اپنے یہان سے رخصت کر دیا۔

دوسرے دن بادشاہ نے فولاد خان کوتوال شہر کو حکم دیا کہ سیواجی کی حویلی پر پہرے بٹھا دے جائین اور اُس کا سخت انتظام کر دیا جائے کہ کوئی شخص بلا اجازت کوتوال آنے جانے نہ پائے۔ اب تو سیواجی گھبرا گئے اور اپنے بیٹے سمبھاجی کو چھاتی سے لگا کر بہت ہراسان ہوئے۔ اسی فکر مین ساری رات گذری کہ نکلنے کی کیا تدبیر کرنا چاہیئے۔ تھے عقل کے پُتلے۔ تدبیر بھی بہت جلد سوجھ گئی یعنی یہ کہ دوسرے دن صبح کو انواع اقسام کے میوے اور مٹھائیان بازار سے منگوائین اور پٹارون مین بھر کر مزدورون کے سر پر رکھ اُمرا و وزرا کے گھرون پر بھجوانا شروع کیا اور جب چوکیدارون نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو اُنسے یہ کہا گیا کہ ان پٹارون مین میوہ اور مٹھائی ہے جو سیواجی کی طرف سے فلان فلان اُمرا کے یہان ہم لیئے جا رہے ہین۔

پہرے والون نے دو چار پٹارے دیکھے تو اُن مین سچ مچ میوہ اور مٹھائی پائی۔ اسپر انھون نے زیادہ تر مزاحمت نہ کی۔ کل پٹارون کو لے جانے دیا۔

اسی طرح کئی روز تک میوہ اور مٹھائی کے پٹارون کا سلسلہ جاری رہا ایک روز ان پٹارون مین خود سیواجی معہ اپنے لڑکے سمبھاجی کے بیٹھ گئے اپنے سوارون اور رفقا کو پہلے ہی کسی نہ کسی حکمت عملی سے باہر نکالدیا تھا۔ رفقا مین سے ایک کو جسکا نام ہیروجی فرزند تھا رکھ لیا۔

اپنے جانے سے پہلے سیواجی نے اسی ہیروجی کو اپنا لباس پہنا کر اپنی جگہ پلنگ پر لٹا دیا اور خود مع اپنے بیٹے کے پٹارون مین بیٹھکر مزدورون کے

سر پر روانہ باشد۔
چوکیداروں نے معمول کے مطابق آگے اور پیچھے کے دو چار پٹارے دیکھ لیئے۔ ان میں سیواجی نہ تھا بدستور میوہ مٹھائیوں کی طشتریاں چنی ہوئیں تھیں۔ سمجھے میوہ مٹھائی بھیجی جارہی ہے۔ اس لیئے باقی سب پٹاروں کو بغیر دیکھے باہر جانے دیا۔
مزدور ان پٹاروں کو لے کر شہر کے باہر نکل گئے اور ایک سنسان جگہ مین کوس ڈیڑھ کوس دور جاکر اُنکو اُتار دیا۔ وہان سے وہ دونون اوس گانون مین گئے جہان اُنکے رفیق چھپے ہوے تھے اور یہ منصوبہ کیا کہ دکن کی راہ چھوڑ کر بنارس کی راہ اختیار کرنا چاہیئے تاکہ تعاقب کرنے والے ہمکو نہ پکڑ سکین۔
سیواجی اس خیال سے پہلے متھرا پہونچے اور وہان چند آدمیون کے ساتھ اپنے بیٹے سمبھاجی کو چھوڑ کر بنارس کی طرف روانہ ہوے اور پہاڑون جنگلون وغیرہ کی راہ سے چکر کھاتے ہوے راجگڈھ کا راستہ پکڑا۔
ادھر دہلی مین ہیروجی فرزند چار پہر رات اور تین پہر دن برابر پلنگ پر پڑا رہا۔ سہ پہر کو چوکی پہرہ والے کوٹھڑی کے اندر آئے ہیروجی کو پلنگ پر پڑا ہوا ایک چھوکرے کو اُسکے پانون دابتے ہوے دیکھکر چھوکرے سے پوچھا۔
پہرہ دار۔ آج خلاف معمول تمھارے راجہ ابھی تک پڑے سو رہے ہین۔ کیا طبیعت کچھ ناساز ہے۔
چھوکرا۔ ہان راجہ کے سر مین درد ہے اس لیئے پڑے ہین۔
چھوکرے کا جواب وسواس پیدا کرنے والا جواب نہ تھا۔ سمجھے طبیعت ناساز ہوگئی ہوگی۔ لہذا کچھ زیادہ پوچھ گچھ نہ کی اور وہان سے چلتے ہوئے۔
پہر دن رہے ہیروجی فرزند پلنگ سے اوٹھا مع چھوکرے کے

باہر آیا پہرے داروں سے کہا راجہ کے سر میں بڑا درد ہے۔ اسلیئے ہم دوا لینے جاتے ہین

پہرے دارون نے کہا۔

"اچھا لے آؤ۔"

اس حلیے سے وہ دونون شخص بھی نکل گئے۔

کوئی دو گھنٹے اور اسی طرح گذر گئے۔ اندر کسی کی آہٹ نہین سُنائی دیتی تھی۔ ایک پہرے دار گشت لگاتا ہوا اُس کوٹھری مین پہونچا۔ دیکھا کہ قیدی پڑا ہوا غافل سو رہا ہے۔ دل مین چور تھا۔ پہرے والے طبیعت کی بدمزگی کا ذکر کر چکے تھے۔ کہا لاؤ۔ ذرا ماتھے پر ہاتھ رکھکر دیکھ لو جو عارضہ ہوگا تو صورت سے معلوم ہو جائیگا۔

پہرے دار نے آہستہ سے سرہانے کی طرف چادر کا کونا سرکایا اور چہرہ کھولا ہوش اوڑ گئے۔ کلیجہ دھک سے ہو گیا۔ سیواجی کیا سیواجی کا سایہ بھی وہان نہ تھا۔ صرف تکیہ رکھا ہوا ہے۔ اسی تکیے پر چادر لپیٹ دی گئی ہے تمام مکان سنسان پڑا ہے۔ آدمی کا نام بھی نہین۔

پہرے والے فولاد خان کوتوال کے پاس گئے اور خبر دی اُنی۔ سنتے ہی کوتوال کے بدن سے جان نکل گئی۔ جتنے پہرے دار اور مکھڑ سے تھے سب کے منھ دھوان ہو گئے ایک ایک کا منھ دیکھنے لگا۔

دلمین حیران اتنے اتنے سنگین پہرے اور سیواجی کہان پر لگا کر اوڑ گیا فوراً ہی پہرے والے پکڑ بلائے گئے وہ لرزتے تھرتھراتے حاضر ہوے خبر سُن ہی چکے تھے سب کے ہوش حواس باختہ تھے۔

فولاد خان غصے مین بھرا ہوا بیٹھا ہی تھا۔ پہرے والون کی صورت دیکھکر دور سے ڈانٹ بتائی۔

"سیواجی کہان ہے؟"

پہرے والون کا افسر۔ حضور کیا کہون۔ ابھی تو پڑا سو رہا تھا

کوتوال۔ تمام مکان چھان ڈالا آخر ہوتا تو جاتا کہان۔ کمبختو تمہاری غفلت سے بھاگ گیا۔

پہرے والون کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔منہ فق چہرون پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین سوکھے ہونٹھ کی طرح خاموش کھڑے رہ گئے۔

کوتوال۔ بتاتے نہین۔سیواجی کو کون کھا گیا۔زمین مین دھنس گیا یا آسمان پر اوڑ گیا۔پہرے پر تم تھے۔بتاؤ سیواجی کو کہان بھگا دیا۔تم ہی لوگون کی حرامزدگی۔

افسر۔حضور اب تو ہم خطاوار ہین۔جو چاہے فرمایئے۔بخدا رات رات بھر پلک نہین جھپکائی۔کون کمبخت زمین پر پیٹھ لگاتا ہو۔گھڑی گھڑی بھر بعد قیدی کو دیکھ جاتے تھے۔شام سے لیکر صبح تک برابر گشت لگاتے رہتے تھے نہین معلوم کیا معاملہ ہوا کیونکر کمبخت پر لگا کر اوڑ گیا۔

کوتوال۔کچھ نہین۔تمہاری غفلت کا نتیجہ ہے۔مارے کوڑون کے ایک ایک کی کھال گرا دونگا تمھاری ہی سازش سے قیدی بھاگ گیا تم ہی خطاوار ہو۔

افسر۔ہان حضور ہم خطاوار نہین تو اور کون ہے۔جو قسمت دکھائے گی دیکھین گے۔مگر حضور اب آپ سے کیا کہین۔خدا قسم ہم نے سیواجی کو جاتے نہین دیکھا۔

القصہ یہ عجیب و غریب خبر اتنی ہی دیر مین اوڑتے اوڑتے نہ جانے کہان سے کہان پہونچ گئی لوگ ادھر ادھر قیدخانے کے متصل جمع ہو گئے امرا و ارکین شاہی بھی گھوڑا اوڑاتے ہوے آپہونچے۔اچھا خاصہ میلا لگ گیا۔

کوتوال نے تھوڑی دیر کے لیے تحقیقات ملتوی کر دی ادھر ادھر سوار دوڑا دیے کہ سیواجی کی تلاش کرین۔ایک ایک شاہی امیر سے سرگزشت عرض کرتے کرتے زبان گھس گئی سب انگشت بدندان کہ الٰہی کس غضب کا آدمی ہے ہوا بھی تو اسطرح ایسے سنگین پہرون سے نکل کے جا نہین سکتی۔کمبخت نے سب کی آنکھون مین خاک جھونکدی اندھا کر دیا۔

ہر شخص اپنی اپنی رائے دے رہا ہے عقل کے گھوڑے دوڑا رہا ہے کہ یہ کرنا چاہیئے۔ یون ہی تو اچھا سب اپنی اپنی ہانک رہے تھے کہ ایک دفعہ شاہی سوار گھوڑا پھینکتا ہوا فولاد خان کوتوال کے پاس آیا اور جان پناہ کی طلبی کا حکم سُنایا۔

فولاد خان ہانپتا کانپتا بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور سر ادب جھکا کر عرض پیرا ہوا

"حضور! قیدی دغا دے گیا۔ خانہ زاد کی خطا نہیں ہے۔ ساری غفلت کمبخت سپاہیون کی ہے۔"

بادشاہ۔ آخر کیا ہوا کچھ کہو تو۔ سارے شہر مین غوغا مچا ہوا ہے۔ سیواجی فرار ہو گیا۔ سیواجی فرار ہو گیا۔ کس طرح فرار ہوا؟

فولاد خان۔ (گڑگڑا کر) پیر و مرشد! خانہ زاد نے بہت کچھ تحقیقات کی ابھی تک پتہ نہین چلا۔ ملزم کس طرح بھاگا۔ زمین کھا گئی۔ یا آسمان۔ خدا جانے کیا اسرار ہے۔ کیا حکمت کی۔

یہ سنکر بادشاہ کو بھی بہت تعجب ہوا اور اُسنے یہ حکم دیا کہ دو لاکھ ساٹھ ہزار سوار پیدل اُسکے تعاقب کے لئے چارون اطراف مین بھیجے جائین اور تاکید کر دی جائے کہ سیواجی بہت بڑا چالاک اور متفنی ہے کسی نہ کسی بھیس مین جاتا ہو گا۔ اسلیئے تم جوگی۔ جنگم۔ سنیاسی۔ فقیر۔ بیراگی۔ نانک پنتھی۔ گورکھ پنتھی۔ برہمن۔ کنگال۔ برہمچاری۔ پرم ہنس وغیرہ ان بھیسون مین اُسکی تلاش کرکے اور اُسکو پکڑ کر فوراً حاضر کرو۔

یہ حکم دے کر بھی بادشاہ کا پیچ و تاب نہ گیا۔ اُسے خوف بھی سمایا ہوا تھا۔ اوس نے سوچا سیواجی کہان اسی شہر مین تو چھپا نہین ہے اور شاید دغا دے کر رات کو حملہ کر بیٹھے اس لیئے اُسنے ڈیوڑھی پر معمول سے زیادہ چوکی پہرے بٹھا دیئے اور خود بھی بڑی ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ سویا۔

سیواجی کا بادشاہ سے ملنے اور فرار ہونے کا واقعہ مرہٹی انگریزی کل

تاریخون مین دہلی کا بیان کیا گیا ہے۔ مگر موڈرن ریویوالہ آباد مین جو مضمون فارسی تاریخون سے لے کر حال مین شایع ہوا ہے اُسمین مضمون نگار نے یہ راے دی ہے کہ دراصل یہ واقعہ آگرہ کا ہے۔ کیونکہ عالمگیر نامہ وغیرہ کتابون سے یہ پایا جاتا ہے کہ جس تاریخ کو سیواجی کا دہلی پہونچنا بیان کیا گیا ہے اُسی تاریخ کو بادشاہ آگرے مین تھا۔ مصنف تاریخ ماثر عالمگیری سنہ نہم جلوس یعنی سنہ ۱۰۷۶ھ کے واقعات قلمبند کرتے ہوے لکھتا ہے۔ کہ۔

دربن ہنگام خزائن عامرہ راکہ کارپرداز ان درپنجم سال از قلعہ اکبرآباد بہ قلعہ دار الخلافہ نقل کردہ بودند دیگر بارہ ہمانجا نقل نمودند وچون راجہ جے سنگہ سیوارا بحضور معلے فرستادہ بودند واو بظاہر مستقر الخلافت رسید فرمان شد کہ کنور رام سنگہ ومخلص خان پذیرہ شد باستان جلال رسانند۔"

اسی طرح منتخب اللباب جلد دوم مصنفہ خفی خان حسب ذیل درج ہے۔

"چون راجہ جے سنگہ بعد تاخت ومحاربات بیجاپور باتفاق سیوا ترددات نمایان بظہور آورد سیواے ضلالت کیش را بعنوان تسلی امیدوار عنایات بادشاہی ساختہ بود کفیل الطاف بخشی وجرم پوشی از طرف بادشاہ گشتہ روانہ بارگاہ آسمان جاہ ساختہ بود درین جشن عالم افروز خبر رسیدن آن بدروز نزدیک اکبرآباد بعرض رسید حکم شد کہ کنور رام سنگہ پسر راجہ جے سنگہ ومخلص خان باستقبال رفتہ آن وحشی خصال بدسگال را بحضور آوردہ ملازمت نمایند۔ چون سابق بتقاضاے مصلحت ملکی خزانہ را از قلعہ مستقر الخلافت بقلعہ دار الخلافہ طلبیدہ بودند درینولا باز بہمراہ نامدار خان بہ قلعہ اکبرآباد طلب داشتند وہیجدہم ذیقعدہ سنہ مذکور آن وحشی خصال نکوہیدہ سگال باسنبھا پسر خورد سال کہ نہ سال عمر داشت بحضور رسیدہ بخجالت وانفعال تمام شرف اندوز ملازمت گردید۔"

اس کے بعد اسی تاریخ مین ذکر ہے کہ بادشاہ نے سیواجی کے جاے قیام پر چوکی پہرے بٹھادیے اور پھر یہ ذکر کرکے سیواجی نے میوہ مٹھائی کے پٹارے اُمرا کے گھر بھیجنا شروع کیے تھے۔ مورخ مذکور آگے لکھتا ہے۔

"خود باپسر در دو سید نشستہ با اشتہار فرستادن شیرینی براے برہمنان وفقیران متھرا آخر روز او اخر ماہ صفر سنہ مذکور از مستقر الخلافت اکبر آباد بر آمدہ خود را باسپان رساندو از انجا تبفاوت دو پہر بقصبۂ متھرا رسید"

ان اقتباسات سے کسی قسم کا شبہ باقی نہین رہتا ہے کہ یہ واقعہ دہلی مین نہین بلکہ آگرے مین ہوا اور مرہٹہ مورخ نے اس واقعہ کو دہلی کا بیان کیا ہے اسکا سبب سواے اسکے اور کچھ نہین ہو سکتا کہ جب شاہجہان بادشاہ نے دہلی کا نام شاہجہان آباد رکھ اور اسکو دارالخلافت قرار دیا۔ اور تمام ممالک محروسہ مین دہلی سلطنت مغلیہ کا پایہ تخت سمجھی جانے لگی۔ حالانکہ بادشاہ کبھی دہلی مین رہتا اور کبھی آگرے مین شاہجہان آباد کا نام عام طور پر دہلی ہی رہا اور آگرہ یعنی اکبر آباد مستقر الخلافت کے لقب سے موسوم ہوا مرہٹہ تواریخ نویسون نے دہلی کو پایہ تخت سمجھکر سیواجی کے ملاقات کے واقعہ کو دہلی ہی کا واقعہ قرار دیدیا۔ مغلیہ تاریخون سے واضح ہے کہ جب شاہجہان نے سال ہشتم جلوس اورنگ آباد مین یعنی سنہ ۱۰۷۵ ہجری مین انتقال کیا تو اورنگ زیب نے آگرہ آکر شاہجہان کی قبر کی زیارت کی تھی۔ اسی زمانے مین اوس نے خزانے کو دہلی سے پھر آگرہ واپس منگوایا اور سیواجی سے بھی اوسی زمانے مین بمقام آگرہ ملاقات کی تھی۔ مرہٹی مورخون کی بنا پر انگریزی تاریخون مین بھی غلطی ہو گئی ہے۔

باب اٹھارھوان

ہون اسیرِ زلف ہاتھون پر کھلاؤن آپ تجھے

مین نہین ہون شیوۂ رسم وفا سے بے نیاز

جب ستارۂ نحوست طلوع ہوتا ہے مصیبت کے دن آتے ہین بد بختی اپنا اثر دکھانے لگتی ہے۔ خواہ مخواہ بد شگونیان ہونے لگتی ہے۔ آنکھونکا پھڑکنا قلب مین اختلاج پیدا ہونا۔ خیالات پراگندہ رہنا۔ طبیعت مین اُلجھن ہونا غرضکہ ہرطرح کی سراسیمگی اور پریشانیان زور باندھتی رہتی ہین۔ آنے والی مصیبت کا پتہ کچھ نہ کچھ پہلے ہی سے ملتا رہتا ہے۔

پرماتما! عالم الغیب ہے اُس کا کوئی شریک نہین اوسی کی ذات باقی ہے اور باقی کل چیزین فانی۔ روح بھی غیر فانی ہے۔ روح پرماتما کا چھوٹا سا ذرہ ہے۔ یہ آتما ہے تو وہ پرماتما۔ روح بھی پرماتما کی طرح عالم الغیب اور غیر فانی ہے۔ جسطرح ایشور سنسار کا محیط کل ہے روح محیط جز جسطرح ایشور ماضی حال مستقبل سے باخبر ہے۔ اوسی طرح روح پر بھی ماضی حال مستقبل کے ظاہر و باطنی کشف کا سایہ پڑا کرتا ہے۔ اوس کے سامنے بھی آئینہ کی طرح کل واقعات پیش رہا کرتے ہین۔ اگر روح پر جذبات سفلی کا اثر نہ پڑتے پائے اگر وہ نفس کی زیادتیون سے بچتی رہے حواس خمسہ باطنی اور ظاہری سے اُسکا دامن نہ بھرنے پائے۔ رشک حسد۔ غصہ۔ طمع۔ شہوت وغیرہ بدفعلون سے اگر وہ پاک رکھی جائے اسکی گیان درشٹی پر پردہ نہ پڑنے پائے۔ دام علائق سے کنارہ کش رہے۔ جپ۔ جوگ سادھن سے شُدھ رکھی جائے تو اس دنیا مین جو باتین ہوتی ہین اونکا جان لینا دشوار امر نہین۔ جسکی آتما شُدھ رہی یعنی دنیا کی فانی نعمتون سے ملوث نہین ہونے پائی ہے۔ جو مرغوب عیش و آرام کی ناپائدار چیزون سے قطعی گریز کرتی رہی ہے۔ جو نمود ظاہری کو

ہیچ سمجھتی ہے - وہی آتما (یعنی روح) نفس پر ہمیشہ قادر رہے گی - اس لیئے
ایسی روحین حریص - طمع - نفس - غصہ - حسد کی گرد سے پاک وصاف رہتی ہین
وہ آئینہ کی طرح روشن ہین وہ خواہشات اور لذت کے خیال سے مبّرا ہین -
وہ شامہ - باصرہ - سامعہ - ذائقہ - لامسہ - ان پانچ حواسون کے پھندے
مین نہین پھنستین - وہ آزاد ہین انپر بھی خدا کی طرح ماضی - حال مستقبل
کے حالات روشن رہتے ہین - حالانکہ ہم لوگون کی آتما نفرت
رغبت اور ظاہری باطنی حواسون کے بس مین ہے - ہم نہین سمجھتے کہ
جتنی چیزین ہین - فانی ہین - اور محض بے وفا ہین - اسلیئے ہم انکی کیطرح
بنھد مین کچھ ایسے لت پت ہو گئے ہین کہ نکل نہین سکتے - اور آخر مجبوری
سے جان گنواتے ہین اگر ہم اہل دل درویشون اور پاک نفس صالحون
کی صحبت مین بیٹھین اون کے وعظ سنین اور اُن کی نصیحتون کو گرہ مین
باندھ لین تو پھر ہمارا دل بھی آئینہ کی طرح صاف ہو جائے - اور ہم
دنیا کے نیک و بد مین تمیز کر سکین - دنیا کا کوئی بھید ہم پر چھپا نہ رہے -
دنیا کی کیسی ہی کوئی مصیبت پیش آنے والی ہو ہم پہلے ہی سے جان لین
اور اُس سے بچنے کی سبیل نکال لین -

چندر موہنی کے دل پر آج کئی دن سے غبار چھایا ہوا ہے - مایوسیان
بڑھتی جاتی ہین - آج کئی روز سے خوفناک خواب دیکھ رہی ہے - کبھی دیکھتی
ہے بیوہ ہو گئی ہون ہاتھون کی چوڑیان توڑ ڈالی گئی ہین - کبھی دیکھتی ہے سامنے
چتا جل رہی ہے اور مین ستی ہونے کیلئے جا رہی ہون - کبھی خون کی ندیان
بہتی ہوئی دکھائی پڑتی ہین - کبھی اپنے شوہر کی لاش دیکھتی ہے سر کٹا ہوا ہے
ان بدخوابون سے اُسکی روح لرز اُٹھتی ہے - وہ اسی سوز غم مین پھنکی جاتی
ہے اُسے سخت تشویش ہے کیا جانے پیارے سوامی (رگھناتھ راؤ) کہان ہین
اور کیا مصیبت جھیل رہے ہین -

"سوامی! آجکل آتے کیون نہین - کتنے دن گذر گئے - زمانہ ہو گیا
صورت نہین دکھلائی - کیا کوئی اُفتاد ٹوٹ پڑی - کیا لڑائی بھڑائی مین

تو نہین کام آگئے - بیمار تو نہین ہین - ہائے کہین زخمی تو نہین ہوگئے - کیا جانے زندہ ہین بھی یا مر گئے - کون خبر لائے - کس کو بھیجون - راجگڈھ مین ہین یا نرسنگہ گڈھ مین - اسی قسم کے پیچ وتاب مین چندر موہنی دن رات پھنسی رہتی ہے -

اُسکی ہمنشین سہیلیان دل بہلانے کے لیئے باغ مین لے آتی ہین - مگر اُسکی دلبستگی نہین ہوتی - اُسکی طبیعت اُچاٹ رہتی ہے - باغ کی فرحت بار ہوا اُلو کا کام کر رہی ہے اُسکا چہرہ اُداس ہے اُس کے گلاب کے پھول سے رخسارے گل سیوتی بن گئے ہین - گو اُسکی ہمنشین سہیلیان دل بہلانے کے لیئے ادھر اودھر کی ہنسی مذاق کی باتین کر رہی ہین - مگر اُس کے دل کو خوش کرنے مین بالکل بے اثر ہین - کہین نسیم سحری کے جھونکے اُن تنگدل غنچون کو کھلا سکتے ہین جنکو گلچین کے ہاتھون نے شاخ گل سے توڑکر زمین پر پھینکدیا ہو - اوسے سہیلیون کی بات پسند نہین - وہ بیخود ہو رہی ہے - اوسکا سر پریشان کر دینے والے خیالات کا جولانگاہ بنا ہوا ہے - سینے سے پیہم ٹھنڈی آہین نکل رہی ہین - ایکبار اُسکے زبان سے نکلا -

ہائے رام مین کیا کرون -

اس جملے کے نکلتے ہی آنکھون کا سوتا کھُل گیا - اور چشم خونفشانی سے اشک کی طغیانی بڑھنے لگی وہ چاہتی ہے ان آنسوؤن کے نکل جانے غبار نکل جائیگا - طبیعت ہلکی ہو جائے گی - مگر نہین یہان تو آنسوؤنکا پانی گھی کا کام دے رہا ہے - جسقدر اشک کی طغیانی ہوتی ہے - کلیجے کی آگ بھڑک اٹھتی ہے - کبھی کبھی دلی اُلجھن اُسے اسقدر بے قابو کر دیتی ہے کہ اسی خود رفتگی کے عالم مین پیچ وتاب کھاتے ہوئے شعلے کی طرح اودھر دوڑتی ہوئی پھاٹک کے پاس کھڑی ہو جاتی ہے - اور اس تالاب پر نگاہ جما دیتی ہے جو اسکی طرح کسی کی یاد مین پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے - باد صبا کے جھونکے اسکے غمگین دل کے ساتھ اور بھی چھیڑ خانی کرنے لگے -

جھونکون کی گستاخانہ دست درازیون سے اسکے سر کے بال بار بار بگڑ بگڑ کر اسکے چہرے کے سامنے آتے ہین اور یہ جھنجلا کر ہر بار اپنے ہاتھ سے ہٹاتی بھی جاتی ہے مگر ہوا ہے کہ کسی طرح اپنی چھیڑ سے باز نہین آتی - اے ہوا تو بڑی شیطان ہے - کیون دُکھے ہوے دل کو دکھاتی ہے - اوسکا خیال کیون غلط کیئے دیتی ہے - کیا تو یہ نہین جانتی کہ یہ اپنے پتی کی بیوگ مین ہے - اسے کچھ بھلا نہین معلوم ہوتا - وہ بار بار ایشور سے دعا مانگتی ہے - منتین کرتی ہے کہ ایک دفعہ کنور جی کی جھلک دیکھ لون - اسی تالاب کے کنارے اوس روز گھوڑے پر سوار آرہے تھے - اے پرماتما - جلدی وہ گھڑی آجاے - کنور جی گھوڑے پر سوار آتے ہوے دکھائی پڑین -

اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار آتا ہوا نظر آتا تو چندر موہنی کا دل بول اُٹھتا - لو کنور جی آگئے - انہین کی تلاش تھی - دل کی کلی کھل اُٹھتی ہے - رنج و غم کی گھٹائین کافور ہوجاتی ہین - فرط مسرت سے قلب اُچھلنے لگتا ہے یاس و اُمید کی جنگ چھڑ جاتی ہے - ابھی دل ہاتھون اُچھل رہا تھا - سمجھتی تھی کنور جی آرہے ہین - اضطرابی مٹے گی - کلیجہ ٹھنڈا ہوگا مگر ہاے کیا ہوگیا - پھر اُسی جنون کا دورہ ہوا - خیالی تصویر آنکھون سے اوٹ ہوگئی - آنیوالا کسی دوسری طرف مڑگیا - کلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگے - کہین آنے والا مسافر چندر موہنی کے قریب ہو کر نکلا تو اور بھی قیامت ہوگئی - وحشت کی ترقی حواس مخبوط - مبہوت سی چُپ کھڑی رہ جاتی ہے - آگ کے لوکے سے سینے مین اُٹھنے لگتے ہین - شوریدہ سری بڑھتی جاتی ہے - طبیعت سنبھلتی نہین - نا اُمیدی کا ایشور بُرا کرے اسکے ارمان و تمناؤن کے ابھرنے والے نقش اسکے لوح دل سے حک کردئے گویا اسکو بھی مٹا گئے - ہونٹھونکی خشکی - چہرے کی زردی اور دلی وحشت جو خانہ خراب عشق کی غماز بھتین کچھ تو راز کھولنے پر کھڑی ہوگئین - اور کچھ اسکا دل مسلنے اور کلیجہ جھنجھوڑنے مین مشغول ہوگئین - آہ وہ نازک اور ننھا دل جسکو اس قسم کی ہوا چھو بھی نہین

گئی تھی اور جو ہوا و ہوس اور دنیاوی خواہشات سے بالکل پاک صاف تھا اور جسنے ابھی دنیا مین کچھ دیکھا بھی نہ تھا اچھے خاصے طلسم سے کم نہ تھا۔ اس کیفیت دل نے جو ناتجربہ کار کہا جاتا تھا غضب کر دیا اس بیچاری کو دم بھر ایک حال پر نہین رہنے دیا۔ گھبرا گھبرا کر اسنے کئی بار پھاٹک سے سر نکالا اور اپنے محبوب دلدار کی تلاش مین جاسوس نظر اس وسیع میدان مین دوڑا دئے مگر وہان کیا تھا خیال ہی خیال تھا۔ جاسوس نظر ناکام پھرے کچھ پتہ نہ چلا پھر کیا تھا اب اسکے چوٹ کھائے ہوئے دل پر اور چوٹ لگی اسکی اضطرابی مین افزونی ہوئی اور وہ تکیہ پکڑ کر بیٹھ گئی۔

ہمنشین سہیلیان پاس کھڑی ہوئی ہین۔ چارون طرف عالمگیر سناٹا چھایا ہوا ہے۔ اتنے مین کسی نے زور سے کہا۔

"کیا پدم کماری جی! نرسنگہ گڈھ مین جا کر کنور رگھناتھ راؤ جی کا پتہ لگاؤ گی"؟

چندر موہنی کے کان مین اس آواز نے امرت برسا دیا۔ کہان تو بیخود بیٹھی ہوئی تھی اس خوش آیند آواز سے اُچھل پڑی۔ اِدھر اودھر دیکھا دو شخص پاس کھڑے بات چیت کر رہے ہین۔ اُن دونون کی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ دونون شخص سیواجی کے حمایتی ہین۔

پدم کماری سمجھی یہ دونون شخص کنور جی سے واقف ہین۔ اسی حال چال لینے کی غرض سے اُنکے پاس دوڑی گئی۔

ان دو شخصون مین ایک تو سنیاسی کے بھیس مین تھے اور دوسرا سپاہی کی وضع مین۔ پدم کماری نے سنیاسی جی کے قدم لئے ڈنڈوت کی۔

ناظرین سمجھ گئے ہونگے یہ سنیاسی وہی مہاتما چندر شیکھر جی ہین جنہین آپ اکثر رگھناتھ راؤ جی سے باتین کرتے دیکھ چکے ہین۔

سنیاسی نے پدم کماری کو آشیرباد دیا۔ اور کہا۔

"بیٹی آنند رہو۔ نارائن منورتھ سپھل کرے۔"

پدم کماری ۔ مہاتمن! سنتی ہون سیواجی قید ہو گئے ۔کیا یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ اوڑا دی گئی۔

سنیاسی ۔ ہان سچ ہے ۔ واقعی وہ قید ہو گئے ہین۔

پدم کماری ۔ تو آپ نے کوئی سبیل نکالی ۔ اُن کے چھڑانے کا کیا انتظام کیا گیا۔

سنیاسی ۔ بیٹی! ان سب باتون سے استریون کو کیا کام ہے۔

پدم کماری ۔ مہاراج! یہ آپ کیا فرماتے ہین ۔ اگر موقع پڑے گا تو مہاراشٹر کی عورتین ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہین گی کیا وہ لڑائی کے میدان مین اپنے دشمنون پر ہتھیار نہ اوٹھائینگی ۔ سوامی! مہاراشٹر کی استریون سے کبھی یہ اُمید نہ رکھیئے گا ۔ وہ بھی پرشون کی طرح میدان مین کٹ مرینگی ۔ وہ جلتی اگن مین پھاند پڑنے والی ہین ۔ وہ جان کی پرواہ نہین کرتین ۔ وہ آرام طلب نہین ہوتین ۔ وہ دیش اور راج پر جان نچھاور کرنے والی ہین۔

سنیاسی ۔ بیٹی! سچ کہتی ہے ۔ مگر ابھی موقع نہین ہے۔

پدم کماری ۔ ٹھیک ہے ۔ خیر اون کے چھڑانے کا بند وبست ہوتا ہو گا نا۔

سنیاسی ۔ بیٹی! سیواجی اپنی ہی چالاکی سے چھوٹ آئین گے ۔ اُنکی تو اتنی فکر نہین ایک دوسری فکر دامنگیر ہو گئی ہے۔

پدم کماری ۔ کون فکر۔

سنیاسی ۔ سیواجی کی طرح ایک دوسرا ویر قید ہو گیا ہے اُسکے چھوڑانے کا بندوبست کرنا ہے۔

پدم کماری ۔ پربھو! وہ مہاپُرش کون ہین۔؟

سنیاسی ۔ اونکا نام رگھناتھ راؤ پنت ہے ۔ یہان کے باشندے انھین کنور جی کہا کرتے ہین۔

پدم کماری ۔ وہ کس طرح قید ہوئے۔

سنیاسی ۔ انھین سیواجی کے قید ہو جانے کی خبر لگی ۔ تاب لانہ سکے تن تنہا

دہلی چلدیے وہان جاکر بہت سے مغل سپاہیون کو مارا - آخر کار خود بھی گھائل ہوے - مغلون نے گرفتار کرلیا -

پدم کماری) - سوامی! سچے ویرون اور سچے وطن پرستون کے خون مین یہی عظمت ہے کہ جان کی پروانہ کرکے قوم اور دیش کی بھلائی کے لئے مشکل سے مشکل کام مین گھس پڑتے ہین چاہے اوسمین کیسا ہی ضغطہ کیون نہ ہو -

یہ کہکر پدم کماری اپنے باغ مین آئی - سنیاسی اور اون کے چیلے نے دوسری طرف کا راستہ لیا -

جسوقت پدم کماری نے باغ مین قدم رکھا - ایک ہیبت ناک تماشا دیکھکر گھبرا گئی - وہ کونسا تماشہ ہے -

چندر موہنی زمین پر بیہوش پڑی ہے - سہیلیان اوسے ہوش مین لا رہی ہین - پدم کماری سرٹن سی دوڑتی ہوئی اوسکے پاس گئی - گلاب کیوڑا اور پانی کے چھینٹون سے چندر موہنی کو ہوش مین لے آئی - اور پھر سب نے ہاتھون ہاتھ گود مین لے کر مکان کا راستہ لیا - چندر موہنی بیہوش ہو گئی تھی پیشانی سے تھوڑا بہت خون نکل چکا تھا - غشی کی حالت مین اُسے یہہ معلوم تھا کہ مجھے باغ سے کون اُٹھا لایا -

چندر موہنی کا دل رگھناتھ راؤ مین اُلجھا ہوا تھا - یکایک اوسکا دل گھبرایا سر مین چکر آیا نازک ہاتھ سے سر تھام لیا اور اپنی ہمنشین سہیلیون کی طرف ٹکٹکی باندھ دی - نہ وہ کچھ سنتی ہے نہ کہتی - وہ سوز دلکی تڑپ سے بیتاب ہو رہی ہے - سہیلیون نے بہت کچھ تسکین دی لاکھ سمجھایا - مگر دُکھے ہوے دل کا چھیڑ دینا بھی ستم کر دیتا ہے - چندر موہنی بھری بیٹھی تھی پھوٹ پھوٹکر رونے لگی -

ہاے پیارے! ہاے پران ناتھ!! - مجھ بدنصیب کو کیون چھوڑ گئے - ہاے میری مجبوریون پر تمھین ترس نہین آتا - پران پیارے!!! میرا دل بھول رہا ہے تم مغلون کے ہاتھ مین پڑکر اپنی جان دیا چاہتے ہو -

اب دھرم رکشا دیش کی رکشا کیسے کرو گے۔ اور آپ کی یہ بدقسمت کنیز کیا کریگی۔؟ پیارے! مجھے تو آپ اپنا کہہ گئے تھے تو پھر میری یاد کیون بھلادی چلتے وقت اپنی داسی کو بھی ساتھ لے لیا ہوتا۔ ساتھ مرجاتی تو اچھا تھا۔ قید بھی ہوجاتی تو اچھا تھا۔ پیارے! کیا اب تمھاری موہنی صورت کے درشن نہو نگے۔ کیا اپنے اردھنگی سوامی کی چھب دیکھنے مین نہ آئے گی۔ کیا اب پیتم سے نہ مل سکون گی۔ کیا پیتم جیسا پیارا شبد کٹھار بن جائیگا۔ ہاے مجھ تختی سا دنیا مین کوئی نہو گا۔ مین ابھاگنی ہون۔ میری جان کیسے نکلے گی۔ تڑپ تڑپ کے مرونگی۔ پیارے اب تو صورت دکھا دو گے۔ کیا یہ ارمان لے کے مرجاؤن۔ کیا تمھاری موہنی آواز بھی نہ سُن سکون گی۔ کیا تمھاری لمبی لمبی بہائین مجھے گلے سے نہین لگا سکتین۔ کیا ادن پیارے پیارے گالون کا امرت رس مجھے چکھنے کو نہین ملیگا۔ جنکی خوشبو پر بھونرے لٹو ہو رہے ہین۔ ہاے یہ سب باتین خواب و خیال ہین۔ کہان گئین۔ مین مرتے دم بھی سوامی کے جمال بے مثال سے آنکھین سینک نہین سکتی۔ ہا۔ بڑھاپا۔ میری آنکھین دلدار محبوب کی شایق ہین۔ پرمیشور کے لیئے میری اُمید نکل جانے دے۔ تب سوامی کو دیکھ لون گی تو دم توڑنے مین بھی آسانی ہو گی۔ پربھو! مجھے آنکھون کی ہوس نہین۔ مین راج پاٹ نہین چاہتی۔ مین دولت ثروت کی بھوکی نہین ہون۔ مین دنیا کی کسی شے کی طلبگار نہین ہوتی۔ البتہ ہوس ہے تو اپنے پتی (شوہر) کی کسی طرح اونکے درشن مل جاتے۔ جنگل ہو۔ بیابان ہو۔ اسکی پروا نہین ہے۔ فقیرن بننا مجھے گوارا ہے۔ گدائی کرونگی۔ دردر بھیک مانگونگی۔ یہ سب کچھ منظور ہے۔ لیکن پتی (شوہر) کے درشن روز ہوجایا کرین۔ پربھو! دینا ناتھ!! دیا کیجئے۔ یا تو مجھے موت دیجئے یا مجھے میرے سوامی سے ملا دیجئے۔ ہاے! یہ کیا کہہ رہی ہون۔ بھگوان! میرے پتی (شوہر) کو اپنی حفاظت مین لے لو۔ اون کا رونگٹا نہ میلا ہو۔ نارائن جی! مجھ سی پاپن دنیا مین کوئی نہ ہوگا۔ دینا ناتھ! آپ نے بڑے بڑے پاپی تارے ہین۔ میری بھی فریاد سُنیئے۔ مین کچھ نہین چاہتی۔ صرف

اپنے پتی کے درشن کی ابلا کھ ہے۔ پربھو! داسی آپ کی سرن ہے۔ کرپا کیجئے۔

کہتے کہتے چندر موہنی کی زبان لکنت کرنے لگی۔ آنکھین بند ہوگئین اور غشی نے کمزور سمجھکر دبالیا۔ لیکن پدم کماری للتا اور مدن موہنی کی کوششون سے فوراً ہی ہوش مین آگئی۔

پدم کماری نے پوچھا۔

"کماری جی! گھبرائی کیون جاتی ہو۔ مین ابھی جاتی ہون اور کنور جی کو دہلی سے چھوڑا کر تمھارے پاس کھڑا کیئے دیتی ہون۔

چندر موہنی۔ پیاری بہن! ایسا کرو تو مجھے زندہ نہ کرلو۔ عمر بھر تمھاری لونڈی رہونگی۔ پیاری مین اپنے دل کی حالت بیان نہین کرسکتی۔

پدم کماری۔ مین کیا کرسکتی ہون! ایشور کی کرپا اور بھوانی جی کی سہایتا سے نہین اُنکو ضرور چھڑالاونگی۔

چندر موہنی۔ مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ اگر سوامی چھوٹ گئے تو اچھا ہی ہے نہین تو ہی نہ کسی طریقے سے درشن تو کرلونگی۔

پدم کماری۔ بہن! اسقدر بے چین ہونا ٹھیک نہین۔ گھبرانے سے کام نہین چلے گا۔ مین اکیلی جاؤنگی۔ اور کسی نہ کسی ڈھنگ سے اونھین آپکے پاس لے آؤنگی۔ تمھارا چلنا کسی حال مین اچھا نہین۔ تم چلوگی تو کام مین ہرج ہوگا اور اونکا ملنا دشوار ہوجائے گا۔

چندر موہنی۔ اچھا تم ہی جاؤ۔ کب تک پلٹوگی۔

پدم کماری۔ کم سے کم دو مہینے لگین گے۔

چندر موہنی۔ میری پیاری! جانتک ہوسکے جلدی آنا۔ بہن! دیر نہ لگانا کیا تم اونکو اپنے ساتھ لیتی آؤگی۔

پدم کماری۔ جاتی کاہے کے لیئے ہون کماری جی گھبراؤ نہین۔

چندر موہنی۔ تو پھر کب تک پلٹوگی۔

پدم کماری۔ کہہ تو دیا کم سے کم دو مہینے لگین گے۔ اور ہان مین تو جاتی ہون

شاید گھر مین میری باز پرس ہو کوئی بُلانے آئے تو کوئی بہانا کر دینا۔
چندر موہنی۔ اچھا۔
پدم کماری۔ وہان سے کھسکی اور ایک سیزدہ سالہ لڑکے کا روپ بدل کر سامنے کھڑی ہو گئی۔ چندر موہنی اور اسکی ساتھی سہیلیان بھوچک سی اس لڑکے کی طرف دیکھنے لگی۔
چندر موہنی۔ واہ بہن! خوب بھیس بدلا۔
پدم کماری۔ کماری جی! یہ تو موقع محل کی بات ہے۔ جب وقت پڑتا ہے مہاراشٹر کی ویر استریون کو سب ہی کام کرنا پڑتے ہین۔
چندر موہنی۔ سچ کہتی ہو! ایشور تمھاری اس کام مین مدد کرے۔
پدم کماری۔ (ہاتھ جوڑ کر) دینا ناتھ! دیالو پرماتما!! تیری نیک نظر کی محتاج ہون تیری سہایتا سے مین ایسے مشکل اور پُر خطر کام مین قدم رکھتی ہون۔ پربھو! دین بندھو!! اس داسی کی مدد کرنا۔ درگا ماتا! رچھیا کرو۔ ساہس دو۔ کارج سپھل کرو۔ تمھین بار بار نمسکار ہے۔ القصہ اُسی سیزدہ سالہ لڑکے کے بھیس مین پدم کماری ایک باد رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر رات ہی رات وہان سے چلدی۔

باب اُنیسوان

هم کو دیکھا تو وہ ہنس دیتے ہین
آنکھ چھپتی ہی نہین یاری کی

شام کا وقت ہے۔ آفتاب دن بھر کی تھکن مٹانے کیلئے مغربی چشمے مین غوطہ کھانے لگا۔ شفق کی سرخی عاشقون کے زعفرانی چہرے کا رنگ اڑاتے ہوے درختون کی چوٹیون اور بلند مقامات پر پڑ کر انقلاب زمانہ کا نقشہ مین کھینچنے لگی۔ شام غربت بنی شام کی تاریکی اپنا زور باندھتی جاتی ہے۔ مگر حضرت انسان زمانے کے انقلاب کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوے اپنے کاروبار مین مصروف ہین۔ دوکاندار چراغ جلا کر اپنا کھاتہ کھول بیٹھے ہین اور دن بھر کی بکری کا

حساب کتاب لگا رہے ہین۔ ہم بھی چہل قدمی کرتے ہوے دہلی کی بازار دن مین پہونچ گئے ہین۔ چاندنی چوک کی بازار سے جو بڑی سڑک بخط مستقیم نکلکر شاہی عمارت کیطرف مڑ گئی ہے اُسپر ایک درویش سر سے پاتک کمبل اوڑھے ادہر اُدھر اور ادھر سے اِدھر گشت لگا رہا ہے اور بار بار اس شعر کی تکرار کرتا جاتا ہے

اس گلشن ہستی مین عجب سیر ہے لیکن

جب آنکھ کھُلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

اتنے مین ایک سیزدہ سالہ لڑکے نے آکر درویش کے قدم لیے اور پوچھا۔

پیر و مرشد آپ کون ہین۔؟

درویش۔ بابا۔ مین ایک فقیر ہون۔

لڑکا۔ پیر و مرشد آپ فقیر تو ہین لیکن آپ کسی سے کچھ نہین کہتے۔ آخر آپ کا سوال کیا ہے۔ صرف ادھر سے ادھر اور اُدھر سے اِدھر گشت لگانے سے تو مطلب نہین نکلے گا تاوقتیکہ آپ کسی سے اپنا سوال نہ کہین۔

درویش۔ بابا فقیرون کو زیادہ بولنے سے کیا نتیجہ۔ اتنی زندگی یاد آلہی مین کٹجاے یہی غنیمت ہے۔

مین نفس کے ہون درپے ہے نفس مرے درپے

رہزن کو فکر میری مین فکر راہزن مین

بابا جاؤ اپنا کام کرو۔ فقیرون کو چھیڑنا اچھا نہین۔

لڑکا۔ تو حضور ایک جگہ بیٹھکر دھونی لگائیے۔ یاد آلہی مین مصروف ہو جائیے

فقیر۔ نا بابا ے

درویش روان رہے تو بہتر

آب دریا بہے تو بہتر

لڑکا۔ آپ کا مسکن کہان ہے۔ کس شہر مین جاے قیام ہے۔

درویش۔ بابا ے

گھر بار سے کیا فقیر کو کام
کیا لیجئے چھوڑے گاؤن کا نام

جہان بیٹھ گئے۔ وہین گھر ہے۔ جسنے دیدیا کھالیا اور اللہ کا نام لیا۔

لڑکا۔ تو معلوم ہوا آپ اللہ والے ہین۔ مگر اس سڑک پر گشت لگانے سے کیا مطلب۔؟

درویش۔ سُنا ہے۔ آج جہان پناہ جشن کرین گے۔ بڑے بڑے مطرب قوال آئین گے۔ یاد معبود مین معرفت کی غزلین ہونگی۔ اوسی کے اشتیاق مین چلا آیا۔

لڑکا۔ (غور سے دیکھکر) پیرو مرشد کچھ کچھ آپ کو پہچانتا ہون۔

درویش۔ لیکن مین تو نہین پہچانتا۔

لڑکا۔ مین نے ضرور کہین آپ کو دیکھا ہے۔

درویش۔ دیکھا ہوگا تو دہلی ہی مین دیکھا ہوگا اور کہان دیکھا ہوگا۔

لڑکا۔ نہین جناب! مجھے خیال ہوتا ہے ایک دفعہ آپ پونا تشریف لے گئے تھے۔

درویش۔ (دہشت سے کانپ کر دلمین) کیا یہ بچہ مجھے پہچان گیا (ظاہر مین) نہین صاحبزادے ایسا تو نہین ہوا۔ پونا کی شکل آجتک نہین دیکھی۔

لڑکا۔ حضور! گھبرا کیون گئے۔ کیا آپ پونا تشریف نہین لے گئے تھے۔ کیا آپ نے راجپوتون کی سنگت مین بیٹھکر باتین نہین کی تھین۔

درویش۔ (لڑکے کی طرف تیز نگاہ ڈالتے ہوے) پہلے تم اپنا نام بتاؤ کون ہو۔ پھر میرا پتہ نشان پوچھنا۔

لڑکا۔ آپ ڈرین نہین۔ بندہ آپ کا دشمن نہین ہے۔ بلکہ ایک طرح کا دوست ہے۔

درویش۔ اہا۔ معلوم ہوا تو چندر موہنی کی سہیلی ہے۔ سچ کہنا۔ تو ہی سیوا جی کے قید ہو جانے کی خبر سُنکر رو دی تھی۔

لڑکا۔ تو آپ بھی وہی سنیاسی ہین۔ جنکو مین چندر شیکھر بابا کہہ سکتی ہون

درویش۔ (آہستہ سے) ہان مین وہی ہون۔
لڑکا۔ تو مین بھی وہی ہون۔
درویش۔ تو یہان کہان؟
لڑکا۔ مین رگھناتھ راؤ پنت کو چھڑانے کے لئے آئی ہون۔
غالباً ناظرین بھی سمجھ گئے ہون گے کہ یہ درویش مہاتما چندر شیکھر ہے اور لڑکے کے بھیس مین وہی پدم کماری چندر موہنی کی سہیلی ہے۔ دونون کے راز افشا ہو جانے پر مہاتما چندر شیکھر جی نے پدم کماری کی جرأت اور دلیری کی بڑی تعریف کی پھر دونون وہان سے کھسکے اور کسی گوشہ مین بیٹھکر باتین ہونے لگین۔
چندر شیکھر۔ تم یہانتک کیونکر پہونچین۔
پدم کماری۔ (کنور رگھناتھ راؤ اور چندر موہنی کی محبت کا قصہ سناکر) سوامی جی انہین وجوہ سے میرا آنا یہان ہوا ہے۔
چندر شیکھر۔ رگھناتھ راؤ کے چھڑانے کی کوئی صورت نکالی۔
پدم کماری۔ جی نہین۔ ابھی تک تو کوئی ترکیب سمجھ مین نہین آتی۔ اب آپ فرمائین کس طرح وہ مغلون کے قید سے چھوٹین گے۔
چندر شیکھر۔ ابھی تک مین نے بھی کوئی فکر نہین کی۔ خیر اب تم آگئی ہو کوئی سبیل نکل ہی آئے گی۔ اب ایک سے دو ہو گئے۔
پدم کماری۔ کیا آپ صرف تنہا آئے ہین۔ کوئی ساتھی نہین ہے۔
چندر شیکھر۔ ہان اکیلے ہی چل کھڑا ہوا۔ اور تم کب آئین۔
پدم کماری۔ کوئی تین روز ہوے ہونگے۔
چندر شیکھر۔ اور قیام کہان ہے۔
پدم کماری۔ جہان ہوا رات کو سو رہی۔ دن بھر گھوما کرتی ہون۔
چندر شیکھر۔ سنتے ہین بادشاہ کل جلسہ کرنے والے ہین۔
پدم کماری۔ بہت اچھی بات ہے۔ یہی تو کام کرنے کا موقع ہے۔
چندر شیکھر۔ لیکن کنور جی کا پتہ تو معلوم نہین۔ کیا جانے کہان قید ہین۔

دوم اوپر سنگین پہرے ہونگے ان تک رسائی مشکل معلوم ہوتی ہے۔
پدم کماری۔ مین نے کچھ کچھ سراغ لے لیا ہے۔
چندرشیکھر۔ کیا سراغ لے لیا ہے۔
پدم کماری۔ سنتی ہون۔ جس مکان مین جلسہ ہوگا وہین قید ہین چارون طرف سنتریون کا پہرا ہے۔
چندرشیکھر۔ اندر گھسنا محال ہے۔
پدم کماری۔ مین نے ایک ترکیب سوچ رکھی ہے۔
چندرشیکھر۔ کون ترکیب۔؟
پدم کماری۔ قوالن کے بانے مین جانے کا ارادہ ہے۔ کسیطرح محفل مین پہونچ جاؤن۔ پھر کسی نہ کسی ترکیب سے کنور صاحب بھی آجائین گے۔ مین انہین بلوالونگی۔ آپ ایک کام کرین۔ تین گھوڑے کہین سے تیار کر رکھین مین چکمہ کھیل کر کنور جی کو لے بھاگونگی۔
چندرشیکھر۔ کیا تم نے اتنا لمبا سفر پیدل اختیار کر لیا۔
پدم کماری۔ نہین سوامی جی! پیدل اتنا بھاری سفر کہین ہوسکتا تھا۔ گھوڑا ساتھ ہے لیکن شہر کے باہر ایک پھلواری مین چھوڑ آئی ہون۔ اسلیئے کہ گھوڑا دیکھکر شاہی چوکیدار بھڑکین گے اور سمجھین گے کہ سیواجی کا کوئی مصاحب ہے۔
چندرشیکھر۔ مینے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ نا کے باہر گھوڑا چھوڑ دیا ہے۔
پدم کماری۔ دو گھوڑے موجود ہی ہین ایک گھوڑے کی اور کسر رہ گئی۔
چندرشیکھر۔ ایشور چاہے گا تیسرے گھوڑے کا بھی بندوبست ہو جائیگا۔ اگر دونون گھوڑے پھلواری کے اردگرد مل گئے تو مین انہین لیئے آتا ہون۔ ورنہ دوسرا انتظام کیا جائیگا۔
پدم کماری۔ دوسرا انتظام کیا کیجئے گا۔
چندرشیکھر۔ جلسے مین بڑے بڑے رئیس امیر آئین گے اونکے گھوڑے اڑا لائین گے۔ اپنا کام نکل جائیگا۔
پدم کماری۔ رائے تو اچھی ہے۔ اب یہان سے چلیئے۔ آج کی رات

کہان بسر ہو گی۔ کوئی مکان تجویز کیا ہے۔
چندر شیکھر۔ مکان تو کوئی نہین تجویز کیا۔ خیر چلو۔ کہین نہ کہین جگہ مل ہی جائیگی
پدم کماری۔ چلئے۔

یہ کہکر پدم کماری اور مہاتما چندر شیکھر نے اُس مکان کیطرف معاودت کی جہان کل بزم عشرت منعقد ہونے والی ہے۔ اس مکان کے متصل سڑک پر پیپل کا درخت لگا ہوا تھا۔ پدم کماری اور چندر شیکھر جی نے اس درخت کے نیچے گھوڑے لانے کی بات پکی کرلی۔ اور کچھ دیر اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر دونون کے دونون وہان سے غائب ہو گئے۔

باب بیسوان[۲۰]

بُھاتا ہے نہایت دل کو خط رخسار جانان کا
گھسیٹے گا مجھے کانٹو مین سبزہ اس گلستان کا

دہلی مین جشن خوش[له] روز منائے جانے کا دن ہے۔ ایوان شاہی مین چہل پہل ہے۔ جدہر دیکھئے رنگ برنگ جھنڈیان اُڑ رہی ہین۔ اہل شہر کی دوکانون پر سبز سبز آم کی پتیون کے بند نوار لٹک رہے ہین۔ دہلی کا سواد بہشت شداد بن گیا ہے۔ خصوص شاہی ایوان کی سجاوٹ کا کیا کہنا۔ جلوخانے سے جہان آج جلسہ ہونے والا ہے در دولت تک ٹٹیان نصب کر دی گئی ہین گلاس چڑھے ہوئے ہین۔ جنگی سوار اور پیادے انتظام مین مصروف ہین تمام شہر مین خوشی کا اظہار ہو رہا ہے کوئی پکارتا ہے۔ میان عثمان بھائی باقر یہان پر جھنڈی کھڑی کرو۔ یہان پر محراب بناؤ۔ ٹٹیون پر گلاس چڑھا دو۔ کوچہ و بازار کچھ اسطرح رونق پر ہین جسطرح کوئی گل اندام نو عروسی کا جامہ پہن کر

[له] اس جشن سے نوروز کا وہ جشن نہین ہے جو شاہان ایران کی طرح ہندوستان مین بھی اہل تشیع ہر سال منایا کرتے ہین جس روز تحویل آفتاب برج حمل مین ہوتی ہے وہی روز نوروز کا ہے

مشتاق نظرون مین کھُبا جاتا ہو۔ عام گذرگاہون اور سڑکون پر ٹھٹ لگے ہوئے ہین اور اونکی درستی مین بہت عجلت ہو رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج یہان کوئی ایسی خوشی ہونے والی ہے جو ہر چھوٹے بڑے کسی مشتاق آدمی کو ہمہ تن شوق بنا رہی ہے صبح ہی سے میلے کا رنگ جما ہے۔ نخل بہار کی نشوونما ہے۔ غٹ کے غٹ ٹھٹ کے ٹھٹ۔ شہدے۔ لچے۔ لونڈے۔ بچے۔ گرہ کٹ۔ بدمعاش۔ بدسلیقے گنجڑے۔ بھنگیڑ ے۔ شریف ونجیب۔ زیرک ولبیب سب جوق جوق امنڈے چلے آتے ہین۔ مرد۔ عورتین۔ بچے۔ بوڑھے۔ شاہی جلوہ خانے کی طرف بہت تیزی کے ساتھ قدم زن ہین۔ جلسے کے دیکھنے کی تمنا سب کو ہے۔ ہر طرف خوشی چھائی ہے۔ آج کے جلسے کی وہ دھوم مچی ہے لوگون کا قول ہے جہان پناہ نے آجتک ایسا جلسہ کبھی نہین کیا۔ یہ جلسہ سیواجی کی گرفتاری کی خوشی مین منعقد ہوا ہے۔ رنگیلے۔ چھیل چھبیلون کی بن آئی۔ گاڑھی بوٹی چڑھائی۔ بن ٹھن کے چھیلا بن کے میلا دیکھنے چلے۔ بالون مین حنا کا تیل چھوڑے۔ کیچل لیٹ کا دھانی رومال اوڑھے۔ دو انگل مانگ نکلوائے۔ پٹیان جمائے۔ سر پر بانکڑی ٹکی ٹوپی بانکپن سے رکھے۔ گلے مین گلوبند۔ دلفریب بشر بتی کا انگرکھا تن کا زیب۔ پانوٗن مین مخملی جوتی۔ کاشانی یا سوتی۔ قہقہے اوڑاتے۔ آنکھین لڑاتے جا رہے ہین۔ اِدھر اُدھر نظارہ بازی کر کے مُسکرا رہے ہین۔

فنس پر باہر وطوائف ٹھٹے سے بیٹھی ہوئین میلے کی شان بڑھا رہی ہین۔ ساقیونکا بازار گرم۔ کسی نے دو کش لیئے۔ ڈکا ہتھیایا۔ ساقیون کی دُکانین دھوان دھار تنبولیون کے بڑے مزے دار۔ کان میلیے کی سرگوشی۔ حجام کی رونمائی۔ شُنکرون کی ہانک۔ آنب کے مجے کی کمرکھ ہین۔ کابل کا میوہ رس بھری۔ تاجی گلابیان میوہ شہتوت۔ عجب لطف وسمان ہے۔ ہزارہا تماشائی درختون کے نیچے بستر جمائے۔ کوئی دری۔ کوئی زین پوش بچھائے بیٹھا میلہ دیکھ رہا ہے کوئی جہانیان جہان گشت چکر لگا رہا ہے۔ اس بھیڑ بھاڑ مین پولیس کا انتظام خوب ہے۔ چور اُچکون کی دال نہین گلتی۔

تمام دن اسی زق زق بق بق مین کٹا۔ رات ہوئی۔ اب اور بہی

عالم نظر آیا۔ ہر گلی کوچے مین چراغان ہو گیا۔ ہر طرف طبلہ اور سارنگی کی دلکش آوازین گانے کی سُریلی تانون مین مِلی ہوئین کانون کو بھلی معلوم ہونے لگین۔ جسطرف نگاہ اُٹھتی ہے عیش و نشاط ہی کے سامان نظر آتے ہین۔ شاہی نشاط محل یعنی جلوخانے کا تو لطف ہی نرالا ہے۔ تمام عمارت مجسم نور ہے۔ دیوارون پر سنہرا پانی چڑھا ہوا ہے۔ جھاڑ۔ فانوس۔ مینائی کام کی ہانڈیان لٹک رہی ہین دیوار گیریون پر کنول چڑھے ہوئے ہین۔ ملائم گدگدے کشمیری قالین بچھے ہوے ہے۔ جسپر کارچوبی مخمل کی مسندین اور سنہری بیل بوٹون کے تکیئے لگے ہوئے۔

یہ نشاط خانہ ناچ گھر کے نام سے منسوب ہے۔ بلور کے منقش رنگین جھاڑ اور ہانڈیون کی روشنی سے آنکھین چوندھیائی جاتی ہین۔ طاقون پر گنگا جمنی۔ سنہری میناکاری کے گلدستے بہت خوشنمائی سے رکھے ہوے ہین۔

مہمان آرہے ہین گرمجوشی سے استقبال کیا جاتا ہے۔ ماہوشونکی پوشاکین روشنی مین جگمگا رہی ہین۔ ایک ہال مین شاہی صحبت ہے۔ پردہ پڑا ہوا ہے۔ معلوم نہین حضرت ظل سبحانی تشریف رکھتے ہین یا نہین۔

یکایک نقارے پر چوب پڑی۔ نقیب پکار اٹھے یو گیہان حضرت محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ہند تشریف لارہے ہین۔ حاضرین اُٹھ کھڑے ہوئے۔

نگاہ اُٹھا کر دیکھا حضرت جہان پناہ بصد صولت و شوکت ہوادار پر متمکن ہین۔ گل پیرہن ماہ وشون کے کاندھون پر ہوادار رکھا ہوا ہے۔ جن کے لباس پر چکا چوندھ کا عالم طاری ہے۔

القصہ حضرت ظل سبحانی نے شان و تمکنت کے ساتھ مسند سلطانی پر جلوہ فرمایا۔ وزرا و امرا اپنی صفون مین متمکن ہوے۔

پان ہوا الائچی تقسیم ہونے کے بعد محفل رقص و سرود گرم ہو گئی۔ ایک پریچہرہ حور لقا بصد تمکنت چھم چھم کرتی ہوئی محفل مین آئی۔ ٹھسے سے بیٹھ گئی۔

سازندون نے سُر ملائے۔ ناچ ہونے لگا۔ پھر تو در و دیوار سے چھُن چھُن چھم چھم کی آواز آنے لگی۔ گت ناچ کے اوسنے چمک چٹک کے گانا شروع کیا۔ دو ایک چیز گا کر رخصت کر دی گئی۔ اسی طرح گئی طوائفین آئین دو تین چیزین گائین انعام لیا۔ اور کمر کو بل دیتین مُسکراتین اپنے دیرے پر پہونچ گئین۔
دیکھین اب کسکا جھمکڑا نظر آتا ہے۔ کس برقوش شعلہ رو کا حسن گلوسوز خرمن دل کو جلاتا ہے۔ اپنے مین چھما چھم کرتی ہوئی قاف کی پری اوتر آئی واہ کیا صورت تھی اُس مصور کے صدقے جس نے یہ صورت بنائی ہے انکے تو کچھ ٹھاٹھ ہی نرالے ہین۔ ناچ بھی نہین شروع ہوا تھا جتنی محفل تھی فرط مستی سے جھومنے لگی۔ الٰہی یہ کون مست صہبائے ناز اس اکھاڑے مین آگیا۔ خدا ہی خیر کرے۔ اب کی تو قہر کا سامنا ہے۔ دل ابھی سے دھک دھک کرنے لگا۔
اس گلبدن کی دھانی پوشاک ہے۔ قیامت کی چھب تہر کی چال انکھڑیان لگاوٹ باز گورا گورا مکھڑا۔ غالیہ مو۔ قوس ابرو۔ نازک خرام۔ گلفام وہ رفتار کہ نسیم سحری بھی اُس پر نثار۔ زلف سیاہ کے قریب دُر خوشاب جیسی اندھیری رات مین کرمک شب تاب۔ پانون مین پازیب کی جھنکار سے مُردے جی اُٹھتے تھے۔

اشعار

خشمگین برق خرمن دل و جان
چتونین رہزن متاع توان
غیرت چشمۂ حیات دہن
روزن کوزۂ نبات دہن
سرو جسپر فدا وہ قامت ہے
نازپروردۂ قیامت ہے
نشۂ بادۂ شباب مین چور
چال مستانہ حُسن پر مغرور

شور خلخال برق خرمن ہوش
عکس نور عذار جلوہ فروش

سپر دسمے پر جو نظر پڑی تو بے اختیار محفل کی محفل زبان حال سے کہنے لگی۔

خوش دسمہ کشیدہ ہی خم ابروے دوتار
کردی چو سیہ تاب دم تیغ قضا را

غرض اس ٹھسے سے یہ غارتگر صبر و شکیب محفل مین آئی تمام محفل کی آنکھو نمین اوس شوخ دیدہ کا حسن سما چکا تھا۔ ہر شخص اوسکا متوالا بن گیا۔ بادشاہ نے بھی اُس رشک حور پر نظر ڈالی۔ گو شرع کا پابند متقی اور پرہیزگار تھا مگر اس زہرہ جبین کی مستانی چال نے تقوی توڑ دیا۔ بے اختیاری کے ساتھ استفسار فرمایا۔

بادشاہ۔ اے گلبدن! تیرا نام کیا ہے۔؟

گلبدن۔ حضور! جلسے کا نام سنکر یہ کنیز بہت دور سے آئی ہے۔ راستے مین رہزنون نے لوٹ لیا۔ میرے سازندے ڈاکوؤن کے خوف سے خدا جانے کدھر چلدیے۔ حضور کا نام سنکر آئی ہون۔ اگر بار خاطر نہو تو دو ایک چیزین سنا کر جہان پناہ کا دل مسرور کرون۔ لونڈی نے علم موسیقی مین کچھ کمال حاصل کیا ہے۔

بادشاہ۔ تمھارا مکان کہان ہے۔ کس شہر کی باشندہ ہو۔ اور نام کیا ہے

گلبدن۔ وطن میرا لکھنؤ ہے۔ کنیز کو الہ باندی کہتے ہین۔ حضور لونڈی نے لکھنؤ مین سنا کہ شہنشاہ دہلی کے یہان بہت بڑا جلسہ ہونے والا ہے لونڈی کو بچپن سے شوق ہے۔ حضور کی قدردانی کا حال سنکر تاب نہ لاسکی سازندون کے ساتھ چل کھڑی ہوئی۔ کیا جانتی تھی فلک کجباز در پے آزار ہوگا راستے مین کمبخت ڈاکو لوٹ لین گے۔ مال و اسباب لٹ جانیکا چندان غم نہین اگر غم ہے تو اپنے سازندون کا۔ میرے گانے پر ہر ایک شخص با جا بجا نہین سکتا اگر پیر و مرشد کسی اچھے طبلئے اور سارنگیون کو بلوا بھیجین تو لونڈی کو جو کچھ آتا ہے اپنا کمال دکھائے۔

جہان پناہ کے اشارے سے اُسی وقت دہلی کے ناچنے تامی سپرد ائی حاضر ہوے اور الہ باندی نے سوہنی کی دُھن مین یہ غزل گائی درود دیوار سے احسنت و مرحبا کی صدا آنے لگی۔

غزل

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لے گئے
تھا اک تسکین دلبری مین گوے سبقت لے گئے

خاک چھانی ہم سبک روحون سے نقش پا نہ
وادی پُرخار سے تلوے سلامت لے گئے

زہر کھاکر اک شکر لب پر جدا ہون دیکھتا
قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لے گئے

عالم اسباب مین جامع ہوا آخر کفن
چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لے گئے

ناتوانی سے فشار قبر کی طاقت نہین
گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لے گئے

تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا
صبح کو کوتے اُٹھا کر شمع تربت لے گئے

دیدۂ دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین
کھینچکر مجھکو فرشتے سوے جنت لے گئے

باغ عالم مین ہے نافہمون کو بیدردی کا غم
سبز پتے اس چمن کے زرد صورت لے گئے

مصحف رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین
سب کے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لے گئے

کوئی مومن ہو نہ گل در گل آہی بعد مرگ
واے بر حال اُنکے جو دل مین کدورت لے گئے

گردش چشم غزالان نے پھرایا دشت مین
ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لے گئے

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ اہالیان محفل تڑپ گئے۔ بادشاہ سلامت بھی اس نازنین کی سحر آگین صورت دیکھ کر مبہوت ہو گئے۔ ہر سمت شور تحسین بلند تھا معلوم ہوتا تھا راگ راگنی ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہے۔ اس گلعذار کی چمک اور پانون کی تھپک پازیب کی جھمک ہری پوشاک کی جھلک اور طبلے کی گمک ستم ڈھاتی تھی۔ جس سمت سُنیے اہاہا کے پرجوش لفظ سنائی دیتے تھے۔

اس غزل اور اوس کے گانے کے طرز پر تمام محفل دل و جان سے فریفتہ

ہو رہی تھی - غزل ختم ہو گئی - حاضرین کا اشتیاق بڑھا - فرمایش ہوئی ہوی! ایک چیز تو اور کہو - یہانتک کہ خود جہان پناہ نے ارشاد کیا - تمہارا گانا بہت مرغوب ہے - کان مشتاق ہین کوئی غزل اور سُناؤ -

الہ باندی - پیر و مرشد کیا کہون طبلہ نواز اچھا نہین ہے - حضور کو لطف خاک ملا ہوگا - ہان اگر کوئی اُستاد طبلیہ ہو تو اس گانے کا مزا ملجاتا -

بادشاہ - کیا یہ طبلیہ تمہارا ساتھ نہین دے سکتا -

الہ باندی - جی نہین - (طبلیے کی طرف مخاطب ہوکر) کیون میان - دیپک راگ پر طبلہ بجا سکتے ہو -

طبلیہ - کبھی اتفاق نہین ہوا - اور نہ میرے اُستاد نے بتایا -

الہ باندی - پیر و مرشد - اگر گانے کا لطف ملاحظہ کیا چاہتے ہین تو دوسرا طبلیہ بلوائیے -

بادشاہ - اس شہر مین تو اس سے بڑھکر دوسرا پکھاوجی نہین ہے - تمام ممالک محروسہ بھر مین اسی کو ناموری کا فخر حاصل ہوا ہے - مجبوری ہے -

الہ باندی - پیر و مرشد - کنیز کو اکثر بڑے بڑے راجون کی محفلون مین جانے کا اتفاق ہوا ہے ایک دفعہ مہاراج سیواجی نے میرا کمال سُنکر بلوا بھیجا تھا - کنیز نے وہ وہ گانے گائے کہ تمام محفل سُن ہو گئی سگر وہان کا پکھاوجی بھی اپنے فن مین بے مثل تھا - سارا مزہ گانے کا تال پر ہے اگر طبلیہ اچھا نہ ہوا تو گانا دو کوڑی کا - اوس طبلیے کی وجہ سے دونا رنگ جم گیا -

بادشاہ - اُس طبلیے کا نام کیا ہے -؟

الہ باندی - حضور؟ ہے تو ابھی نوجوان مگر غضب کے ٹکڑے لگاتا ہے -

بادشاہ - کیا وہ سیواجی کا ملازم ہے -

الہ باندی - ہان سرکار - اونھین کے دربار مین رہا کرتا ہے -

بادشاہ - ہندو ہے یا مسلمان -

الہ باندی - سرکار! ہندو ہے -
بادشاہ - آجکل سیوا ہمارے یہان قید ہے - ممکن ہے اگر سیوا سے کہا جائے تو وہ اُس لونڈے کو بلوائے مگر اُسکا نام تو بتاؤ -
الہ باندی - حضور - بھلا سا نام ہے - ہان یاد آگیا - اسے رگھناتھ راؤ پنڈت کہتے ہین -
رگھناتھ راؤ کا نام سُنتے ہی حاضرین جلسہ مین سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور جہان پناہ سے مخاطب ہوا -
"پیر و مرشد رگھناتھ راؤ بھی تو یہان قید ہے"
جتنے درباری تھے اس شخص کی بات سے خوش ہو گئے - سب نے سمجھا اب گانے کا لطف ہوگا -
الہ باندی - (خوش ہو کر اوس شخص سے جسنے کہا تھا رگھناتھ راؤ یہان قید ہے) مہربان! مجھے افسوس ہے وہ یہان طبلہ ہاتھ سے نہ چھوئیگا -
بادشاہ - حکم عدولی کرے گا - تو اُسکی گردن قلم کر دی جائے گی -
الہ باندی - جہان پناہ! اگر وہ کسی طرح شاہی مراعات سے خوش کر دیا جائے تو وہ ضرور اپنا کمال دکھانے پر مجبور ہوگا - اور اگر زبردستی کی گئی تو ممکن ہے وہ سارا مزہ کرکرا کر دے -
بادشاہ - یہ تو ہے - لیکن جب وہ صرف رات بھر کا مہمان ہے کل پھانسی پر لٹکا یا جائیگا تو وہ کیون راضی ہونے لگا - کاش وہ روپے مین تول ہی کیون نہ دیا جائے -
الہ باندی - مگر حضور وہ انسان نہین ہے بلکہ ایک نایاب گوہر ہے - ایسے نایاب گوہر کا غارت کر دینا بھلا قدر دان شخص گوارا کر سکتا ہے کنیز کی استدعا ہے کہ بجائے پھانسی پر لٹکا دیے جانے کے اگر یہ شخص شاہی محفلون مین رکھ لیا جائے تو محفل کی رونق بڑھ جایا کرے - جہان سیکڑون فن کے اوستاد ظل سبحانی کے یہان موجود ہین وہان اس پکھاوجی کا بھی نام قائم رکھا جائے یہ بھی اپنے علم مین یگانہ بلکہ وحید زمانہ ہے -

بادشاہ۔ اینجانب تو چاہتے ہیں وہ ہمارے دربار میں رہے۔ مگر افسوس وہ خود اپنی حیات کی کشتی ڈبونا چاہتا ہے۔
الہ باندی۔ کس لیئے۔
بادشاہ۔ وہ ہمارا حکم نہیں مانتا۔ وہ ہمارے مذہب کا دشمن ہے۔
الہ باندی۔ جی نہیں۔ وہ آپ کے مذہب کا دشمن نہیں ہے۔ وہ اسلام کا معتقد ہے۔
بادشاہ۔ کیونکر۔
الہ باندی۔ ایک مرتبہ جب مجھے مہاراج سیواجی کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا تو یہی شخص میری خدمت کے لیئے مقرر ہوا۔ مین نے اُسکی عادتین دیکھی ہین اوسے ہندوؤن سے نفرت ہے مسلمانون کا طرز طریق بہت پسند ہے اسلیئے کہ سکتی ہون اُسے مسلمانون سے کوئی بغض نہیں ؞
بادشاہ۔ تو کیا وہ دین اسلام قبول کرے گا۔
الہ باندی۔ اے حضور! کہیئے تو کنیز اوسے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلا دے۔ لیکن ذرا ضدی ہے۔ حضور اپنی زبان سے کچھ نہ فرمائین۔ تماشا دیکھتے رہین مین مولوی کو بلوا کر آج ہی کلمہ پڑھوا دونگی۔
بادشاہ۔ اے عورت تو بڑی عاقل و فرزانہ ہے۔ تجھے اختیار ہے۔ جو چاہے کر۔ اینجانب کو تیری خوشی منظور ہے وہ بُلا لیا جائے تو تیرے کہنے سے طبلہ بجا سکتا ہے۔
الہ باندی۔ حضور عالم! جسوقت وہ میرے آنے کا حال سُنے گا وہ خود ہی مجھسے ملنے کے لئے سخت پریشان ہوگا۔ مگر شرط یہی ہے اُسے پورا اطمینان کر دیا جائے کہ الہ باندی یہان آئی ہوئی ہے۔
بادشاہ۔ کہین وہ مسلمان ہو جائے تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ وہ جنگجو دلیر آدمی ہے۔ اینجانب اُسے اپنی فوج کا افسر بنا دینگے۔
الہ باندی۔ بیشک۔ جنگی معاملات مین اُسے بہت کچھ دلچسپی رہتی ہے ایسا جوانمرد ایسی جرأت کا انسان بہت کم دیکھنے مین آیا۔ لونڈی اُسکو

حضور کے دربار مین ٹک گئی تو ممکن ہے وہ بھی میرا ساتھ نہ چھوڑے۔ مین اُسے صلاح دونگی کہ جہان پناہ کی نوکری کر لے۔ وہ مجھپر دل وجان سے فریفتہ ہے میرا کہا کبھی نہ ٹالے گا۔ مین چاہتی تو اُسے اُسی دن مسلمان کر لیتی جس روز مین سیواجی کے دربار مین گئی تھی۔ لیکن سیواجی کے خوف سے مین زبان نہین ہلا سکی اور نہ اُسکو مسلمان ہو جانے کی ترغیب دی۔

بادشاہ۔ اگر ایسا ہے۔ تو انجناب کہہ سکتے ہین تو اپنے مقصد پر ضرور کامیاب ہو جاؤ گی۔

الہ باندی۔ جہان پناہ اُسے بلوائین تو سہی۔ لونڈی ابھی دکھا دے گی وہ کسطرح میرا دم بھرتا ہے۔ حضور کے سامنے قبولوا دونگی کہ اوسے مذہب اسلام سے کس قدر اُنس ہے۔ تعجب نہین۔ آج ہی صدق دل سے مسلمان ہو جائے۔

الہ باندی کی لچھے دار باتون نے بادشاہ کو رام کر لیا۔ اُسی وقت حکم دیا چار معتبر سپاہی رگھناتھ راؤ کو دربار مین لے آئین۔ بلکہ مناسب ہے الہ باندی بھی ساتھ کر دی جائے۔ یہ جیل سے اسے نکال لائے گی۔

اس حکم سے الہ باندی بہت خوش ہوئی معاً اوٹھ کھڑی ہوئی اور چھم چھم کرتی سپاہیون کے ہمراہ کنور رگھناتھ راؤ کے پاس چلدی۔

اسوقت کنور جی بوسیدہ چٹائی پر پڑے ہوے اپنی بدقسمتی پر رو رہے تھے کراہنے کی آواز سے جیل کی زمین تھراتی تھی۔ دردناک صدا مین سوز و گداز تھا۔ طبیعت ضیق مین تھی۔ خیال چندر موہنی کی زلف دوتا مین اُلجھا ہوا تھا۔

یکایک دروازہ کی کھٹک سُنکر وہ چونک پڑے۔ اُنھین گمان ہوا آج ہی شب کو میرا سر قلم کر دیا جائیگا۔ ہائے چندر موہنی! تیرے دیدار بغیر تیرا جانباز عاشق دنیا سے جاتا ہے۔ پیاری کہا سُنا معاف کرنا۔

اتنے مین الہ باندی نے چوکھٹ کے اندر قدم رکھا۔ سپاہی جو ساتھ آئے تھے باہر ٹھہر گئے۔ الہ باندی نے اوتھین روک دیا تھا۔ کنور جی کی حیرت تغیر

آواز کان مین آئی - الہ باندی کھڑے کھڑے سُنا کی - ضبط نہ ہو سکا - کلیجہ پھٹ گیا افسوس آیا کہ اس عاشق پیشہ پر یہ مصیبت - اس مہجور کے سینے مین آبلے پڑے ہوے ہین - دوڑ کر کنور جی کے پاس آئی -

ایک خوبصورت عورت کو اس طرح بے حجابی کے ساتھ آتے دیکھکر رگھناتھ کو گمان ہوا - کیا چندر موہنی تو نہین آگئی -

کنور جی اوٹھ کھڑے ہوے - چاہا حال پوچھین اپنی کیفیت کہین - الہ باندی نے ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا - عرض کیا -

"کنور جی! آپ متوحش کیون ہین - اب دن اچھے آئے ہین - اپنا مفصل حال کہین"

کنور جی - پیاری دلستان! پہلے تم بتاؤ - اپنے مزاج کی کیفیت کہو - اچھی تو رہین -

الہ باندی - (آہستہ سے) کنور جی! گھبرائیے نہین - مین چندر موہنی نہین ہون - آپ نے پہچانا نہین - میرا نام پدم کماری ہے - چندر موہنی کی سہیلی ہون -

کنور جی - پیاری پدم! تم کیسے آگئین -

الہ باندی - مین خیر خواہ دولت ہون - آپکو اس قید سے نجات دلانے آئی ہون - آپ کیلئے طوائف کا روپ بھرنا پڑا - آپ کے لئے جان و دل سے کوشش کرونگی اور جس طرح ہوگا اس قید جفا سے لے اوڑونگی - آپ کی صورت دیکھ کر دل قابو مین نہین - حواس پراگندہ ہین -

یہ کہہ کے پہلے اپنا کل قصہ آہستہ آہستہ کہہ سُنایا - پھر سب طرح کے نشیب و فراز دکھا کر بادشاہ کے پاس لے گئی -

سپاہیون نے سمجھا - ان دونون مین پہلے کا ارتباط ہے - دونون محبت کے بندے ہو رہے ہین - انکی باتون مین دخل دینا کیا ضرور ہے -؟

قصہ مختصر کنور رگھناتھ راؤ بادشاہ کے پاس کھڑے ہو گئے - انکی صورت شکل دیکھ کر اہل محفل آئینہ حیرت بن گئے - جو دیکھتا تھا کہتا تھا - نہایت خوش شرد

جوان ہے۔
کنور جی آداب بجالاکر بیٹھ گئے۔ طبلہ رکھا ہوا تھا تھاپ دینے لگے۔ لوگون کو گمان تھا واقعی یہ اس طوایف کا شیدائی ہے۔ دیکھئے نا کس اُمنگ سے طبلہ پر تھاپ دے رہا ہے۔ اور الہ باندی کا اسپر لٹو ہونا بجا ہے۔ اول تو اپنے فن مین اُستاد۔ دوم بانکا جوان ہے۔ ضرور دونون ایک دوسرے کا پانی بھرتے ہونگے۔

کنور جی۔ (الہ باندی سے) بیوی! آج شب بھر کا مہمان ہون کل پھانسی پر ٹنگ جاؤنگا اسلیئے جو کچھ حوصلہ ہو۔ نکال لو۔ مین بھی ساتھ دینے مین کوتاہی نہ کرونگا۔ جو ہنر معلوم ہے اُٹھا نہ رکھونگا۔

الہ باندی۔ نہین صاحب! یہ کیا کہتے ہو۔ جہان پناہ نے تمہارا قصور عفو کردیا تم خوشی خوشی طبلہ بجاؤ۔ پھانسی لٹکین تمہارے دشمن۔

کنور جی۔ خدا ایسا ہی کرے۔ تمہارے منہ مین گھی شکر۔ خیر کوئی چیز چھیڑو مدت سے تمہارا گانا نہین سُنا۔ دل بیتاب ہو رہا ہے۔

الہ باندی۔ کنور جی! آپ کو مجھ سے محبت ہے۔

کنور جی۔ (طبلہ ٹھنکا کر) کیا اسمین کچھ شک بھی ہے۔ دیکھو بیوی! جو شخص سمجھتا تھا کہ کل گردن اوتاری جائے گی، وہ تمہین دیکھ کر کیسا خوش ہوا۔ سارا غم غلط کرکے تمہارے ساتھ جیل سے نکل آیا۔ اور کس ہنسی خوشی سے تمہارے ساتھ طبلہ بجانے پر مستعد ہوگیا۔ کیا اسے سچی محبت نہین کہتے۔

الہ باندی۔ مجھے یقین ہے جو کہونگی اُسے کردو گے۔

کنور جی۔ اسکا کہنا ہی کیا۔ تمہارے لیئے جان حاضر ہے۔ کیا حکم ہے۔ کیا سینہ چاک کرکے دل نکالکر سامنے رکھدون۔

الہ باندی۔ ایسی ہی اُمید ہے۔ اچھا ایک کام کرو۔

کنور جی۔ کیا کام۔ کیا ایسے عالیشان دربار مین کان پکڑکے اوٹھون بیٹھون۔

الہ باندی۔ نہین صاحب! تمہاری بھلائی کے لئے کہتی ہون۔

کنور جی۔ یا اللہ کچھ کہو گی بھی۔
الہ باندی۔ پہلے تم مسلمان ہو جاؤ۔ پھر ہمارا تمھارا نکاح ہو جائے۔ تاکہ کوئی شخص ہماری تمھاری محبت پر نکتہ چینی نہ کرے۔ عمر بھر چین سے رہین۔ اس دربار مین ملازمت ہو جائے گی۔ گھر گھر ہاتھ پھیلانا نہ پڑے گا۔
کنور جی۔ خیر اسوقت گانا شروع کرو۔ کل اسکا جواب سوچ سمجھکر دونگا۔
الہ باندی۔ نہین صاحب! ابھی صاف صاف جواب دیدو۔
کنور جی۔ یا اللہ۔ پھر وہی باتین کہہ تو دیا۔ صبح ہونے دو۔ قاضی صاحب آئین گے نکاح پڑھ دین گے۔ اُسی وقت کلمہ بھی پڑھ لونگا۔ اسوقت اپنا کام کرو۔ گانا سننے کا اشتیاق ہے۔
بادشاہ نے الہ باندی کی طرف دیکھکر فرمایا۔
"کیا مضائقہ ہے۔ کل یہ دین اسلام سے مشرف ہو جائیگا۔ زیادہ حجت نہ کرو۔ اسوقت دو ایک چیزین سنا کر اپنے ڈیرے پر جاؤ۔ رات زیادہ آگئی ہے۔ اینجانب استراحت کرین گے۔
بادشاہ کے حکم سے گانا شروع ہوا۔ الہ باندی نے یہ غزل گائی۔

غزل

بتا سکتے نہین شوخی نے جسکی مار ڈالا ہے
خبر ہے کوئی اس محفل مین رسوا ہونے والا ہے
کہین لپکا نہو دیکھو ٹپکر آنکھون سے بہ جائے
سیہ بختی ہی کو ہم پلہ دیکھا سبز بختی سے
اجل سے پوچھتے ہین نزع مین حسرت بھرے تیرے
تڑپ دلکی وہی ہے گرچہ کیے سو لطف قاتل نے
اٹھاتا ہی وہی دل ہجر مین جھٹکے پر اب جھٹکے

ہماری داد بھی محشر مین کوئی دینے والا ہے
وہ دل ہی دلکی حسرت ہے وہ مین ہون میرا نالا ہے
جسے کہتے ہین دل سینے کا اپنے ایک چھالا ہے
یہ کمل ہے فقیرونکا وہ شاہونکا دوشالا ہے
کسی کے دم کیسا تھا ارمان بھی تونے نکالا ہے
بہت مرہم لگے لیکن ابھی تک زخم آلا ہے
تمھاری زلف نے سائے مین اپنے جسکو پالا ہے

تماشا ہے طلسم زلف و رُخ کا دید کے قابل	اُجالے مین اندھیرا ہے اندھیرے مین اُجالا ہے

وہ سب فرقت مین گذرین جتنی راتین ہم پہ بھاری تھین
پہاڑون کو جلال اپنی گران جانی نے ٹالا ہے

محفل کا عجب حال تھا - ایک طرف جوان خوشرو شیر صولت رستم ہیبت طبلے پر تھاپ دے رہا ہے تو دوسری سمت اس گلعذار کے حسن پر بہار کی شوخی و طرازی دیکھکر کلیجہ لپسا جاتا ہے - حاضرین کے لبون سے آہ نکلی - کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا - کوئی مقید سلسلۂ گیسو ہے - کوئی ذبیح خنجر ابرو - کوئی چاہتا ہے اس گلفام کے لب ہجر نما کا بوسہ لے - شربت وصل کی چاشنی چکھے - مگر ہیبت سلطانی مانع تھی - سواے احسنت و مرحبا کے خلاف داب کوئی کلمہ زبان سے نہین نکل سکتا - طبلہ اچھا چاہا پر اکسی کو اسکی کیا خبر - مگر اس دلستان کی پاٹ دار آواز کلیجون مین گھسی ہوئی خلہ جبین کیے دیتی ہے - اسقدر محویت ہے کہ سواے اس ماہوش کے چہرے کے اور کسی طرف نگاہ ہی نہین اٹھتی - ایک ایک ادا پر جانین قربان کر دینے کو جی چاہتا ہے -

غزل ختم ہوتے ہی سناٹا چھا گیا - کوئی دم نہین لیتا - بادشاہ نے فرمایا - سبحان اللہ تمھارے گانے نے ختم کر دیا - خدا کی قسم کیا پاٹ دار آواز ہے - کیسے غضب کے سُر ہین جو تان پڑتی ہے کلیجہ توڑ کے نکل جاتی ہے -

الہ باندی - جہان پناہ کی قدر دانی ہے - لونڈی اسقدر تعریف کی مستحق نہین اگر پیر و مرشد اجازت دین تو ایک حیرت انگیز تماشہ دکھاؤن -

بادشاہ - کیا مضائقہ ہے -

الہ باندی - کنیز چاہتی ہے جسقدر جھاڑ کنول اور ہانڈیان ہین سب کی روشنی خاموش کر دی جائے - حضور کے سامنے جو یہ یکہ رکھا ہوا ہے اسی کی روشنی کافی ہے - اسوقت کنیز دیپک راگ چھیڑے گی - ممکن ہے کل جھاڑ کنول - ہانڈیان بدستور روشن ہو جائین - کیونکہ دیپک راگ کا یہی خواص ہے -

ہنوز شاہی حکم بھی ہونے نہین پایا تھا کہ کل روشنی خاموش کر دی گئی - صرف ہی

یکہ جو اعلیٰ حضرت کے روبرو جل رہا تھا بدستور جلتا رہا۔

اسوقت تماشائیون کا ہجوم تھا۔ اہالیان جلسہ دیپک راگ سننے کے مشتاق تھے یہانتک پہریدار چوبدار۔ خواجہ سرا۔ نقیب۔ عرض چھوٹے بڑے آدمیون مین کوئی ایسا نہ تھا جو دیپک راگ سننے کی تمنا مین یہان آکر کھڑا نہ ہوگیا ہو۔ جتنے پہریدار سپاہی تھے اپنی ڈیوٹی چھوڑ چھوڑ کر یہان ڈٹ گئے ہین۔ انہین خیال ہے اسوقت ہمین کوئی دیکھتا نہین۔ اندھیرے مین کون کس کو پہچانتا ہے۔

الہ باندی نے اپنی کل پشواز اُتار کر رکھدی۔ بادشاہ نے استفسار فرمایا بیوی! کپڑے کیون اُتار ڈالے۔ شاہی محفل ہے۔ اس طرح کی بے ادبی اچھی نہین۔

الہ باندی۔ حضور خطا معاف! جان سب کو پیاری ہے۔

بادشاہ۔ کیون۔ کیا تیرے پیچھے کوئی تلوار لئے کھڑا ہے جو گردن قلم کرلیگا۔

الہ باندی۔ نہین خداوند! خطرے کا مقام ہے۔ اگر آگ کپڑون مین لگ گئی تو کنیز کا پوست و استخوان جلکر راکھ ہو جائے گا۔ اس خیال سے خلاف داب سلطانی بندی اس گستاخی کی روادار ہوئی۔

قصہ کوتاہ۔ الہ باندی نے زیرین حصے کی ستر پوشی کے لئے چھوٹی سی لنگی کس لی۔ اور بالائی حصہ پر نیم آستین دار کرتی بدن پر چپکی رہنے دی۔ اسکے اوپر ایک چادر سر سے پیر تک اوڑھ لی۔

بادشاہ نے پھر پوچھا۔

"چادر کیون اوڑھی گئی۔"

الہ باندی۔ اگر چادر مین آگ لگ گئی۔ فوراً اوتار کر پھینک دونگی اور مین صاف بچ نکلونگی۔

اعلیٰ حضرت اور دیگر مصاحب امراد وزرا جتنے تھے سب اُسکی دانائی اور دلیری پر آفرین کرنے لگے۔

یکایک طبلہ بجتے بجتے بند ہوگیا۔ الہ باندی نے آگے بڑھکر اوس جلتی ہوئی روشنی کو بھی خاموش کردیا اور پیچھے ہٹ گئی۔

بادشاہ۔ یہ کیا کر رہی ہے؟

کسی نے کچھ جواب نہین دیا۔
بادشاہ مسند سے پیچھے کھسکا۔ حکم دیا روشنی جلادی جائے۔
خواجہ سراؤن نے بتیان روشن کردین۔ کیا دیکھتے ہین الہ باندی اور اُسکے پکھاوجی رگھناتھ راؤ کا کہین پتہ نہین۔ الہ باندی کی پوشاک ادہر چادر پڑی ہوئی ہے۔
اب تو تمام محفل مین کھلبلی مچ گئی۔ ہر شخص انگشت بدندان ہے۔ کیا غضب ہوا۔ الہ باندی چکمہ کھیل گئی۔ کیسی دغا کی۔ مُردہ اپنے دیکر پیے کو اوڑھ الگئی۔
یہ آوازین ہر طرف سے آنے لگین۔ محفل مین شور مچ گیا۔ کنور جی اور الہ باندی کی تلاش مین سوار اور پیدل دوڑ پڑے۔ غضب سلطانی جوش مین آگیا۔ حکم ہوا زمین کے پردے سے تلاش کر کے حاضر کرو۔
ناظرین آیئے ذرا باہر چلکر دیکھین کیا ہورہا ہے۔
وہ دیکھئے تین سوار دہلی کی سڑک پر لپکے جارہے ہین۔ تینون کے زبان سے یہ جملے سنائی دیتے ہین۔ گرفتار کرلو۔ گرفتار کرلو۔ قیدی رسی توڑ کر بھاگ گیا اُسکے ساتھ ایک عورت بھی ہے۔
کسی نے پوچھا کدھر بھاگا۔
جواب ملا بھئی ڈھونڈھو۔ یہی معلوم ہوتا تو پکڑ نہ لیتے۔ کوئی کیا جانے کدھر نکل گیا۔ تلاش کرلو۔
غرضکہ اس طرح شور مچاتے لینا لینا کہتے تین شخص گھوڑون پر سوار شہر کے باہر ہوکر کسی جنگل مین گھس گئے۔

باب اکیسوان

وہی کیا جو مجھ آزاد کو پسند ہوا
نہ دام مین صفت عنکبوت بند ہوا

الہ باندی کا کنور رگھناتھ راؤ کے ساتھ بھاگ نکلنے کا اثر اور رنگ زیب پر

دل پر کیسا ہوا۔ قیاس خود بتا سکتا ہے۔ دبی ہوئی چوٹ پھر ابھر آئی۔ الہ باندی کی دغا۔ سیواجی کا فریب اور رگھناتھ راؤ قیدی کا بھاگ نکلنا ان سب باتوں نے مفکر دل میں تیر وپیکان دوسالہ کر دیا۔

سواروں کے دستے ادھر اُدھر دَوڑ کر مایوس واپس آئے نہ کہیں الہ باندی کا پتہ لگا نہ قیدی کا سراغ دس پندرہ سوار مصداق ؎

ڈھونڈھنے اسکو گئے خود کھو گئے

پلٹ کر بھی نہ آئے۔ معلوم نہ ہوا زمین کھا گئی یا آسمان۔ انتہا کی ندامت اور غضب کی فکر نے چارپائی پر ڈال دیا۔ نہ دانہ نہ پانی۔ نہ نشست نہ برخاست۔ کئی ہفتہ تک پلنگ سے پیٹھ لگی رہی۔ بدن الگنی پر ڈالنے کے قابل ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں ہلاتے چکر پر چکر آنے لگے۔ ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تھا۔

بادشاہ وقت کی خوفناک علالت سے تمام سلطنت میں ایک تہلکہ پڑا ہوا تھا۔ پیادے سے لیکر وزیر تک سب کے سب پریشان نہ کھانے پینے کا ہوش نہ کاروبار سے دلچسپی۔ دل اچاٹ۔ طرح طرح کے اندیشے۔ کسی بات میں جی نہ لگتا تھا۔ رگھناتھ راؤ کا کسے خیال۔ سیواجی کی کسے فکر۔ اپنے اپنے قدرے کی خیر مناتے تھے۔ بادشاہ کے لیے دعا کرنے سے فرصت ہی کہاں۔ خدانخواستہ کچھ کا کچھ ہوا تو شاہزادوں کی باہمی جوتی پیزار آپس کی سر پھٹول اپنے ہی سر آئیگی۔ اورنگ زیب کی آنکھ بند ہو گئی تو قیامت ہی سمجھنا چاہیئے۔ گھوڑے گھوڑے لڑیں گے موچی کا زین ٹوٹے گا۔

اس موقع پر شہزادہ محمد اکبر و تہور خان لشکر مغلیہ مارواڑ کی طرف بڑھائے لئے جاتے تھے۔ راستے میں خبر ملی کہ حضرت خلیفۃ الرحمانی سخت علیل ہیں۔ شہزادہ محمد اکبر نے صلاح کی یہی موقع ہے دہلی پر ٹوٹ پڑیں۔ تاج و تخت کے مالک بن بیٹھیں۔ کیونکہ اورنگ زیب کی نظر اعظم شاہ پر ہے۔ بادشاہ کی آنکھ بند ہوتے ہی سلطنت کا مالک ہو جائیگا۔ شہزادہ کی تجویز پر تہور خان راضی ہو گیا لشکر کا رخ بدل دیا۔ بات پھوٹ گئی۔ اورنگ زیب خبردار ہو گیا۔ اور چالاکی سے ساری سازش مٹی میں ملا دی۔

شہزادہ اکبر کنور بھیم سنگھ راٹھور سے جا ملا۔ وہ بھی تیغ و تبر لے کر شہزادے کی مدد پر تل کھڑا ہوا۔ دونوں کی فوجیں یکدل ہو گئیں۔ مگر غضب یہ ہوا جس منجم نے اورنگ آرائی کی ساعت تجویز کی تھی اُسی نے اورنگ زیب سے ملکر سارا بنا بنایا انڈا پھوڑ دیا۔ اورنگ زیب بقول مصنف ٹاڈ راجستان بڑے سرے کا عیار تھا۔ مکر و فریب کی بدولت سلطنت حاصل کی تھی اسوقت بھی اس عیاری سے کام لیا۔ اُس نے ایک خط لکھکر جاسوسوں کو دیا۔

خط کا مضمون مکر و فریب سے بھرا ہوا تھا اُسے لکھا کہ شاباش فرزند ارجمند تمہاری تجویز پر مرحبا! خوب تدبیر سوچی کنور بھیم سنگھ کو خوب پانی کر لیا۔ میں بھی حملہ کرونگا تم اپنے منصوبے کے موافق غنیم پر ٹوٹ پڑنا۔ میں نے تمہاری یہ حکمت عملی پسند کی۔

اورنگ زیب کی یہ حکمت کارگر ہو گئی۔ جاسوسوں نے یہ خط راجپوتوں کے ہاتھوں میں دیدیا وہ شہزادہ سے متوہم ہو کر ساتھ چھوڑ بھاگے۔ تہور خان یا تو شہنشاہ کی تاک میں تھا یا آرزوئے دلی دل ہی دل میں لئے ہوئے نذر تیغ ہوا۔

ادھر اورنگ زیب کے اشارہ سے معظم و اعظم نے افواج قاہرہ لیکر شاہزادہ محمد اکبر پر دباوا ڈالا۔ اکبر کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ اور اسطرح اورنگ زیب آنے والی مصیبت سے بچ گیا۔ مزاج شاہی راستی پر آگیا تھا۔ بیماری سے افاقہ ہوا خدا خدا کر کے دوبارہ زندگی ہوئی۔ رعایا بر آیا سب کی دلی مرادیں بر آئیں مزاج شاہی میں کوئی چور بیٹھا ہوا رگھناتھ راؤ اور سیواجی کی یاد دلا رہا تھا لیکن کچھ ایسی صورت بنائی کہ کچھ تھا ہی نہیں۔ معاملہ رفت و گذشت ہو گیا۔

ادھر سیواجی نے اپنے وطن کو واپس ہونے کے بعد اُن تمام قلعوں کو واپس لینے پر اپنی کمر ہمت باندھی جو مغلوں کو حوالے کر دئے گئے تھے۔

سیواجی نے اپنے بڑے بڑے اور نامی سرداروں کو اس مہم پر متعین کیا اور اُنہوں نے اسطرح آہستہ آہستہ اور بتدریج صرف اپنے قلعوں کو واپس نہ لیا بلکہ اور قلعے بھی فتح کر لیے۔ بیجاپور مغلیہ دونوں سلطنتوں میں بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں اور بہت سا ملک اپنے قبضے میں کر لیا۔ اورنگ زیب کو سیواجی کیطرف

سے اس قدر خوف سما گیا تھا کہ اوس نے یہ ارادہ کرلیا کہ جب تک سیوا جی زندہ رہے گا وہ بذات خود دکن کی مہم پر روانہ نہ ہوگا۔ چنانچہ اوسنے ایسا ہی کیا۔

باب بائیسوان

هم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
مرنا ہی مقرر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا

جس روز سے چندر موہنی کی ہیلی پدم کماری کنور رگھناتھ راؤ پنت کی تلاش مین نکل گئی ہے اُس روز سے اس کشتۂ فراق چندر موہنی کی ناقابل حالت اس شعر کے مصداق ہو رہی ہے ؎

سب کے جگر مین خون ہے اُسکے جگر مین درد ہے
سبکا شباب لال ہے اُسکا شباب زرد ہے

وہ شوہر کا انتظار کرتے کرتے سوکھ کر کانٹا ہو گئی۔ سینے مین تڑپ ہے۔ بے چین ہو ہو کے رات دن دروازہ تکتی رہتی ہے۔ کبھی کہتی ہے۔ کنور جی ملین گے یا نہین۔ کہین پدم کماری دشمنون کے ہاتھ مین نہ پڑ جائے۔ پدم لوٹے گی یا نہین وہ بھی قید ہوگئی یا مار ڈالی گئی تو اُسکے مان باپ کو کیا جواب دونگی۔ اس خیال سے وہ اور بھی تڑپی اور مایوس ہو کر کہنے لگی ؎

آنے کا آسرا کہان پاس سے وہ بدل چلا
دل مرا آنسوؤن کے ساتھ بن کے لہو نکل چلا

کبھی کبھی وہ دُکھ سے گھبرا کر مرنے پر تیار ہو جاتی ہے۔ کبھی رونے لگتی ہے۔ اور کبھی اپنی ہمنشین سہیلیون کے ساتھ تلاش محبوب مین دہلی کا عزم کر دیتی ہے۔ کبھی سر جھکا کر کسی خوض مین ڈوب جاتی ہے۔ ؎

در کی طرف جو تھی نگاہ یاس سے اب زمین پہ ہے
ہاتھ کبھی جگر پہ ہے اور کبھی جبین پہ ہے

کنور جی سے ملنے کا اشتیاق ایک دریا تھا جو بہت تیزی کے ساتھ اُسی طرح لہرین لے رہا تھا جسطرح ماہتاب کی پوری زرد بھری نوری شعاعین بڑے بڑے دریاؤن کے پانی مین مدوجزر کا عالم پیدا کر دیتی ہین۔ مگر وہ سارا جوش و خروش پدم کماری کی خبر نہ ملنے اور رکیک خیال پیدا ہو جانے سے آج اُسی طرح اسکے دل سے نکل گیا ہے جسطرح پانی کے بُلبلے پانی مین اُدھکر ٹوٹ جاتے ہین اور اُن کے اندر کی ہوا کسی کا دم واپسین بنکر نکل جاتی ہے۔ اسوقت وہ بہت زور سے اپنے دل کو پکڑے ہوے ہے جسکے اندر سے مدتون کی آس لگائے ہوے بیٹھی ہوئین ارمان اور تمنائین روتی پیٹتی نکلی جاتی ہین۔ اسی کے ساتھ ہی ساتھ اوسکا کلیجہ بھی منھ کو آیا جاتا ہے۔ وہ بیتاب ہو کر ان اشعار کی تکرار کرتی ہوئی اوٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ ؎

جب سے وہ جدا ہوے تب سے اونکا دھیان ہے
اُنسے مجھکو اُنس ہے اُن مین میری جان ہے
جا کے پھر مری خبر کیون نہ لی ستم کیا
میری چاہ میری یاد کیون نہ کی ستم کیا

ایکطرف غم کی شدت۔ دوسری طرف طبیعت کی افسردگی۔ دل بیٹھا جاتا ہے پدم کماری کے نام پر جھلاہٹ سوار ہو جاتی ہے۔ کمبخت گئی تو پھر خبر نہ لی۔ ہائے تو بڑی بیوفا نکلی۔

دن رات یہی باتین ہین۔ کبھی گھر مین ہے تو کبھی باغ مین طبیعت کہین نہین لگتی۔ باغ مین جا کر ایشور سے یہی دعا کرتی ہے کہ پدم کماری اور کنور جی سے جلد ملا دے۔

ادھر تپہ کھڑ کا اسکا ماتھا ٹھنکا۔ کنور جی آگئے۔ اُدھر درختون پر بیٹھی ہوئین چڑیان چہچہائین۔ اوسے گمان ہوا پدم کماری کو دیکھا ہے اسی سے چہچہا رہی ہین اوسنے آجکل باغ کی تمام کھڑکیان کھول رکھی ہین۔ کبھی اس

کھڑکی مین بیٹھکر دور تک نظر کے گھوڑے پھینکتی ہے۔ کہ کنور جی اسی طرف سے آتے ہونگے۔ اور کبھی دوسری کھڑکی سے تاک جھانک کرنے لگتی ہے گویا اوسے خیال بھتا پدم کماری اور کنور جی راستے مین ہین۔ آتے ہونگے تو دور سے دکھائی پڑینگے۔

شام کے وقت باغ کے پھاٹک پر کنور جی اور پدم کماری کے انتظار مین گھنٹون بیٹھی رہتی ہے۔

اب اسکا اندازہ ہر دردمند دل کرسکتا ہے کہ کنور جی کے فراق مین چندر موہنی کے قلب کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ باغ کے درخت پھل پھول تالاب غرض کوئی چیز ایسی نہ تھی جو کنور جی کی یاد نہ دلاتی ہو۔ چندر موہنی تخیل ہی مین اپنے شوہر کے آنے کا مزہ لے رہی ہے۔ شوہر کی پیاری چھب تختی۔ شوہر کا خوبصورت چہرہ۔ شوہر کی بانکی ادا۔ اُسکی نگاہ کے سامنے پھر رہی ہے دل مین کنور جی کی تصویر نقش تھی بے اختیاری کے ساتھ یہ کہتی ہوئی اوٹھ کھڑی ہوئی ؎

راہ اونکی روک لون اب جو اونکو پاؤن مین
پتلیون مین دون جگہ سامنے بٹھاؤن مین

مگر ہرا ہوا اس دلدوز چیخنے والی چڑیا پپیہے کا کہ وہ درخت پر آبیٹھی چندر موہنی فوراً اسکی طرف مخاطب ہوئی۔

کوئی آکے پیڑ پر کہہ رہا ہے پی کہان
پی کہین ہین مین کہین کیا کہون ہین جی کہان
جی رہی ہو نہین مگر جی مرا ہے پی کے ساتھ
پاس ہون کہ دور ہون ہین وہ میرے جی کیساتھ

اسوقت چندر موہنی کے بڑھے ہوے جوش اور بے اختیار کر دینے والے ولولے نے اسے بالکل اندھا کر دیا ہے وہ نہین سمجھتی مین کہان ہون اور کیا دیوانیون کی طرح بک رہی ہون۔ یکایک ہوا کے گستاخ جھونکے نے اوسکے بال منتشر کر دیے وہ جوڑا سنبھال کر بولی۔

آئی اونکی سمت سے اور نو بھی لائی تو — آج اودھر روز ہوا اونکو چھو کے آئی تو
اونسے ملکے آئی ہے آ تیری بلائین لون — تونے خوش کیا مجھے لے تجھے دعائین دون
جاکے اونکے پاس پھر تو جو اونکو لا سکے — درد دل کا جا سکے چین دل کو آ سکے
او دل اور کیا کرون تیرے درد کا علاج — خط مین رکھ کے بھیجدون تجھکو اونکے پاس آج
شرط ہے کہ میرے پاس پھر پلٹ کے آئے تو — اپنے خون کی قسم دے کے اونکو لائے تو

یون نہ آئین تو مین یون شوق کی کشش سے کام
کھنچکے آئین اس طرح پھر نہ لین ادھر کا نام

او ہوا تو کہان بھاگ گئی ہائے میرے درد دل کی کیفیت تو سن لے۔ یہ کہہ کے وہ آگے دوڑی بیٹھ گھر مین آتی ہون اپنے پتیم کو سندیسہ سناتی ہون ایشور کے لیئے میرا پیام اون تک پہونچادے۔

چندر موہنی کے ساتھ کھیلی ہوئی سہیلی پاس کھڑی ہوئی تھی اوسنے بہت روکا مگر کنور جی کی مفارقت کا سودا حد سے گذر گیا تھا۔ اوسنے سہیلی کا کہنا نہ مانا پھاٹک سے کچھ دور نکل گئی اوسے گمان ہوا کنور جی درختون کی آڑ مین کھڑے ہوئے ہین۔ جاکر ہاتھ تھام لون اور اپنے باغ مین لے آؤن۔ اوسے کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا آگے کیا ہے۔ انجام کار اوس نے ایک درخت سے ٹکر کھائی اور اوندھے منھ زمین پر گر پڑی۔ پیشانی سے خون بہ نکلا۔ غش آگیا سہیلیان ہائے ہائے کماری جی کیا ہوا کہتی ہوئی لپکین۔ گود مین اوٹھا لیا ہوش مین لائین اور مکان مین لاکر پلنگ پر ڈال دیا۔

چندر موہنی تب سے چارپائی توڑ رہی ہے۔ ہڈیان نکل آئی ہین روحانیت تبدیل ہوگئی ہے۔ روز بخار کا دورہ ہوتا ہے کوئی وقت بھی مقرر نہین۔ کبھی دوپہر کبھی شام اور کبھی ۱۲ بجے شب کو تپ چڑھ آتی ہے۔ مریضہ کی حالت دن بدن خراب ہوتی جاتی ہے۔ کبھی ہوش حواس کی باتین ہین تو کبھی ٹرن سودائن کی طرح بک اوٹھتی ہے۔ کبھی روتی ہے تو گھنٹون رو یا کرتی ہے۔ کبھی چادر منھ پر ڈال کر لیٹ رہتی ہے۔ کھانا پینا یک لخت جاتا رہا اوسکی ہم سن سہیلیان کبھی کبھی اوسکے حلق مین دو ایک چمچ دودھ ڈال دیا کرتی ہین۔

تمام گھر مین چندر موہنی کی بیماری سے تہلکہ پڑا ہوا ہے - باپ ماں اپنی لاڈلی چھوکری کی بیماری سے الگ پریشان ہین - بھائی بھاوج چندر موہنی کی زار حالت سے گھبرا گئے ہین - معالج آنا شروع ہو گئے - علاج ہونے لگا - مرض تشخیص نہین ہوتا اپنی اپنی ہانک رہے ہین - کوئی سودے کا زور بتاتا ہے - کوئی صفرے کی زیادتی کی شکایت کرتا ہے - کوئی کہتا ہے کچھ بھی نہین پھیر ہو گیا ہے کسی سیانے کو بلا و گنڈہ تعویذ کرے تو شاید چنگی ہو جائے -

اسی طرح حکیم وید سیانے اپنی اپنی تدبیر لڑا رہے ہین - مگر افاقہ نہین ہوتا چندر موہنی کی بیماری کا حال سُنکر محلے کی عورتین آنے لگین گو بندے کی ماں - ہری کی چاچی - کاشی کی بھاوج - بیربر کی نانی - بھرت کی دادی دوڑی ہوئین آئین کسی نے کہا چڑیل کا سایہ ہو گیا - دیکھتی نہین اسکی روحانیت بدل گئی ہے ضرور کچھ پھیر ہے - قاعدہ ہے جب ایک عورت ایسے موقع پر اپنی واقفیت جتانے لگتی ہے تو دوسری پاس بیٹھی ہوئین ہان مین ہان ملا دیتی ہین -

تالاب کے پاس جو پیپل کا درخت ہے اوس پر برم راکش ہے وہی ستا رہا ہے تیسری نے کہا - مین نے اپنی آنکھ سے اوس برم راکشس کو دیکھا ہے -

چوتھی بولی - ہنومان کی دادی کو وہی برم راکشس ستایا کرتا ہے - بیچاری بڑی دکھ سہتی ہے - بڑے بڑے سیانے آئے - بڑے بڑے اوجھانے جتن کیا کسی سے بنائے نہ بنی -

پانچوین - دوا دارو سے کچھ نہ ہوگا - کسی سیانے کو دکھانا چاہیئے -

چھٹی - بہن ! بڑے گھر کی بات کون کہے - اور کہے تو سنتا کون ہے - ہ اسی طرح اپنی اپنی ہانک کر چل دیتی ہین -

وید جی ! دوا دیتے دیتے تھک گئے - چندر موہنی کا مرض بڑھتا ہی گیا - دو ایک روز اچھی رہی تو تیسرے روز پھر بخار آگیا -

روز حکیم آتے ہین - وید آتے ہین - بڑی بڑی مجرب معجونین اور رس استعمال کیئے جاتے ہین ایک کارگر نہین ہوتے -

کوئی کیا جانے اس مریض کو عشق کا آزار ہو گیا ہے - یہ رات دن فکر مین گھلی

جاتی ہے۔ کنور جی کا خیال سوہان روح ہو رہا ہے۔ بدن مین خون نہین ڈہانچہ پڑا ہوا ہے۔ اسی عشق کی بدولت بیچاری کو چارپائی سے اوٹھنا محال ہوگیا۔ وہ بالکل زرد پڑ گئی۔ بات کرنے مین غش آجاتا ہے۔ اُسکی جان کیسے عذاب مین پڑی۔ اوس کے اندرونی حال اور اوسکی دلی الجھنون سے گھر والے بے خبر ہین۔ اُسکی ننھی سی جان پر لاکھون صدمے ہین۔

ایک روز چندر موہنی کو دیکھنے کے لیئے پدم کماری کی مان آئی۔ اوسنے پدم کماری کو وہان نہ دیکھکر پوچھا۔

پدما کہان گئی۔

مدن موہنی۔ دوا لینے گئی ہے۔

یہ کہکر مدن موہنی وہان سے بہانہ کرکے کھسک آئی اُسنے سوچا ایسا نہو کوئی بات اور پوچھ بیٹھے تو جواب کیا دونگی۔ دہلی جانے کا حال کہین منہ سے نکل گیا تو یہ ستم کردے گی۔

چندر موہنی نے آج دو روز سے چمچا بھر دودھ بھی نہین پیا۔ بخار گھڑی بھر کیلئے اب نہین اترتا۔ گھر والون نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ چولہا تک نہین جلایا جاتا کچھ سوکھا ساکھا کھا کر پانی پی لیا کرتے۔ مریضہ کے سامنے بیٹھے رہتے ہین چندر موہنی کی طرف سے سب کو یاس ہوگئی دن بدن حالت ردی ہوتی جاتی ہے اوسکی بہن اور بھاوج سرستی اور لکشمی دن رات رویا کرتی ہین چندر موہنی کے پتا جنک اوٗ بھی جب جی بھر آتا ہے۔ باہر آکر دو چار آنسو گرا دیتے ہین۔

دو دن برابر تپ چڑھی رہی۔ آج تیسرے روز جب کچھ کمی ہوئی۔ سب نے نہا دھو کر کھانا کھایا۔ آج کسیقدر اطمینان معلوم ہوتا ہے۔ سب کے چہرون پر بحالی چھائی ہوئی ہے۔ بدفعات سب نے کھانا کھایا اور چارپائی کے پاس آکر بیٹھ رہے۔

چندر موہنی آنکھ بند کیئے لیٹی رہتی ہے۔ اسکا سبب کیا ہے یہ کوئی نہین جانتا اوسکے معصوم دل مین عشقی خیالون نے گھر کرلیا ہے۔ اوس کے گورے گورے گالون پر آنسو بہنے کے کھلے ہوئے نشان کیون بن گئے ہین۔ اُسکی ٹھنڈی ٹھنڈی

سانسین سینے سے اُلجھی ہوئین کیون نکل رہی ہین۔ وہ دمبدم کف افسوس کیون مل رہی ہے۔ ان باتون کی تہ تک کوئی نہین پہونچتا۔ اوس کے سامنے تو رجی کی خیالی صورت سامنے کھڑی ہے۔ مگر اوسمین اتنی طاقت نہین کہ اُٹھ کے ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لے۔ ہائے وہ نقیہ ہے اوس سے بات کرنا محال ہے کیونکر اُٹھے۔ جراُت کرتی ہے مگر مجبور رہ جاتی ہے۔ کبھی کبھی کنور جی کا پیارا لفظ زبان سے نکلجاتا ہے۔ مدن موہنی اور للتا اوسکی ساتھ والیان سمجھتی ہین لیکن مان باپ بھائی بہن کو خیال کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ وہ سب سمجھتے ہین اسے ہوش نہین جو دُھن سوار ہوئی بک اوٹھی۔

اب سامنے مشرق کی طرف آسمان کی کچھ تھوڑی بلندی پر وہ قدرتی قندیل روشن ہوگئی تھی۔ جسمین ضو بخشنے کے لیے آفتاب کی کرنین زمین کے نیچے سے چھپ چھپ کر اپنا چمکدار عکس بھیج رہی ہین۔

اسوقت چندر موہنی کا اضطراب بہت بڑھ گیا ہے۔ مگر چُپ پڑی ہے۔ کبھی آنکھین بند کر لیتی ہے اور کبھی کھول لیتی ہے۔ ایک حالت پر قرار نہین دلمین باتین ہو رہی ہین۔ نہین معلوم وہ کہان ہین کہان نہین۔ جب سے گئے کوئی خبر ہی نہ ملی۔

یہ باتین کرتے کرتے اُسکا پُر درد دل بھر آیا۔ طبیعت بگڑنے لگی۔ مان نے کہا بیٹی کیا ہے۔ گھبراؤ نہین اچھی ہو جاؤ گی۔

یکایک پدم کماری ہنستی ہوئی وہان آ پہونچی۔ چندر موہنی کی حالت دیکھکر اسکے چہرے کا رنگ اوڑ گیا۔ حالانکہ راستے مین چندر موہنی کے بیمار ہونیکا حال سُن چکی تھی لیکن یہ نہین جانتی تھی کہ چندر موہنی کوئی دن کی مہمان ہے۔ آج آکر دیکھا تو اس حالت مین پایا۔

للتا اور مدن موہنی پدم کماری کے آنے جانے سے بہت خوش ہوئین اور اُسے اشارے سے ایک کنارے لے جاکر پوچھا۔

”بہن! کہو کام سپھل ہوا۔

پدم کماری۔ ہان۔

مدن موہنی۔ کیا ساتھ لائی ہو۔

پدم کماری۔ ہان وہ بھی آئے ہین۔

للتا۔ (زور سے تاکہ سب کے کان مین آواز پڑجائے) پدم بہن! چندر موہنی کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے کیا دوا مل گئی۔

سُرستی۔ (للتا کی آواز سنکر) پدما! تو اتنے دن سے کہان تھی۔ ہماری چندر موہنی بیمار ہوگئی اور تو نے خبر نہ لی۔ آج کیا جانتی دینا دیکھی جوادھر بھول پڑی۔

پدم۔ اے رانی جی! مین تو دوا لینے گئی تھی۔

سُرستی۔ دوا لائی ہے۔

پدم۔ ہان لائی کیون نہین۔؟

سُرستی۔ دیکھون کہان ہے۔

پدم۔ سرکار میرے پاس نہین ہے۔ سنیاسی جی خود آئے ہین۔

سُرستی۔ کون سنیاسی۔؟

پدم۔ آپ نہین جانتی۔ وہ بڑے بھاری مہاتما ہین۔ اونکی پھونک سے کماری جی اچھی ہو جائینگی۔ اور دوا بھی دیتے ہین۔

سُرستی۔ ہین کہان۔

پدم۔ باہر کھڑے ہین۔ مین باہر جاکر بلائے لاتی ہون۔

یہ کہکر پدم کماری باہر آئی اور چندر شیکھر سنیاسی کو چندر موہنی کی حالت سُناکر اندر لے گئی۔

چندر موہنی کی ناقابل حالت دیکھکر سنیاسی جی کا دل بھر آیا۔ ہائے اس ننھی سی جان پر پریم ور جا کیسی قیامت ڈھا رہی ہے۔ دل کی بیکلی حواس کا انتشار دماغ کی پریشانی اسکو کسی طرح چین نہین لینے دیتی۔

اسوقت چندر موہنی ہچکیان لے رہی تھی۔ سنیاسی جی کا دل کڑھا پدم کماری سے کہا۔

"حالت تو خراب ہے تاہم علاج کرونگا۔ یقین ہے اچھی ہوجائے۔ چندر موہنی کے پتا جنک راؤ کی طرف دیکھکر) یہان تخلیہ ہوجائے۔ آپ

سب صاحب ذرا باہر تشریف لے جائین - مین دو ایک باتون سے مرض کی تشخیص کرونگا -

سنیاسی جی کے کہنے سے جتنی لونڈیان باندیان تھین کمرے سے باہر نکل آئین جنک راؤ اور سرستی نے بھی کمرہ خالی کردیا - لکشمی تو پہلے ہی اپنے خسر جنگلے اوجی کے آنے سے ہٹ گئی تھی - مدن موہنی للتا بھی پدم کماری کے اشارے پاکر کھسک آئین - پدم کماری ٹھہر گئی تھی - سنیاسی کے کہنے سے چندر موہنی کو پدم کماری نے آہستہ سے پکارا -

چندر موہنی نے آنکھین کھولدین - پدم کماری کی صورت دیکھ کر چہرے پر بحالی آگئی - اوس نے چاہا اوٹھون - لیکن سنیاسی اور پدم نے اوٹھنے سے روک دیا -

چندر موہنی - (ملائمت سے) بہن! تم آگئین - کنور جی کہان ہین -

پدم کماری - وہ بھی آئے ہین گھبراؤ نہین -

چندر موہنی - یہان بُلالو - اونھین دیکھ لون -

پدم کماری - ابھی تم بہت کمزور ہو - ذرا اچھی ہو جاؤ - وہ خود آئین گے دیکھ لینا -

چندر موہنی - نجانے وہ کب آئین - جیون یا مرون - میری بہن! اونھین بُلالو اتنی باتین کرنے سے چندر موہنی کی سانس پھول گئی - ہانپنے لگی - آنکھین ڈبڈبا آئین -

سنیاسی نے پدم کماری سے کہا - جا انھین بُلالا -

پدم کماری باہر گئی اور کنور رگھناتھ راؤ کو ساتھ لئے ہوئے پھر کمرے مین داخل ہوئی - آنکھ چار ہوتے ہی سچا جوش اُبھر آیا - جب دونون کے دل چوٹ کھا چکے ہین - دونون مین محبت کی ترنگین موجزن ہین تو اس بحر محبت کے سیلاب کو روکنے والا کون - کنور رگھناتھ راؤ سے چندر موہنی کی حالت دیکھ کر ضبط نہو سکا فرط قلق سے آنسو گر پڑے - دل کے پرخچے اوڑ گئے صورت دیکھتے ہی پانون لڑکھڑا ئے سنبھلنا چاہا سنبھل نہ سکے زمین پر آرہے -

دانتی بیٹھ گئی۔ غشی نے دبا لیا۔ چندر موہنی رونے لگی۔
سنیاسی اور پدم کماری کنور جی کو اٹھا کر ہوش مین لائے دلاسا دیا۔ لیکن بیچینی زور باندھ رہی تھی۔ لگی ہوئی آگ۔ اور بھڑک اوٹھی۔ جگر پر چوٹ پڑی۔ زخم ہرے ہو گئے۔ اور خون اشکون کی راہ سے پھوٹ نکلا۔
چندر موہنی کا نازک دل بھی ضبط کی طاقت کھو بیٹھا تھا اُسکے آنسو بھی بے ساختہ ٹپک پڑے تھے۔ دونون کے دل کی بھڑاس نکل جائے اس خیال سے سنیاسی اور پدم کماری اس کمرے کے پہلو مین جو کوٹھری تھی اوسمین ہو رہے۔
چندر موہنی اس مجبوری کی حالت مین بھی اپنے دلی منشا کو کس خوبصورتی سے ادا کرنے لگی اوسنے کہا۔

جہان کوئی دوسرا جو غم سے پاک ہو کہین
تو ہم تم اس جہان سے نکل چلین رہین وہین
یہان ہزار آفتین انھین مین دل لگا کرین
یہان ہزار گردشین انھین مین سر پھرا کرین
وہ ملک چل کے ڈھونڈھ لین جہان نہ آسمان ہو
جہان نہ اُسکے ظلم سے مصیبتون مین جان ہو
جہان نہ کوئی فکر ہو نہ بھوکھ ہو نہ پیاس ہو
جہان نہ مین اُداس ہون جہان نہ تم اُداس ہو

رگھناتھ راؤ۔ پیاری دلستان! کیون مغموم ہو رہی ہو۔ مین تمہین بھولنے والا نہین میری پیاری! رگھناتھ راؤ کے مرتے وقت ایشور کے نام کے بجائے تمھارا ہی نام ہوگا۔ ہاے مجھ سا بدبخت کوئی نہوگا۔ تمھارے چاند سے چہرے کو گہن لگ گیا اور مین کھڑا کھڑا دیکھ رہا ہون۔ ہاے اس عمر مین بڑے دھوکے کھاے۔ بڑی بڑی اُفتادین پڑین۔ مگر تمھارا سودا نہ مٹنا تھا نہ مٹا۔

نہ تم ہو بھولنے کی شے نہ تم ہو چھوٹنے کی شے
قسم ہے شیو کی تم ہو دلمین اور دل بغل مین ہے
مین کھپ کے نور بنکے تم میری نظر مین ہو
جمال بنکے دل مین ہو خیال بنکے سر مین ہو
تمھاری مسکراہٹون کو یاد کر رہا ہون مین
کھلین نہ دانت اس ادا پہ صاد کر رہا ہون مین

وہ لب وہ اُنکی جنبش مری نظر کو یاد ہین   وہ ہلکی ہلکی چٹکیان مرے جگر کو یاد ہین
وہ ترچھی ترچھی چتونین ستم کرین پھرین جدہر
وہ کالی کالی پتلیان کبھی اِدھر کبھی اودہر

کنور جی دل کی لگی بھڑاس نکالنے بھی نہ پائے تھے کہ پدم کماری اور سنیاسی مہاتما کمرے کے اندر داخل ہوگئے پدم کماری نے کہا۔

"چندر موہنی! بہت دیر ہوگئی اب کنور جی کو رخصت کرو۔ بہت دیر دیکھ چکین"

چندر موہنی نے کچھ جواب نہ دیا۔

پدم کماری۔ اب یہ جا سکتے ہین۔

چندر موہنی۔ کہان جائین گے۔

پدم کماری۔ باہر جائین گے۔

چندر موہنی۔ اچھا جائین۔ مگر نر سنگھ گڈھ نہ جانے دینا۔

کنور جی سنیاسی جی۔ پدم کماری کے بضد ہونے سے مجبوراً وہان سے باہر آئے پدم کماری نے سب کو بُلا لیا۔ اسوقت چندر موہنی کا چہرہ بشاش تھا۔ روحانیت مبدل گئی تھی۔ سرستی۔ مدن موہنی للتا وغیرہ سنیاسی جی کی دوا کی تعریف کرنے لگین۔ جنک راؤ نے خوشامد درآمد سے سنیاسی جی اور رگھناتھ کو کچھ دنون اپنے یہان ٹکا رکھا۔ چندر موہنی بھی رفتہ رفتہ اچھی ہونے لگی۔

ایک دن بر سبیل تذکرہ سنیاسی نے پدم کماری کی بہادری اور کنور جی کو اورنگ زیب کی قید سے نجات دلانے کی کیفیت مفصل طور سے بیان کر دی۔ اور چندر موہنی اور کنور جی کی اندرونی محبت کا ذکر بھی کر دیا۔

جنک راؤ پدم کماری کی دلیری پر عش عش کر گئے۔ آج سے اُس کی وقعت چندر موہنی سے زیادہ بڑھ گئی۔ پدم کماری کی قدر ہونے لگی وہ سمجھتے تھے میری اکلوتی لڑکی چندر موہنی کی جان بچانے والی یہی پدم کماری ہے۔

باب تیسوان ۲۳

کرے گا یاد مری جنگ غیر مین امداد
جو آشنا ہین وہ ہوتے ہین آشنا کی طرف

چندر موہنی بالکل چنگی ہوگئی ہے۔ اوسکے گلابی رخسار جنپر زردی چھاگئی تھی اب پھر سدا بہار کی طرح شگفتہ ہوگئے۔ اوسکے چاندسے مکھڑے مین پھر اگلی سی تجلی آگئی اوسکی شوخ و شنگ آنکھیین پھر تھر ڈھانے لگین۔ وہ اپنی نرم اور نازک اداؤن سے شادمانی کی شبنم پھر ٹپکانے لگی۔ الغرض تمام اعضا کی مجموعی وضع نہایت خوبصورت دکھائی پڑنے لگی۔ اس معشوق سمن بر کو دل چاہتا ہے ہر روز دیکھا کرے جنک راؤ کو شادی کی فکر غالب ہوئی۔ سرستی اور پدم کماری کے زور دینے سے رگھناتھ راؤ کے ساتھ نسبت ٹھہر گئی۔ پھر کیا تھا انتظام ہونے لگا۔ لیکن رگھناتھ راؤ ابھی شادی کرنے پر راضی نہ تھے۔ اونکا قول تھا جبتک مہاراج سیواجی چھترپتی راجہ نہ ہو لینگے مین شادی نہ کرونگا۔ چونکہ مہاتما چندر شیکھر جی نے زیادہ زور دیا مجبوراً حکم نہ ٹال سکے اقرار کرلیا۔ بہت خوب آپکی آگیا سے کب انکار ہوسکتا ہے۔

جب رگھناتھ راؤ کی شادی کی خبر اونکی مان رانی کرشن کماری جی کو پہونچی تو اونکو یہ خوشی شادی مرگ سے کم نہوئی۔ اول تو کرشن کماری کے شوہر راجہ بجیت سنگھ[1] دارا شکوہ اور نگ زیب کی لڑائی مین کام آچکے تھے راجہ بجیت سنگھ راناجے سنگھ کے معتمد خاص تھے امبر مین انکی بہت بڑی حکومت تھی۔ جہان وہ آزادی سے بسر کرسکتے تھے بچپن سے کنور رگھناتھ راؤ کو جنگ و جدل سے شوق تھا چونکہ کوئی

---

[1] اورنگ زیب کے خروج جنگ وجدل اور اُسکے بھائیون کی خونریزی کا واقعہ اگر دیکھنا ہو تو ہمارا ناول مستانی جوگن ملاحظہ فرمائیے۔ اُسمین جو حالات قلمبند کئے ہین وہ تواریخ راجپوت اور مورخان مغلیہ کی تحریرات سے اخذ کئے گئے ہین دیکھنے کے قابل ناول ہے۔ (فہم لکھنؤ نوستہ)

سر چڑھ رہا تھا لہذا اونھین گھر سے قطع تعلق کرنا پڑا اُنہون نے آج بارہ سال ہوئے
اپنی راجدھانی مین قدم نہین رکھا - اور نہ اپنی پیاری مان کی صورت دیکھی
رگھناتھ راؤ کی یہ خواہش تھی کہ مغلون کی دست برد سے ہندو قوم کو بچائے انکی طبیعت
مین حلم تھا بردباری تھی - زبان شیرین تھی گفتگو شستہ - تہذیب با اخلاق وسیع - سلیقے
جس سے ملاقات ہوتی وہ شایستگی اور نیکدلی پر فریفتہ ہو جاتا - انکی مان مارواڑ
کی راجکماری تھی اوسکے بطن سے صرف یہی ایک فرزند ہوا جو ۱۲ سال کی عمر مین
اُسکی آنکھون سے اوٹ ہو گیا - آج اس خبر نے اوسے پاگل بنا دیا ہے وہ کہتی ہے
ایشور کیا سچ مچ میرا کنور زندہ ہے - کیا اوسکی شادی ہوگی - مین تو سمجھتی تھی یا تو
مر کٹ گیا ہوگا یا سنیاسی ہو کر جنگلون کی ٹھیکریان پھوڑ رہا ہوگا -

کنور جی پونا چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا نہین چاہتے تھے اونھین اچھی طرح اپنا
وطن یاد بھی نہ تھا - ادھر چندر موہنی بھی اپنی سہیلون کو چھوڑ کر دوسری جگہ پسند
نہین کرتی تھی - اس لیے رگھناتھ راؤ کی مادر مہربان کرشن کماری جی بھی اپنے
لخت جگر کے پاس پونا آگئین - اور یہین رہنے لگین -

پدم کماری مدن موہنی للتا کی شادیان بھی پونا ہی کے آس پاس ہو گئین -
رگھناتھ راؤ نے پونا کے اُسی مکان مین بود و باش اختیار کی جس مین سیوا جی نے
بچپنے مین پرورش پائی تھی -

ساعت سعید اور دن حمید دیکھ کر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ کنور رگھناتھ راؤ
کی شادی چندر موہنی کے ساتھ ہو گئی اس قران السعدین سے تمام ملک مہاراشٹر
مین شادیانے بجنے لگے - بچون سے لیکر بوڑھون تک کو اس شادی سے خوشی
ہوئی - سیوا جی بھی اس تقریب مین شریک ہوئے تھے - کئی دن ناچ گانے کا
شغل رہا - بارات رخصت ہو کر پونا مین آئی - کرشن کماری کی تو آج باچھین
کھلی ہین - بہو بیٹے کو پاکر پھولی نہ سمائی -

الغرض دونون دولھا دولھن وہین کنج خلوت مین بیٹھکر شراب محبت کے جام
بھر بھر کے پینے لگے - اور ہمارا قصہ ختم ہو گیا -

اب ہمین چند باتین اور لکھنا رہ گئین - مہاراج سیوا جی نے کنور رگھناتھ راؤ

کی بڑی خاطر کی اور گھوڑے - ہاتھی - پالکی - لباس زر و جواہر وغیرہ عطا کر کے
نامی جاگیر حوالے کر دی -

کچھ دنوں بعد سیوا جی کے ابھکھیک یعنی جلوس کی طیاریاں ہونے لگیں - رائری کے مقام پر جسکا نام راے گڈھ رکھا گیا جلوس کا ایک عظیم الشان جشن ہوا - سونے کا سنگھاسن طیار کیا گیا جسمین بہت سے بیش قیمت جواہر جڑے گئے - سونے کے کلسون مین سمندر اور تیرتھون کا جل بھرا گیا - جیٹھ سدی تیرس شاکے ۱۵۹۶ جلوس کی ساعت قرار پائی -

اسدن سیوا جی نے منگل اشنان کرکے پہلے اپنے خاندانی دیوتا شری مہادیو اور شری بھوانی دیوی کی پوجا کی پھر دان پُن اور مقدس برہمنون کو زر و زیور اور پارچہ تقسیم کیئے اور تیرتھون اور ندیون کے جل سے ابھکھیک کرکے سیوا جی تخت نشین ہوئے - اور دان پدھتی کے مطابق سولہ مہا دان دیے - سنگھاسن کے آٹھون کھمبون پر آٹھ پردھان یعنی وزیر کھڑے ہوئے - کئی مہینے تک برہمنون کے بھوجن ہوتے رہے - جسکے بعد سب کو بیش قیمت تحفے اور زر و جواہر دے کر رخصت کیا -

اس ابھکھیک مین ایک کروڑ بیالیس لاکھ ہُن یعنے سات کروڑ روپیہ خرچ ہوئے -

سوانح نویس لکھتا ہے کہ اس زمانے مین جبکہ کل روے زمین پر غیر ہندو بادشاہ ہین سیوا جی ایک مرہٹہ راجہ کا اس طرح تخت پر جلوس فرمانا اور چھتر پتی بادشاہ ہونے کی کوئی معمولی بات نہ تھی -

جب یہ خبر بہادر شاہ کوکلہ کے ذریعہ سے اورنگ زیب کو پہونچی تو اُسکو بہت سخت رنج ہوا اور اوسنے یہ کہا -

"خدا نے مسلمانون کی بادشاہی کو دور کرکے اون کے تخت کو غارت

(۱) اقتباس ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کے رسالہ زمانہ کانپور سے نقل کرکے ناظرین کی تفریح طبع کیلئے درج کیا جاتا ہے جسکو منشی پربھو دیال نے دکن کی تاریخ مرہٹہ سے اخذ کرکے حوالہ قلم کیا ہے -

کر کے مرہٹوں کو تخت دیا۔ اور اب تو گویا اس انقلاب کی حد ہو گئی"۔

اسطرح جب جلوس کی خبر عادل شاہ اور قطب شاہ کو ہوئی تو وہ سخت متردد اور مشوش ہوئے۔ روم شام۔ ایران۔ توران کے بادشاہوں کو جب یہ حال معلوم ہوا تو انھوں نے بھی اسکا بہت رنج کیا۔

تخت پر بیٹھکر سیواجی اپنی سلطنت کو اور رونق دینے مین مصروف ہو گئے نظام شاہی علاقے پر تو قبضہ ہو ہی چکا تھا عادل شاہی و مغلئی علاقے کا بہت کچھ ملک بھی تحت و تصرف مین آگیا۔ اب سیواجی نے بھاگ نگر یعنی حیدر آباد کی طرف اپنی عنان توجہ منعطف کر دی۔ اس وقت تانا شاہ قطب شاہ حکمران تھا۔ قطب شاہ نے خائف ہو کر سیواجی کو خراج دینا منظور کیا اور سیواجی کی طرف سے اوسکے دربار مین نراجی پنت کا بیٹا پرہلاد پنت خدمت وکالت پر مقرر تھا۔

الغرض بہت سے راجوں اور مسلمانوں بادشاہوں نے خراج دینا قبول کر کے سیواجی کی اطاعت قبول کر لی۔

سیواجی کا ارادہ ہوا کہ تنگبھدرا اور کاویری کے درمیان کرناٹک کا جو وسیع ملک ہے اوسے فتح کرے۔

اس مہم پر رگھناتھ راؤ پنت مقرر کیے گئے۔ مگر روپیہ کی فکر ہوئی۔ اپنے خزانے سے صرف کرنا پسند نہین۔ لہذا قطب شاہ سے جس کے پاس دولت کے کوٹھے بھرے ہوے تھے روپیہ لینے کی ٹھانی مگر قطب شاہ برابر عہد و پیمان کے مطابق سالانہ خراج دیتا رہا۔ اس لیے سیواجی نے قطب شاہ کے ساتھ جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہ دیکھا کہ قطب شاہ سے ملائمت اور آشتی سے روپیہ اینٹھنا چاہا۔ چنانچہ اس غرض سے سیواجی نے قطب شاہ کا ناخواندہ مہمان بننے کا ارادہ کیا اور اس ارادے سے اپنے وکیل پرہلاد پنت کو مطلع کیا۔

پرہلاد پنت نے اس بات کا ذکر قطب شاہ سے کیا۔ تانا شاہ یہ سنکر بہت گھبرایا کہ کہین اوسکی بھی وہ گت نہو جو افضل خان اور شایستہ خان کی ہوئی۔

اسلیئے اُسنے اس بلا کو ٹالنا چاہا اور کہا سیواجی کو جو چاہیئے مین دینے کو طیار ہون مگر پیلا دنیت نے اسکی تسلی کردی اور عرض کیا حضور کے ساتھ راجہ سیوا کے وہ برتاؤ نہ ہونگے سبے فکر رہین مین ذمہ دار ہون۔

سیواجی اپنے حشم و لشکر کے ساتھ حیدر آباد کیطرف روانہ ہوا اور جب ظل اجلال قطب شاہ کی سرحد مین ہوا تو اپنے لشکر مین تاکید کردی۔ خبردار کوئی سپاہی رعایا سے معترض نہو۔ بلکہ دو چار کی گردنین اڑا کر سختی کے ساتھ ضابطہ کی پابندی قائم کی۔

اسطرح اپنے سپاہیون اور سوارون کو تنبیہ کرتے ہوئے سیواجی حیدر آباد مین وارد ہوگئے۔ قطب شاہ نے شہر سے کچھ دور آکر پیشوائی کا ارادہ کیا۔ مگر سیواجی نے بادشاہ کو یہ پیام دیا۔ کہ حضور بڑے بھائی ہین اور مین آپکا چھوٹا بھائی آپکو میری پیشوائی لازم نہین۔

اس بات سے تانا شاہ سیواجی پر لٹو ہوگیا اور اپنے وزیرون مادنا پنت و اگنا پنت کو سیواجی کے استقبال کے لیئے بھیجا چنانچہ سیواجی کی سواری نہایت تزک و احتشام سے شہر مین نکلی۔ سیواجی کے تمام لشکری سنہری وردیان پہنے ہوئے تھے ادھر تانا شاہ کے حکم سے شہر آراستہ و پیراستہ تھا۔ جا بجا تورن یعنی کمانین بنائی گئی تھین اور ہر گلی کوچے مین خوشی کی نوبتین ٹھنک رہی تھین جھنڈیون اور اس تمام آرایشی ساز و سامان نے لشکر کی زیب و زینت دوبالا کردی تھی۔

جب سیواجی کی سواری شاہی محل کے قریب پہونچی تو یہ کہلا بھیجا کہ حضور میرے استقبال کیلئے نیچے نہ اُترین بلکہ پانچ چھ آدمیون کے ساتھ جنمین رگھناتھ راؤ ہنت بھی شامل تھے خود سیڑھیون پر چڑھکر شاہی محل مین داخل ہوئے قطب شاہ اوٹھکر بغلگیر ہوئے اور دونون ایک ہی مسند پر بیٹھے۔ سوائے مادنا پنت کے باقی سب امرا کھڑے رہے۔ محلات کی بیگمات نے جھروکون سے سیواجی کو دیکھا اور بہت خوش ہوئین۔ ایک پہر تک ملاقات رہی اور اسکے بعد سیواجی اپنے لشکر کے رخصت ہوکر راستے مین شہر کے لوگون کو بہت کچھ داد و دہش کرتے ہوئے اپنی فرودگاہ پر واپس آئے۔

دوسرے دن مادناپنت نے سیواجی کو اپنے گھر لیجاکر دعوت کی اور اپنی ماں کے ہاتھ کا بنایا ہوا پکوان کھلایا۔
بادشاہ نے مادناپنت کو بُلاکر مشورہ کیا کہ سیواجی کو کیا دینا چاہیئے بعد مشورہ یہ طے پایا کہ سیواجی کو اسقدر دنیا چاہیئے کہ یہان سے خوش ہو کر اپنے وطن کو مراجعت کرین۔
چنانچہ قطب شاہ نے کثیر التعداد زر وجواہر۔ ہاتھی۔ گھوڑے وغیرہ دیئے اور سیواجی نے یہ عہد کیا کہ ضرورت کے وقت ہمیشہ قطب شاہ کی مدد کی جائیگی۔ قطب شاہ نے بھی اپنا سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔
سیواجی قریب قریب ایک ماہ حیدرآباد مین رہے اور وہان کے امرا اور بڑے بڑے جاگیردارون کی ضیافتین کھائین۔
یہان سے سیواجی نے کرناٹک کا رُخ کر دیا۔ راستے مین شیر خان سے جو سلطنت بیجاپور کی طرف سے پانچ ہزار سوار لے کر مقابلے پر آیا تھا عظیم جنگ ہوئی۔ بالآخر سیواجی نے اوسے شکست فاش دی اور خود مظفر و منصور قلعہ کرناٹک مین داخل ہوے۔ یہان سیواجی کا بھائی ونکوجی اپنے باپ کی جاگیر پر حکمران تھا پہلے تو بھائی بھائی مین خلوص اور محبت کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ مگر نہ معلوم بعد مین ونکوجی کو کسنے بھڑکایا اور اوسکے دل مین کیا سمایا کہ وہ ایک رات کو سیواجی کے لشکر سے بھاگ گیا۔ سیواجی نے اپنا بھائی سمجھکر اوسکی گوشمالی مناسب نہ سمجھی اور کرناٹک کا انتظام کر کے اپنی راجدھانی کو واپس آئے۔
یہان آئے تو عجب گل کھلا دیکھا۔ یعنی اپنا بیٹا سنبھاجی باپ سے ناراض ہو کر مغلون سے مل گیا اور اونکے لشکر مین پناہ گزین ہوا ہے۔ جب دلیر خان نے اسکی اطلاع اورنگ زیب کو دی تو اوسنے حکم دیا کہ سنبھاجی کو مقید کر کے دہلی روانہ کر دو مگر دلیر خان نے ایسی بے ایمانی مناسب نہ سمجھکر سنبھاجی کو بھاگ جانے کا اشارہ کیا۔ سنبھاجی نے پھر اپنے باپ کے آگے قدم لیے۔ باپ کو اسکا بہت رنج ہوا تھا مگر بیٹے کی خطا معاف کر دی۔ اور کہا تم بڑے بیٹے ہو یہ سب راج تمھارا ہے۔ مگر کچھ حصہ اس راج کا اپنے چھوٹے بھائی

[illegible] ہے۔
سنبھاجی نے قبول نہ کیا اور اسپر سیواجی کو بہت بڑا رنج ہوا۔ آخر بخار آنے لگا اور یقین ہوگیا کہ اب آخری وقت آپہونچا ہے۔ اونے کارپردازان کو طلب کرکے اُنسے ہوشیار باش یعنی پیشینگوئی کے طور پر کہا۔

چالیس ہزار ہن کی … روپی جاگیر ہونی کی تھی … بڑھا کر مین نے کاویری سے نربدا ندی تک اتنا عظیم الشان راج قائم کیا ہے اُس راج کو سنبھاجی تباہ کریگا۔ یہ بالکل عیاش اور بیوقوف جاہل آدمی ہے۔ یہ برہمنوں کی ہتھیا کریگا تمام بڑے بڑے سردار … کو قتل کریگا۔ اور آخر یہ ہوگا کہ اورنگ زیب ہندوستان سے آئیگا اور سنبھاجی اُس سے دغا کھائیگا اور سارا ملک مغلوں کے قبضہ میں چلا جائیگا۔ پھر راجہ رام اور اُسکے قریب سردار اس راج کو دوبارہ قائم کرینگے۔

پھر سیواجی نے کہا وہ ہوکر اپنے سرداروں سے پھر کہا۔

میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں حسرت لوگ۔ یہی عالم فانی ہے اسمیں جو پیدا ہوا وہ فنا ہوا میرے جانے کا تم رنج مت کرو۔ آخر چیت سدی پورنماشی شاکے ۱۶۰۲ کو اُنکی روح قالب عنصری سے پرواز کرگئی۔

سیواجی نے جس قدر دولت چھوڑی اسکا حساب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کل خزانہ … کے ہن … لاکھ چوبیس ہزار اٹھاون تھے جنکی قیمت بحساب سوا پانچ روپیہ فی ہن کل قریب تین کروڑ اکانوے لاکھ بیس ہزار دوسو نوے روپیہ ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ ڈھائی سو من خالص سونا چھوڑا جسکی قیمت ۵ کروڑ روپیہ سے کم نہین تھی اور اسکے علاوہ … لاکھ چاندی کے سکے چھوڑے اور … نیلم پکھراج الماس وغیرہ قیمتی جواہرات اسکے علاوہ تھے جنکی قیمت کی کوئی انتہا نہین زرین وریشمی وسوتی پارچے بھی چھوڑا جنکی مالیت کا اندازہ ایک کروڑ ہن یعنی پانچ کروڑ روپیہ کیا جاتا ہے۔

سیواجی کی فوج کی تعداد کچھ کم نہ تھی۔ ایک لاکھ پچاس ہزار پائیگاہ کے گھوڑے اور سوار تھے۔ … بادسے سردار اور اسامیان یعنی جمعیت پیدل کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ مفتوحہ قلعون کی تعداد ۲۴۰ اور نئے

بنائے ہوے قلعون کی تعداد ۱۰۸ تھی۔
اسکے علاوہ کرناٹک مین اُناسی ۷۹ اور قلعے بنوائے تھے۔ جنجیرے کے شدی یعنی حبشیون سے لڑنے کے لیے سیواجی نے جہازون کا بیڑہ بھی طیار کرایا اور شدی اور پُرتگیزون کے مقابلے مین بحری جنگ بھی کرکے بہت شہرت حاصل کی تھی۔ جسکا ذکر بخوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔ فقط

تمام شد
